رسائل الشيخ عبد الله بن زيد المحمود

رئيس المحاكم الشرعية والشؤون الدينية بدولة قطر

LIBRARY
JAMIA HAMDARD
U110161
MAC
297.2
M27R

EmaanLibrary.com

Mahmood Ali Collection

رسائل الشیخ عبداللہ بن زید المحمود

رئیس المحاکم الشرعیۃ دولۃ القطر

- اسلام اور مسلمانوں کا عقیدہ
- انبیاء کے معجزات پر ایمان
- قضاء و قدر پر اہل سنت کا ایمان
- محفل میلاد النبی پر تحقیقی بحث
- اختلاط اور اس کے بدترین نتائج
- پیغمبر اسلام کی زندگی کی تصویر کشی حرمت اور احتجاج
- شراب اور نشہ آور چیزوں کی حرمت اور نقصانات

ترجمہ

مختار احمد ندوی

طبع علی نفقۃ رئاسۃ المحاکم
الشرعیۃ والشؤون الدینیۃ بقطر

EmaanLibrary.com

JAMIA HAMDARD
ACC. No. U-110161
DATE 8.2.07
CENTRAL LIBRARY DELHI

LIBRARY
JAMIA HAMDARD
U110161

297.2
M27R

دار العروبة
المنصورة ○ لاهور باكستان

تم طبعه في مطابع شركة:
٤٣ شارع نسبت لاهور
باكستان

EmaanLibrary.com

فہرست مضامین

۱۔ عقائد اسلام

۱۔ اسلام اور مسلمانوں کا عقیدہ

۲۔ پیغمبروں کو مبعوث فرمانے کی حکمت

۳۔ غیر اللہ کے لئے ذبح کرنا شرک ہے

۴۔ تعویذ اور گنڈوں کا لٹکانا

۵۔ اسلام کی حقیقت

۶۔ اللہ کے رب ہونے پر ایمان لانا۔

۷۔ قرآن پر ایمان، ایمان باللہ کا جز ہے۔

۸ آخرت میں اللہ رب العزت کا دیدار

۹۔ ملائکہ کرام پر ایمان

۱۰ یوم آخرت پر ایمان

۲۔ انبیاء کے معجزات پر ایمان

۱۱۔ عصاء موسیٰ

۱۲۔ قرآن اور معجزات

۱۳۔ نیچریوں کا بے دلیل انکار معجزہ کی بابت لوگوں کے مختلف خیالات

EmaanLibrary.com

۱۴۔ معجزہ کی حقیقت

۱۵۔ پچھلے معجزات وقصص کے ذکر کا سبب

۱۶۔ قرآن کا اعجاز

۱۷۔ قرآن اور امیت رسول

۱۸۔ مختلف انبیاء کرام کے معجزات کا بیان

۱۹۔ معجزہ اور جادو کا فرق

۲۰۔ معجزات وخوارق کا انکار

۲۱۔ انبیاء انسانوں کی ہدایت اور معجزات کے مالک نہیں

۲۲۔ معجزات اور کرامات برحق ہیں، ان کا منکر مومن نہیں

۳۔ قضاء وقدر پر اہلِ سنت کا ایمان

۲۳۔ قضاء وقدر کی حقیقت

۲۴۔ تقدیر کے بارے میں امام احمدؒ اور ابن قیمؒ کے اقوال

۲۵۔ تقدیر رحمٰن کی قدرت ہے۔

۲۶۔ تقدیر کی بابت قرآن کی تفصیلات

۲۷۔ علامہ ابن تیمیہؒ کا قول

۲۸۔ تقدیروں کا لکھا جانا

۲۹۔ توکل علی اللہ کے ساتھ کن باتوں کا ہونا ضروری ہے۔

۳۰۔ غزوۂ احد میں فتح وشکست کے اسباب

۳۱۔ حدیث آدم وموسیٰ پر تفصیلی بحث۔

EmaanLibrary.com

۳۲۔ فرشتوں کا لکھا ہوا مشیت الٰہی کے تحت بدلا جاتا ہے۔
۳۳۔ کفر و ایمان کا وقوع اشخاص کا اختیاری فعل ہے۔
۳۴۔ تقدیر کو عذر بنا لینا غلط ہے
۳۵۔ علم الٰہی میں تغیر نہیں ہوتا
۳۶۔ ابن تیمیہ کا قول کہ اسباب کے بغیر توکل صحیح نہیں
۳۷۔ تقدیر کی بابت ایک چور اور حضرت عمرؓ کا مکالمہ
۳۸۔ تقدیر پر بھروسہ کر کے بیٹھ جانا سب سے زیادہ مضر ہے۔
۳۹۔ دواؤں کے ذریعہ امراض کا علاج بھی تقدیر الٰہی ہے۔
۴۰۔ قضاؤ قدر کے بارے میں نصاریٰ کا مسلمانوں پر اعتراض

۴۔ محفل میلاد النبی پر تحقیقی بحث

۴۱۔ ذکر نعمت کے لئے محفل کا انعقاد محفل میلاد النبی ہی کیطرح بدعت ہے۔
۴۲۔ شکر نعمت یہ ہے کہ اس کا اعتراف کیا جائے اور منعم کی مرضی پر خرچ کیا جائے۔
۴۳۔ بدعت وبائی امراض کی طرح پھیلتی ہے۔
۴۴۔ جہاں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا نظام نہیں ہوتا وہاں بدعات پھیل جاتی ہیں۔
۴۵۔ کم علم اور کم عقل علماء ہی سے بدعت جنم پاتی اور پھیلتی ہے۔
۴۶۔ محفل میلاد رسول میں مروجہ قیام باطل ہے صحابہ کرام میں یہ موجود نہ تھا
۴۷۔ بدعات شرک کی پیامبر ہیں۔

EmaanLibrary.com

۴۸۔ انبیاء اور صالحین کے بارے میں غلو ہی سے شرک پھیلا۔

۴۹۔ صحابۂ کرام سب سے زیادہ بدعات کے مخالف اور دین کے محافظ تھے۔

۵۰۔ صاحب رسالہ کے بلند بانگ دعویٰ کی حقیقت

۵۱۔ علماء اسلام نے مولود نبوی کا ذکر اپنی کتابوں میں محض تاریخی طور پر کیا ہے

۵۲۔ "انعقاد محفل نعمت" کے بارے میں صاحب رسالہ کے عقلی ونقلی دلائل کی حقیقت۔

۵۳۔ یہ سراسر غلط ہے کہ قرآن نے حضرت مریم، عیسیٰ ویحییٰ کی محفل میلاد منعقد کی۔

۵۴۔ شریعت میں کوئی بدعت 'حسنہ' نہیں، سب بدعت 'سیئہ' ہے۔

۵۵۔ ذکر الٰہی کے لئے کسی خاص دن کے مقرر کرنے کیلئے انصار مدینہ کا مطالبہ اس واقعہ پر تفصیلی بحث۔

۵۶۔ جمعہ کے اجتماع پر محفل میلاد النبی کو قیاس کرنا باطل ہے۔

۵۷۔ علماء سوء کا سب سے بڑا فتنہ جاہل اور کم عقل عوام کو دین کے نام پر فریب دینا ہے۔

۵۸۔ "بدعت" اس فعل کو کہتے ہیں جسے ثواب کی نیت سے کیا جائے اور اس کی اصل شریعت میں نہ ہو۔

۵۹۔ "من سن فی الاسلام سنة حسنة" کی تشریح اور حدیث الصدقہ کا بیان۔

۶۰۔ شریعت میں بدعت حسنہ کا کوئی وجود نہیں۔

۶۱۔ حضرت عمرؓ نے "شجرة البیعة" کو اسی لئے کٹوادیا تھا کہ کہیں مستقبل قریب میں مرکز شرک نہ بن جائے۔

EmaanLibrary.com

۶۲۔ جمع قرآن کا عمل "بدعت حسنہ" نہیں بلکہ دینی فرض تھا۔

۶۳۔ جمع قرآن کے اسباب۔

۶۴۔ عہد نبوی میں قرآن جمع نہ کرنے کے اسباب۔

۶۵۔ جمعہ کی اذان اول اور دیگر امور کی حیثیت پر بحث

۶۶۔ تراویح کی نماز باجماعت بدعت حسنہ نہیں ہے۔

۶۷۔ محفل میلاد کے بدعت ہونے کی بابت علمائے اسلام کے فتاوے

۶۸۔ علامہ رشید رضا کا فتویٰ

۶۹۔ حافظ ابن حجر کا فتویٰ

۷۰۔ ابن حجر الہیثمی کا فتویٰ

۷۱۔ بدعات کے بارے میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی خدمات، مسلمانوں پر اللہ کا احسان ہیں۔

۷۲۔ ابن تیمیہ کی بابت امام ذہبی کا بیان۔

۷۳۔ ابوحیان کا بیان

۷۴۔ میلاد نبوی کا شرعی طریقہ

۷۵۔ میلاد کی بدعت سب سے پہلے مصر کے فاطمیوں نے شروع کی۔

۷۶۔ معراج کی بدعت

۷۷۔ اُمت پر رسول کا حق

۷۸۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اور اس سے متعلق احکام وفوائد کا بیان۔

EmaanLibrary.com

۵۔ اختلاط اور اس کے بدترین نتائج

۷۹۔ اسلام عزت و ناموس کا محافظ۔

۸۰۔ علماء و امراء کی ذمہ داریاں

۸۱۔ اختلاط کے جواز کے لئے اکثریت کا ہوا۔

۸۲۔ اختلاط سے اباحیت تک

۸۳۔ نصاریٰ کی اندھی تقلید کا انجام

۸۴۔ مغربی تہذیب کا طوفان

۸۵۔ عریاں فلموں کی تباہ کاری

۸۶۔ بیہودہ رسائل و اخبارات

۸۷۔ کمیونزم اختلاط کا سب سے بڑا داعی۔

۸۸۔ اختلاط کے بدترین نقصانات۔

۸۹۔ غیر مسلم تعلیمی اداروں کا کردار

۹۰۔ اسلامی غیرت و حمیت کے لئے ایک چیلنج

۶۔ پیغمبر اسلام کی زندگی کی تصویر کشی حرمت اور احتجاج

91۔ پیغمبر اسلام کی بعثت کا مقصد اعلان حق اور تزکیۂ نفس

۹۲۔ کسی کو انبیاء کی فرضی شکل میں پیش کرنا ان کی توہین ہے۔

۹۳۔ انبیاء کرام کی مقدس زندگی کو تجارتی مقاصد کے لئے استعمال نہیں کیا جا سکتا۔

EmaanLibrary.com

۹۴۔ انبیاء کی مقدس زندگی کو فلمانا اُن کی توہین ہے۔

۷۔ شراب اور نشہ آور چیزوں کی حرمت اور نقصانات

۹۵۔ اُمّ الخبائث، رجس،

۹۶۔ عمل الشیطان

۹۷۔ عداوت و بغض کا مصدر

۹۸۔ ذکر اللہ اور نماز سے روکنے والی

۹۹۔ صحابہؓ کرام کی بے مثال توبہ

۱۰۰۔ شراب اور اس سے متعلق دس آدمیوں پر لعنت

۱۰۱۔ پکا شرابی مومن نہیں۔

۱۰۲۔ شراب سانپ کی طرح سم قاتل ہے۔

۱۰۳۔ شراب کا ایک قطرہ بھی حرام ہے۔

۱۰۴۔ بیئر اور حشیش اور تمام نشہ آور چیزیں حرام ہیں۔

۱۰۵۔ شراب کے نقصانات کا احاطہ ممکن نہیں۔

۱۰۶۔ شرابی سوّر اور بندر کی خصلت رکھتا ہے۔

۱۰۷۔ شرابی کی سزا کوڑے مارنا جرم کے مطابق ہے

۱۰۸۔ شراب کی درآمد اور تجارت بے رحمی اور خود غرضی کا کام ہے۔

EmaanLibrary.com

فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن زید المحمود

رئیس المحاکم الشرعیۃ و الشئون الدینیۃ دولۃ قطر

کے حالات زندگی

آپ کا پورا نام عبداللہ بن زید بن عبداللہ بن محمد بن راشد بن ابراہیم بن محمود ہے۔ آپ حضرت حسن بن علیؓ بن ابیطالب کی اولاد اشراف کی طرف منسوب ہیں۔ آپ کی پیدائش ۱۳۲۹ھ میں نجد کے علاقہ حوطہ بنی تمیم میں ہوئی، وہیں آپ نے تربیت پائی اور ابتدائی تعلیم حوطہ کے قاضی شیخ عبدالملک بن ابراہیم اور اپنے ماموں شیخ عبدالعزیز بن محمد الشتری سے حاصل کی۔ آپ نے انتہائی کم عمری میں قرآن مجید حفظ کر کے ثابت کر دیا کہ آپ کو صغر سنی کے باوجود حفظ و شعور کی غیر معمولی قدرت حاصل ہے۔ جس سے متاثر ہو کر آپ کے اساتذہ تراویح اور تہجد کی امامت کے لئے آپ کو آگے بڑھانے لگے، حالانکہ ابھی آپ کی عمر ۱۰ سال بھی نہیں ہوئی تھی۔

۱۳۵۵ھ رمضان المبارک میں آپ نے قطر کا سفر کیا اور وہاں تین سال تک رہ کر شیخ محمد بن عبدالعزیز المانع سے تعلیم حاصل کرتے رہے، اس عرصہ میں آپ نے بہت سی کتابوں کے متن یاد کر ڈالے، جیسے مختصر المقنع، بلوغ المرام، الفیہ ابن مالک، اور فقہ میں ابن عبدالقوی کی نظم کا بیشتر حصہ، قطر سے واپس آکر آپ شیخ محمد بن ابراہیم آل شیخ مفتی الدیار السعودیہ کے پاس ریاض میں ٹھہر گئے اور تقریباً ایک سال تک ان سے علم حاصل کرتے رہے۔ اسی عرصہ میں شیخ محمد بن ابراہیم کے پاس ملک عبدالعزیز

EmaanLibrary.com

آل سعود فرمانروائے نجد وحجاز کا یہ حکم پہونچا کہ ۸ جید علماء کو منتخب کر کے مکہ مکرمہ بھیجا جائے جہاں وہ حرم شریف میں وعظ وتدریس کی خدمت انجام دیں، چنانچہ اُن آٹھ علماء میں شیخ عبداللہ بن زید المحمود کا بھی انتخاب ہوگیا۔ اور آپ ۱۳۵۹ھ میں مکہ مکرمہ تشریف لے گئے۔ اور کچھ دنوں تک مسجد الحرام میں وعظ ودرس فرماتے رہے۔

اسی سال ذی الحجہ میں شیخ عبداللہ بن قاسم آل ثانی حاکم قطر اپنے بیٹے شیخ حمد بن عبداللہ آل ثانی کے ساتھ حج کے لئے مکہ تشریف لائے، اور ملک عبدالعزیز آل سعود سے کہا کہ ہمیں قطر میں قضاء اور افتاء کے لئے ایک جید عالم کی ضرورت ہے کیوں کہ شیخ محمد بن عبدالعزیز المانع کے قطر سے چلے آنے کے بعد وہاں کوئی قاضی نہیں تھا، چنانچہ شیخ ابن مانع کے اشارہ اور سب کے مشورہ سے قاضیٔ قطر کے منصب کے لئے شیخ عبداللہ بن زید المحمود کا انتخاب ہوا اور ملک عبدالعزیز کی طرف سے سرکاری حکم جاری ہوا کہ آپ حاکم قطر اور ان کے بیٹے کے ساتھ قطر تشریف لیجائیں۔ اس طرح ۱۵ ذی الحجہ ۱۳۵۹ھ سے آپ باقاعدہ قطر کے منصب قضاء پر فائز ہوئے۔ مقدمات میں انصاف اور دعویداروں کی راحت رسانی کے لئے آپ خاص طور پر مشہور ہیں۔ رات اور دن کے کسی حصہ میں آپ فتویٰ پوچھنے والوں اور فیصلہ چاہنے والوں کو واپس نہیں کرتے، دن نکلتے ہی علی الصباح مجلس قضا میں بیٹھ جایا کرتے ہیں، کبھی کسی کو مجلس میں آنے سے روکا نہیں، آپ کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہتا ہے، لوگوں کو روکنے یا پابندیوں اور اصول کے ساتھ مجلس میں داخل کرنے کے لئے پولیس کی مداخلت کو آپ نے کبھی پسند نہیں کیا، حالانکہ اس کی وجہ سے بعض اوقات جاہل عوام کی طرف سے ناگوار باتوں کو بھی برداشت کرنا پڑتا ہے۔ مگر محض فریقین کی دادرسی اور مسائل پوچھنے والوں کی سہولت وراحت کے لئے آپ نے یہ معمول جاری رکھا ہے جن کا تانتا آپ کے دفتر اور گھر میں دن رات لگا رہتا ہے اور حتی الامکان آپ مقدمات

EmaanLibrary.com

ان رسائل میں سے چند کا اردو ترجمہ اس مجموعہ کی شکل میں پیش کیا جارہا ہے جو امید ہے دینی اور علمی حلقوں میں پسندیدگی اور احترام کی نظر سے پڑھا جائیگا۔

حقیقت یہ ہے کہ شیخ اس دور میں اسلام اور مسلمانوں کے لئے بڑی نعمت ہیں، علوم اسلامیہ پر گہری نظر، مسائل میں مجتہدانہ بصیرت اور مسلک سلف کی بیباک ترجمانی کے ساتھ قلم و زبان پر یکساں قدرت رکھتے ہیں۔ مسجد الشیوخ دوحہ قطر میں آپ کے خطبہ جمعہ کی گھن گرج سن کر علماء سلف کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ علمی وجاہت کیساتھ ساتھ آپ میں حسن خلق، تواضع اور سیرت و کردار کی ایسی پختگی پائی جاتی ہے کہ ملنے والا متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔

اس وقت آپ کے لائق اور قابل قدر جواں سال ہونہار صاحبزادہ محترم معالی الشیخ عبدالرحمٰن المحمود آپ کے محکمہ کے وکیل اور آپ کے دست راست ہیں اور الولد سر لابیہ کے بمصداق پوری پوری صلاحیتوں کے مالک ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ شیخ موصوف کے اس علمی کارنامے کو اسلام اور مسلمانوں کی اصلاح و فلاح اور آل محمود کیلئے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین

مختار احمد الندوی

الدار السلفیہ۔ مومن پورہ۔ بمبئی

۶ر فروری ۸۳ء

EmaanLibrary.com

عقیدۃ الاسلام و المسلمین

اسلام اور مسلمانوں کا عقیدہ

١

EmaanLibrary.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اسلام اور مسلمانوں کا عقیدہ

اسلام، فطرت سلیمہ اور طریقۂ مستقیمہ کا دین ہے، اللہ اس کے ذریعہ اُن لوگوں کو سلامتی کی راہیں دکھاتا ہے جو اس کی رضا پر چلتے ہیں اور انھیں تاریکیوں سے نکال کر نور ہدایت کی طرف لاتا ہے اور صراط مستقیم کی طرف اُن کی راہنمائی کرتا ہے۔ الغرض اسلام وہ دین ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تمام اُمتوں کیلئے پسند کیا ہے۔ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ (آل عمران ۱۹) — بیشک مقبول دین اللہ کے نزدیک صرف اسلام ہے

نیز فرمایا:۔

وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ۔ (آل عمران ۸۵) — اور جو شخص اسلام کے سوا دوسرا دین چاہے گا تو وہ ہرگز مقبول نہیں ہوگا اور آخرت میں خسارہ اٹھانیوالوں میں ہوگا۔

اور اسلام تمام انبیاء کا دین ہے، ان میں سب سے پہلے حضرت نوح ہیں، اور سب سے آخری حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اللہ کا ارشاد ہے:۔

شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّیْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ (ای یا محمد) وَمَا وَصَّیْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِیْمَ وَمُوْسٰى وَعِیْسٰٓى اَنْ اَقِیْمُوا الدِّیْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِیْهِ — اللہ نے تمہارے لئے وہی دین مقرر کیا ہے جسکا اس نے نوح کو حکم دیا تھا اور جس کو ہم نے (اے محمد) آپ کی طرف وحی کے ذریعہ بھیجا ہے، اور جس کا حکم، ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا تھا کہ اسی دین کو قائم رکھنا اور اس میں تفرقہ مت

EmaanLibrary.com

كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ، اَللّٰهُ يَجْتَبِي إِلَيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ يُّنِيبُ (الشوریٰ ۱۳)

ڈالنا، مشرکین کو وہ بات بہت گراں گذرتی ہے جس کی طرف آپ ان کو بلا رہے ہیں۔ اللہ اپنی طرف جس کو چاہے کھینچ لیتا ہے اور جو شخص اللہ کی طرف رجوع کرے اس کو اللہ اپنی راہ دکھاتا ہے۔"

البتہ انبیاء کرام کی شریعتیں الگ رہی ہیں۔ جیساکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا (المائدہ ۴۸)

تم میں سے ہر ایک کے لئے ہم نے خاص شریعت اور طریقت تجویز کی تھی۔

اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت اپنے سے پہلی شریعتوں کی نگراں اور فیصلہ کن بن کر آئی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو تمام انسانوں کی طرف مبعوث فرمایا تھا، تاکہ آپؐ اسلام کو تمام ادیان پر غالب کر دیں۔ ارشاد باری ہے:۔

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا۔ (الاعراف ۱۵۸)

کہدیجئے! اے لوگو میں تم سب لوگوں کی طرف اللہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

اور فرمایا:۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَّنَذِيرًا۔ (سبا ۲۸)

اور ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لئے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا رسول بنا کر بھیجا ہے۔

لہٰذا کسی کے لئے جائز نہیں کہ آپؐ کی شریعت کے علاوہ کسی اور شریعت کے مطابق عمل اور فیصلہ کرے۔ اسی لئے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کے پاس توراۃ کا ایک ٹکڑا دیکھا تو فرمایا:۔

یاعمر لقد جئتکم بیضاء نقیة لیلها کنهارها لایزیغ عنها

اے عمر میں اس شریعت کو صاف ستھری لیکر آیا ہوں جس کی رات اس کے دن کی طرح روشن ہے

بعدی الا ھالك ولو کان اخی موسیٰ حیا ما وسعہ الا اتباعی۔

میرے بعد جو بھی اس سے انحراف کریگا برباد ہوجائیگا اور اگر میرا بھائی موسیٰ بھی زندہ ہوتا تو اس کو میری پیروی کے سوا چارہ نہ ہوتا۔

اور اسلام عقیدہ، قول، اور عمل کا دین ہے، لہٰذا عمل کے بغیر اسلام ہی نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

ان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد کلہ واذا فسدت فسد الجسد کلہ الا وھی القلب۔

جسم میں ایک ٹکڑا ہے کہ جب وہ ٹھیک رہا تو سارا جسم ٹھیک رہتا ہے اور جب وہ خراب ہوا سارا جسم خراب ہوجاتا ہے اور وہ دل ہے۔

آنحضور نے یہاں یہ اشارہ فرمایا کہ اصل چیز قلب کا اعتقاد ہے، اس لئے قلبی عقائد ہی سے بدنی اعمال اچھی اور بُری حالت میں وجود میں آتے ہیں۔ یعنی عقیدہ صحیح ہوا تو عمل بھی صحیح ہوا اور عقیدہ خراب ہوا تو عمل بھی خراب ہوا اور اُس کے نتائج بھی بدتر ہوتے اور حضرت عباس بن عبدالمطلب کی حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: "اُس شخص نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا جو اللہ کے رب ہونے اور اسلام کے دین ہونے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر راضی ہوگیا۔

پیغمبروں کو مبعوث فرمانے کی حکمت

انبیاءکرام کو مبعوث کرنے کی حکمت یہ ہے کہ لوگ صرف اللہ کو پکاریں اور اس کے سوا کسی کو نہ پکاریں۔ اس لیئے کہ اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو صرف اس لئے بھیجا ہے کہ وہ اپنی قوم کو حکم دیں کہ لوگ صرف اللہ کی عبادت کریں اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔ اور عبادت کی بہت سی قسمیں ہیں جیسے روزہ، نماز، زکوٰۃ اور تمام

EmaanLibrary.com

دینی احکامات اور دُعا بھی عبادت کی ایک قسم ہے۔ صحیح مسلم شریف میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "الدعاء عبادۃ" دُعا عبادت ہے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ط إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ۔

اور تمہارے رب کا فرمان ہے مجھکو پکارو میں تمہاری پکار سنوں گا، جو لوگ میری عبادت یعنی مجھ کو پکارنے سے اکڑیں گے، جہنم میں ذلیل ہو کر داخل ہونگے۔

اور ترمذی کی روایت ہے "اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ" دعا عبادت کا مغز ہے اور مغز ہر چیز کا خلاصہ ہوتا ہے، لہٰذا جب دُعا عبادت ہے تو اُس کو غیر اللہ کے لئے استعمال کرنا شرک ہے، اس لئے جو لوگ حضرت علی یا کسی ولی کو یا 'شیخ عبد القادر' کو پکارتے ہیں، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب آپ کی قبر کے پاس کھڑے ہوتے ہیں تو پکار کر کہتے ہیں "اے محمدؐ اپنے رب کے پاس میری سفارش کیجئے اور میری فریاد سُن لیجئے"! تو یہ سب باتیں وہ شرک اکبر ہیں جن کو اللہ توبہ کئے بغیر معاف نہیں کرتا۔ کیوں کہ اللہ اس بات کو ہرگز پسند نہیں کرتا کہ اس کی عبادت میں کسی کو بھی شریک کیا جائے خواہ وہ مقرب فرشتہ ہو یا فرستادہ نبی۔ اللہ کا ارشاد ہے۔

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِنَ الظَّالِمِينَ۔ (یونس-۱۰۶)

اور اللہ کے سوا کسی ایسی چیز کو مت پکارو جو تم کو نہ نفع دیتی ہے نہ نقصان۔ اگر تم نے ایسا کیا تو ظالموں میں ہو جاؤ گے۔

اللہ نے یہاں مشرک کو ظالم کہا کیوں کہ اس نے عبادت کو جو صرف اللہ کا حق تھا غیر اللہ کے لئے استعمال کیا، اور فرمایا:-

وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ

اور مسجدیں اللہ کے لئے ہیں تو اللہ کے سوا کسی

EmaanLibrary.com

اللهِ اَحَدًا۔ (الجن۔ ۱۸) کو مت پکارو۔

اور اللہ نے باخبر کیا کہ اس شخص سے بڑھ کر نہ کوئی گمراہ ہے نہ ظالم نہ جاہل جو کسی مردہ سے اپنی حاجات پوری اور مصائب دُور کرنیکا سوال کرے، جب کہ مُردہ اپنی قبر میں اپنے عمل کے ساتھ پابند ہے، نہ اپنی نیکی میں کچھ بڑھا سکتا نہ بُرائی میں کچھ کمی کر سکتا ہے۔ فرمایا:۔

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غَافِلُوْنَ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كَافِرِيْنَ۔ (الاحقاف۔ ۶)

اور اس شخص سے بڑھ کر گمراہ اور کون ہو سکتا ہے جو اللہ کو چھوڑ کر ایسوں کو پکارے جو قیامت تک بھی اسکا کہنا نہ کریں اور اُن کو ان کے پکارنے کی بھی خبر نہ ہو۔ اور جب سب آدمی جمع کئے جائینگے تو وہ اُن کے دشمن ہو جائیں گے اور اُن کی عبادت کا انکار کر بیٹھیں گے۔

اور یہی ہے لا الہ الا اللہ کی شہادت کا مطلب۔

غیر اللہ کیلئے ذبح کرنا شرک ہے

اللہ تعالیٰ نے دینی عبادات میں اپنے لئے جانور ذبح کرنے کو مشروع کیا ہے جیسے حج تمتع وقران اور حج کے راستے میں رُک جانے کے وقت ذبح کرنا، یا حج کے واجبات میں سے کسی چیز کو ترک کر دینے یا ممنوع فعل کے ارتکاب کا ذبیحہ، یا قربانی، عقیقہ اور اللہ کے لئے مانی ہوئی نذر کا ذبیحہ یہ سب اللہ رب العالمین کی عبادت میں داخل ہیں۔ جیسا کہ ارشاد ہے:۔

اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ

بیشک میری نماز اور میری قربانی یعنی ذبیحہ اور میری زندگی اور میری موت اللہ رب العلمین کیلئے ہے

EmaanLibrary.com

بِذَالِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ۔ (الانعام - ۱۶۳)

اس کا کوئی شریک نہیں اور اسی کا میں حکم دیا گیا ہوں اور میں سب ماننے والوں میں پہلا ہوں۔

جب ذبح کرنا اللہ رب العالمین کی عبادت ہے تو غیر اللہ کے لئے ذبح کرنا شرک ہوا۔ مثلاً جن اور ہمزاد اور قبر کے لئے ذبح کرنا اور اسی طرح جو لوگ رہائش کے لئے گھر حاصل کرتے ہیں تو بے نام کا جانور ذبح کرتے ہیں۔ ذبح کی یہ سب صورتیں شرک ہیں اور یہ ذبیحہ حرام ہے جس کا کھانا جائز نہیں۔ اس لئے کہ یہ غیر اللہ کے نام کا پکارا ہوا ہے۔

بخاری میں حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے چار باتیں بتائیں" اللہ اس پر لعنت کرے جو غیر اللہ کے لئے ذبح کرے، اللہ اس پر لعنت کرے جو اپنے والدین پر لعنت کرتا ہو، اللہ اس پر لعنت کرے جو کسی بدعتی کو پناہ دے، اللہ اس پر لعنت کرے جو زمین کے نشانات کو بدل ڈالے۔"

تعویذ اور گنڈوں کا لٹکانا

تعویذ، گنڈے اور اس طرح کی دوسری چیزوں کا مطلب یہ ہے کہ جنوں اور انسانوں کی نظر بد سے بچنے کیلئے لوگ بچوں اور اپنے جسم اور جانوروں پر منتر لکھ کر لٹکا دیا کرتے ہیں اور یہ قدیم جاہلیت کی باقیماندہ یادگار ہے۔ اہل جاہلیت کا یہ طریقہ ہے کہ جب ان کے ہاں بچہ پیدا ہوتا تو وہ جنوں اور انسانوں کی نظر بد سے محفوظ رکھنے کے لئے ان کو تعویذ، باندھ دیا کرتے تھے، جیسا کہ شاعر نے کہا:

بلاد بہا نیطت علی تمائمی ۔۔۔ واول ارض مس جلدی ترابہا

وہ شہر جس میں مجھ پر تعویذ لٹکائی گئی ۔۔۔ اور وہ پہلی سرزمین جس کی مٹی کو میرے جسم نے چھوا

دھیرے دھیرے یہی شرکیہ تصور سادہ اور عقل و فہم کے کمزور عوام تک سرایت

EmaanLibrary.com

کر گیا، اسلام نے اُس کو باطل قرار دیا شرکیہ اعمال میں اُسکا شمار کیا، اس لئے کہ اس تعویذ کا اس کی مختلف شکلوں میں لٹکانا دراصل دل کو اللہ سے پھیر کر اس لٹکی ہوئی تعویذ پر جما دینا ہے اس طرح کہ اسی تعویذ پر بچہ جوان اور بڑا، بڑھاپے کی منزل طے کرتا ھے اور وہ مرتا بھی اس حالت میں ہے کہ تعویذ اُس کے جسم سے لگی رہتی ھے۔ اس وقت یہ اُس کے لئے کتنی خطرناک اور ضرر رساں ثابت ہوتی ھے۔ چنانچہ مسند احمد میں عمران بن حصین سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے ہاتھ میں پیتل کا ایک کڑا دیکھا پوچھا "یہ کیا ہے؟" کہا "واھنہ" (درد دُور کرنے کیلئے) ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ نکال کر پھینک دو یہ تمہارے وہن یعنی کمزوری کو اور بڑھائے گا اور اگر تم اس کو پہنے ہوئے مر گئے تو کبھی نجات نہ پاؤ گے"۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پیتل کے کڑے پہننے سے اس لئے منع فرمایا کہ اس کا یہ عقیدہ تھا کہ یہ کڑا درد سے اس کو بچائے گا، حالانکہ یہ کڑا دوا نہیں بلکہ خود بیماری ھے۔

اور مسند احمد میں عقبہ بن عامرؓ سے روایت ھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ھے "جس نے تعویذ لٹکائی اللہ اُس کو پورا نہ کرے"، اور دوسری روایت یوں ہے "جس نے تعویذ لٹکائی اُس نے شرک کیا"۔ جو شخص مرض و تکلیف سے محفوظ رہنے اور جنوں اور انسانوں کی نظرِ بد سے بچنے کیلئے تعویذ و گنڈے کا استعمال کرتا ھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر بددُعا کی ھے کہ اللہ اُس کا کام پورا نہ کرے اور اُسے صحت و عافیت نصیب نہ ہو، اور اس سے بڑی وعید اس حدیث میں ھے "من تعلق تمیمة فقد اشرك" "جس نے تعویذ لٹکائی اُس نے شرک کیا" نیز فرمایا "من تعلق ودعة فلا ودع الله له"۔ "جس نے کوڑی یا گھونگھا لٹکایا اللہ اُس کو سکون نہ دے"۔

اور عبداللہ بن حکیم سے روایت ھے، آپؐ نے فرمایا :-

EmaanLibrary.com

من تعلق شیئا وکل الیہ۔ جو شخص کوئی چیز لٹکائے گا اُس کو اس چیز کے حوالہ کر دیا جائیگا۔

ان احادیث مذکورہ میں تمام لٹکائی جانے والی چیز سے مخالفت ثابت ہوتی ہے، خواہ وہ قرآنی تعویذ ہو یا غیر قرآنی۔ لہٰذا صرف غیر قرآنی تعویذوں کی ممانعت نہیں سمجھنی چاہیئے اس لئے کہ حکم عام ہی تخصیص کی کوئی وجہ یہاں نہیں۔ اگر قرآن کی تعویذ لٹکانی جائز ہوتی، تو اس کے جواز کی دلیل موجود ہوتی جیسا کہ غیر شرکیہ جھاڑ پھونک کے جواز کی دلیل موجود ہے ابراہیم نخعی کہتے تھے" لوگ ہر قسم کی تعویذ کو مکروہ سمجھتے تھے قرآن کی ہو یا غیر قرآن کی اور 'کراہت' سے مُراد یہاں 'حرمت' ہے جیسا کہ سلف سابقین کا معمول ہے، نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں اور بچوں کے جسم سے تعویذ کا ٹکڑا پھینک دینے کا حکم فرمایا کیوں کہ تعویذ سے کچھ فائدہ نہیں نقصان ہے یہ دلمیں ایمان کو کمزور کر دیتی ہے۔

سعید بن جبیر کا بیان ہے:۔

من قطع تمیمۃ من انسان کان کعدل رقبۃ لکونہ انقذہ من عبودیۃ الشیطان۔ جس نے کسی کے جسم کی تعویذ کاٹ دی اس نے گویا ایک گردن آزاد کر دی کیوں کہ اس نے اس آدمی کو شیطان کی غلامی سے بچا لیا۔

الغرض، جو شخص کوئی چیز لٹکائے گا اللہ اس کو اُسی چیز کے سپرد کر دے گا، جس سے وہ تکلیف اور بے چینی اور مختلف قسم کے نقصانات اور امراض مثلاً مرگی وغیرہ میں مبتلا ہو جائے گا' اور جو شخص اپنے رب پر توکل کرے گا اور اُس کی طرف رجوع ہوگا اور اپنے کاموں کو اس کے حوالے کر دے گا تو اللہ اُس کے لئے ہر شر سے کافی ہو جائیگا۔ اور جو اللہ پر توکل کرے گا، اللہ اُس کے لئے کافی ہے۔

عام طور پر تعویذ لٹکانے کو جو لوگ اچھا سمجھتے ہیں اور اس دھندے میں لگے

EmaanLibrary.com

ہوئے ہیں وہ وہی لوگ ہیں جو عوام اور ضعیف العقل عورتوں کو دھوکہ دیکر اُس کے ذریعہ اپنی کمائی حاصل کرتے ہیں، شاعر نے کہا:

اراد احراز مال کیف امکنہ — فظل یکتب للنسوان احراز۔

ہر ممکن طریقہ سے مال سمیٹنے کا اُس نے ارادہ کیا — تو عورتوں کیلئے تعویز لکھنا شروع کر دیا

لیکن آیات قرآنی اور ادعیۂ نبویہ کے ذریعہ جھاڑ پھونک کرنا مشروع ہے۔ کیوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی جھاڑ پھونک کیا اور آپ پر بھی دم کیا گیا اور آپ کا ارشاد بھی ہے "اگر جھاڑ پھونک میں شرک نہ ہو تو کچھ حرج نہیں اور معوذتین کی سورہ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس تو جھاڑ پھونک کیلئے ہی نازل ہوئیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کو پڑھ کر اپنی ہتھیلیوں پر پھونکتے تھے اور بدن پر جہاں تک ہاتھ پہونچ سکتا تھا پھیرتے تھے، جب آپ بیمار ہوئے تو حضرت عائشہ رضؓ اسی طرح آپ پر دم کرتی تھیں۔ آپ کو تکلیف پہونچی تو حضرت جبرئیل نے ان لفظوں کے ساتھ آپ پر دم کیا:

بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَرٍّ يُّؤْذِيْكَ مِنْ كُلِّ عَيْنٍ حَاسِدٍ وَمِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَارِدٍ۔ (مسلم۔ ترمذی)

اللہ کے نام سے دم کرتا ہوں ہر اُس چیز کی بُرائی، سے جو تم کو ایذا پہونچائے۔ ہر حاسد کی آنکھ اور سرکش شیطان سے۔

ایک صحابی نے بچھو کے ڈنک مارے ہوئے شخص پر سورہ فاتحہ کے ساتھ دم کیا، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اِنَّهَا رُقْيَةُ حَقٍّ" یہ سچا علاج ہے۔ جھاڑ پھونک کے صحیح ہونے کے لئے علماء نے چند شرطیں رکھی ہیں۔ یعنی جھاڑ پھونک قرآنی آیات یا احادیث نبویہ کے ساتھ ہو اور عربی زبان میں ہو، ساتھ ہی دم کرنے والا یہ عقیدہ بھی رکھتا ہو کہ اللہ تعالیٰ ہی نفع وضرر کا مالک ہے، کیوں کہ یہ جھاڑ پھونک صرف دُعائیں ہیں، اور دعا بلا کے شر کو دُور کرتی ہے اور دعا کرنیوالے کے اندر ایمانی قوت پیدا ہوتی ہے وغیرہ۔

EmaanLibrary.com

اسلام کی حقیقت

اسلام وہ فیاض، سہل پسند بہتر دین ہے جس میں نہ تنگی ہے نہ بندش اور نہ وہ گراں ہے اور نہ ہی وہ مسلمان کی عقل کو تمدن و ترقی سے روکتا ہے اور نہ مباح تجارت کو پھیلانے پر پابندی لگاتا ہے بلکہ اسلام تو ترقی کا زینہ اور کامیابی کا ذریعہ ہے۔ اُس کی بنیاد تو فرمانبرداری ہے اور اس کا ستون نماز ہے اور اُس کے باقی ارکان زکوٰۃ اور رمضان کا روزہ اور بشرط استطاعت زندگی میں ایک بار بیت اللہ کا حج ہے۔ اللہ نے ان ارکان کو اسلام کی بنیاد قرار دی ہے بلکہ یہی اصل اسلام ہے جیسا کہ حدیث جبرئیل میں اس کی تفصیل موجود ہے۔ حضرت جبرئیل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ اے محمد۔ اسلام کی بابت مجھے کچھ بتائیے، آپ نے جواب دیا کہ اسلام یہ ہے کہ تم گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رمضان کا روزہ رکھو اور بیت اللہ تک جا سکتے ہو تو حج کرو، حضرت جبرئیل نے کہا "سچ کہا"۔ مسلم۔ اور صحیحین میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے، اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد اللہ کے رسول ہیں، اور نماز قائم کرنا، اور زکوٰۃ دینا اور حج اور رمضان کا روزہ۔

یہ ارکان جہاں اسلام کی بنیاد ہیں وہیں مسلمانوں اور کافروں اور متقیوں اور فاجروں کے درمیان حد فاصل بھی ہیں اور ایمان کی صحت کی جانچ کے لئے یہ کسوٹی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ انہیں ارکان ہی کے ذریعہ سچے مسلمان اور کافر و فاسق و نافرمان کے درمیان تمیز ہوتی ہے کیوں کہ اسلام کی بھی ایک روشنی ہے اور راستے کے مناروں کی طرح اسلام کے بھی روشن مینارے ہیں جس سے صاحب اسلام پہچان لیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کو محض

EmaanLibrary.com

اس کے زبانی دعویٰ اسلام پر نہیں چھوڑ دیتا بلکہ اُس کے ایمان کی صحت کی اچھی طرح جانچ ہوتی ہے۔ اس طرح تو بہت سے لوگ کہتے رہتے ہیں کہ میں مسلمان ہوں، مومن ہوں، لاالٰہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی گواہی دیتا ہوں، ایسی باتیں تو ہم سب سنتے رہتے ہیں حتیٰ کہ بت پرست مشرکین بھی جو اہل قبور کا وسیلہ لیتے ہیں اور اپنی حاجت برآری کے لئے اُن کے پاس عاجزی کرتے ہیں اور اُن سے شفاعت طلب کرتے ہیں۔ وہ بھی جب اُن بتوں کی فریاد سے فارغ ہوتے ہیں تو لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دیتے ہیں۔ ایسے لوگ زبانی دعویٰ کے اعتبار سے تو مسلمان ہیں اور اپنے اعمال واعتقاد کے اعتبار سے مشرک ہیں۔ اور یہ حقیقت سب کو معلوم ہے کہ اسلام کے لئے کچھ مقررہ اعمال ہیں جو ایمان کی صحت کے لئے دلیل و برہان کا کام دیتے ہیں، جیسا کہ مسند احمد میں حضرت انس رضؓ کی حدیث میں مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "الاسلام علانیۃ والایمان فی القلب" اسلام ظاہری اعمال کا نام ہے اور ایمان دل میں ہوتا ہے۔ اسلام ظاہری باتوں کا نام کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان درحقیقت وہی ہے جو پانچوں فرض نمازیں پڑھا کرتا ہے، اور فرض زکوٰۃ ادا کرتا ہے اور ماہ رمضان کا روزہ رکھتا ہے اور شریعتِ اسلامیہ پر عمل کرتا ہے۔ اس طرح عوام کے سامنے اسکا اسلام ظاہر ہوتا ہے اور لوگ اُس کے مسلمان ہونے کی شہادت دیتے ہیں اور عوام الناس ہی زمین میں اللہ کے گواہ ہیں اور یہ اعمال دراصل ایمان کی صحت کے لئے عنوان اور دلیل ہیں۔ انھیں اعمال کے ذریعہ سچا مسلمان کافروں، فاسقوں اور نافرمانوں سے الگ اور ممتاز ہو کر پہچانا جاتا ہے۔ اللہ کا ارشاد ہے:-

أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ	کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ محض اس لئے چھوڑ دیئے جائیں گے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے، اور اُنھیں آزمایا نہیں جائے گا۔

EmaanLibrary.com

فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِيْنَ۔

(العنکبوت - ۳)

حالانکہ ہم نے ان سے پہلے والوں کو بھی آزمایا ہے۔ تو اللہ ضرور جان لے گا سچوں کو، اور ضرور جان لے گا جھوٹوں کو۔

لیکن جن لوگوں نے محض زبان سے کہہ دیا "ہم ایمان لے آئے" اور اُن کے دل مومن نہیں ہوئے، اور اُن کے اعضاء و جوارح عمل کے لئے تابع نہیں ہوئے اور اسلام سے اُن کا تعلق محض نام اور نسبت کا رہ گیا نہ عمل نہ اطاعت تو اُن کا حال تو اُن لوگوں جیسا ہوا جن کے بارے میں اللہ کا ارشاد ھے:-

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ يُخَادِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّا اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ۔

(البقرہ - ۱۰)

اور لوگوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں۔ ہم ایمان لائے اللہ اور آخرت کے دن پر، حالانکہ وہ مومن نہیں ہیں، وہ اللہ اور ایمان والوں کے ساتھ چالبازی کرتے ہیں۔ لیکن درحقیقت وہ اپنے ہی ساتھ چالبازی کرتے ہیں۔ لیکن اُن کو اس کا احساس نہیں ان کے دلوں میں بیماری ہے اللہ نے اُن کا مرض اور بھی بڑھا دیا اور اُن کے لئے دردناک عذاب ہے کیونکہ وہ جھوٹ بولتے ہیں۔

آج بلادِ عربیہ میں ایسے بہت سے لوگ پائے جاتے ہیں جو خود کو مسلمان کہتے ہیں، لیکن اسلام کو اُن سے دُور کا بھی واسطہ نہیں، وہ اسلام کی محبّت کا دعویٰ کرتے ہیں جب کہ وہ اس کے پکّے دشمن ہیں، مسلمانوں سے اُن کی عداوت ہے اور وہ اسلام کی بیخ کنی میں لگے ہوئے ہیں، اسلام کے ساتھ ان کا محض نام کا تعلق باقی رہ گیا ہے، ورنہ حقیقت میں نہ وہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں نہ قیامت پر، اور نہ ہی نماز و زکوٰۃ و صیام میں

EmaanLibrary.com

سے کسی بھی دینی فریضہ پر عمل کرتے نہ ہی اللہ اور اس کے رسول کی حرام کی ہوئی چیزوں میں سے سود وزنا وشراب کسی کو حرام سمجھتے نہ ہی دین حق کو اپنا دین سمجھتے۔ انھوں نے شریعت کا لباس اپنے جسم سے اتار پھینکا ہے اور دین کی حرمت کو تار تار کر ڈالا ہے اور مسلمانوں کی راہ چھوڑ کر غیروں کی راہ پر چل پڑے ہیں۔

آج مسلمانوں کی مختلف قسمیں ہوگئی ہیں، کچھ تو ایسے ہیں جو خود کو مسلمان کہتے ہیں۔ رمضان کا روزہ رکھتے ہیں، لیکن فرائض پنجگانہ ادا نہیں کرتے اور نہ ہی اپنے مال میں نصاب کے مطابق فرض زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، جیساکہ آج اکثر عرب ملکوں کے مسلمانوں کا حال ہوگیا ہے۔ اور کچھ ایسے ہیں جو پنجوقتہ نمازیں ادا کرتے ہیں رمضان کا روزہ بھی رکھتے ہیں لیکن اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے اور یہ اکثر تجار کی عادت ہے۔ ایسے سب لوگ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے مصداق ہیں :-

وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا۔ (النساء - ۱۵۰)	اور کہتے ہیں کہ ہم اسلام کے کچھ حصوں پر تو ایمان لائیں گے اور کچھ کا انکار کریں گے اور وہ چاہتے ہیں کہ اس کی درمیانی راہ اختیار کرلیں۔ یہی لوگ پکے کافر ہیں۔

آدمی پکا مسلمان تو اسی وقت ہوسکتا ہے جب پورے اسلام کو نہایت عزم محکم کے ساتھ اختیار کرے۔ آخر وہ شخص کیسے مسلمان ہوسکتا ہے جو رمضان کا روزہ تو رکھے لیکن فرض نماز کو چھوڑنے پر اصرار کرے۔ جب کہ نماز اسلام کا ستون ہے فحشاء اور منکر سے روکنے والی ہے اور یہ ہر انسان کی وہ آخری متاع ہے جو سب سے بعد میں ضائع ہوتی ہے اس کے بعد تو نہ اسلام باقی رہتا ہے نہ دین، لہٰذا جو مومن اس کو واجب سمجھتا ہے وہ کبھی اس کو چھوڑنا جائز نہیں سمجھے گا، جیساکہ حدیث صحیح میں حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ نبی

EmaanLibrary.com

صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے :۔

بین الرجل وبین الکفر ترك الصلوٰة من ترکھا فقد کفر، وفی روایة، العھد الذی بیننا وبینھم الصلوٰة من ترکھا فقد اشرك۔

آدمی اور کفر کے درمیان نماز کا چھوڑنا ہی کافی ہے۔ جس نے نماز چھوڑ دیا اُس نے کفر کیا۔ دوسری روایت میں ہے، وہ عہد جو ہمارے اور کفار کے درمیان ہے وہ نماز ہے جس نے نماز چھوڑ دیا اُس نے شرک کیا۔

اس لئے کہ اسلام یہ ہے کہ آدمی اللہ پر ایمان لاکر اُس کے سپُرد ہو جائے اور نماز روزہ وزکوٰۃ ادا کر کے اس کی اطاعت وفرمانبرداری کرے۔ کچھ لوگ نماز نہ پڑھنے کے لئے یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ اُن کے کپڑے اور جسم پاک وصاف نہیں ہیں۔ حالانکہ یہ ایسا عذر نہیں جس سے نماز کا چھوڑنا جائز ہو، اس لئے کہ نماز تو کسی حالت میں بھی ساقط نہیں ہوسکتی سوائے اس کے کہ آدمی اُس کا مکلف ہی نہ رہ سکے مثلاً پاگل ہو جائے وغیرہ۔ ایسا عذر لنگ کرنے والے اگر مخلص ہوتے اور ان کا عمل صالح اور عزم صادق ہوتا تو اپنی طہارت کا اہتمام کرتے جو نماز کی کنجی ہے اور جس سے گناہیں معاف ہوتی ہیں پھر وہ نماز ادا کرتے "لیکن اللہ نے ان کا راہ حق میں نکلنا پسند نہیں کیا اور کہدیا گیا کہ معذوروں کے ساتھ تم بھی بیٹھے رہو۔"

نماز ہی کی طرح زکوٰۃ کا مسئلہ بھی ہے، صحیحین میں روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

امرت ان اقاتل الناس حتی یشھدوا ان لا الہ الا اللہ و ان محمدا رسول اللہ ویقیموا

مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے لڑوں، یہانتک کہ وہ اس بات کی گواہی دینے لگیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ

EmaanLibrary.com

الصلوٰۃ ویوتوا الزکوٰۃ فاذا فعلوا ذلک عصموا منی دماءھم واموالھم الا بحقھا۔

وسلم اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں جب وہ ایسا کریں گے تو مجھ سے اپنا خون اور مال بچا لیں گے سوائے اس کے کہ اس کا بہانا حق ہو جائے۔

اس حدیث کی تصدیق کتاب اللہ کی اس آیت سے ہوتی ہے۔

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ فَاِخْوَانُکُمْ فِی الدِّیْنِ۔ (التوبہ - ۱۱)

اگر یہ لوگ توبہ کر لیں اور نماز پڑھنے لگیں، اور زکوٰۃ دینے لگیں تو وہ تمھارے دینی بھائی ہو جائیں گے۔

دوسری آیت میں یوں ہے:۔

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ فَخَلُّوْا سَبِیْلَھُمْ۔ (التوبہ - ۵)

اگر وہ توبہ کر لیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو اُن کی راہ چھوڑ دو۔

اور صحابہ کرام زکوٰۃ کی ادائیگی کو اسلام کا حق سمجھتے تھے جس کے لئے جہاد کرنا واجب ہے۔ اسی لئے مانعین زکوٰۃ سے قتال کو مباح قرار دے دیا تھا اور زکوٰۃ نہ دینے کیوجہ سے لوگ ان کو مُرتد سمجھتے تھے اور اسی بنا پر حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا تھا:۔

واللہ لاقاتلن من فرق بین الصلوٰۃ والزکوٰۃ فھی من حقوق شھادۃ ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ۔

بخدا میں اُن لوگوں سے ضرور لڑوں گا جو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کریں گے کیوں کہ زکوٰۃ لا الہ الا اللہ و محمد رسول اللہ کے حقوق میں سے ہے

اس کی وجہ یہ ہے کہ شرائع اسلام مثلاً نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حرام سے بچنا یہ سب اللہ علیم وحکیم کے نازل کردہ ہیں، اُس نے ان کو مشروع اور واجب کیا ہے۔ وہ جانتا

EmaanLibrary.com

ہے کہ ان میں سے اس کے بندوں کے معاد اور معاش کی کتنی مصلحتیں پوشیدہ ہیں ۔ یہ بندگان خدا کی دنیوی اور اخروی سعادت کے اسباب ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے روزہ، نماز اور زکوٰۃ وغیرہ میں سے جس چیز کو بھی واجب کیا ہے اس کی مصلحت راجح اور منفعت واضح ہے ۔ اسی طرح جتنی چیزیں حرام کیں مثلاً سود، زنا، شراب خوری، جو اسب کی خرابیاں راجح اور نقصانات واضح ہیں ۔

لہٰذا شرائع دینیہ پر عمل کی عادت اخلاق کو سنوارتی اور نسل کو پاک کرتی ہے اور کفر واختلاف ونفاق وبد خلقی کو دور کرتی ہے اور عمل کرنے والے کو فرائض وفضائل سے مزین کرتی ہے اور منکرات ورذائل اخلاق سے دور رکھتی ہے ۔ خصوصاً نماز، کہ وہ اللہ کریم واکبر کی یاد دلاتی ہے اور فحشاء ومنکر سے باز رکھتی ہے اور دل میں اللہ کی محبت اور جود وکرم کا بیج ڈالتی ہے اور کم ہمتی اور گھبراہٹ سے نفرت دلاتی ہے، جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے :۔

إِنَّ الْإِنسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا إِلَّا الْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ ۔ (المعارج ۲۳)

انسان کم ہمت پیدا ہوا ہے جب اسکو تکلیف پہونچتی ہے تو واویلا کرتا ہے اور جب فارغ البالی پہونچتی ہے تو بخیل ہو جاتا ہے، سوائے اُن نمازیوں کے جو اپنی نماز پر قائم رہتے ہیں ۔

سچ کہا گیا ہے "ہر متدین متمدن ہے"۔ اور نفس اپنی ضلالت سے باز نہیں رہ سکتا جب تک کہ اسے باز رکھنے والا کوئی نہ ہو،

رہی بے دینی تو یہ سارے فساد کی جڑ، شہروں کی ویرانی، بندگان خدا کے اخلاق کی بربادی کا سبب ہے ۔ خصوصاً عورتوں اور بچوں کے حق میں یہی بے دینی ہے جس سے مہلک حادثات اور بدترین فواحشات رونما ہوتے ہیں، جیسے قتل، شراب خوری

EmaanLibrary.com

عزت وآبرو کی بربادی، ڈاکہ زنی، عورتوں اور بچوں کا اغوا، یہ ان بے دینوں کے کارنامے ہیں، جن کے مزاج بگڑ چکے ہیں اور طور طریقے خراب ہو چکے ہیں انہیں نہ اللہ کے یہاں ثواب کی امید نہ عذاب کا خوف ہے، اللہ تعالیٰ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں فرماتا ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ، وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ۔

(۲۰۴-۲۰۶ البقرۃ)

کچھ لوگ ایسے ہیں جن کی دنیاوی باتیں آپ کو اچھی لگتی ہیں اور وہ ما فی الضمیر پر اللہ کو گواہ بناتا ہے اور جب پیٹھ پھیرتا ہے تو اس دوڑ دھوپ میں پھرتا رہتا ہے کہ شہر میں فساد کرے اور کسی کے کھیت اور مویشی کو تلف کرے اور اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتا اور جب اس سے کوئی کہتا ہے کہ خدا کا خوف کر تو غرور اس کو گناہ پر آمادہ کر دیتا ہے تو ایسے شخص کی کافی سزا جہنم ہے، اور وہ بُری جگہ ہے۔

اللہ کے رب ہونے پر ایمان لانا

"اس شخص نے ایمان کا مزہ چکھ لیا جو راضی ہوا اللہ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی رسول ہونے پر۔"

(مسلم، حدیث عباس بن عبدالمطلب)

اللہ کے رب ہونے پر راضی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی اللہ رب العزت کے وجود پر ایمان لائے اور اس کی تصدیق کرے کہ اللہ اکیلا ہے، فرد ہے، بے نیاز ہے، سارے جہان کا رب ہے، آسمانوں اور زمین کا مالک ہے اس نے اپنی قدرت سے ساری

مخلوق کو عدم سے وجود بخشا، اپنی نعمت سے ان کی پرورش کی اور کھانے پینے کی چیزیں اور حیوانات، میوے اور پھل، مال و دولت غرض جن چیزوں کو اُن کی ضرورت تھی سب پیدا کیا تاکہ اپنی زندگی میں وہ ان سے لطف اندوز ہوں اور بندگیِ رب کیلئے ان سے مستفید ہوں اور اخروی زندگی میں اس سے بہرہ ور ہوں،

كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ۔ (السباء-۱)

اپنے رب کا رزق کھاؤ اور اُس کی بندگی کرو، اور اس کا شکر بجالاؤ۔

لیکن جس کا یہ خیال ہو کہ آسمان و زمین اور اُس کے اندر کی سب چیزیں خود بخود یا نیچر کے ذریعہ پیدا ہو گئی ہیں تو ایسا شخص کافر ہے، ایسے لوگوں کو دہریہ اور نیچری کہا جاتا ہے کیوں کہ ان کا دعویٰ ہے کہ (معاذ اللہ) اللہ کے بجائے ہر چیز کو نیچر ہی پیدا کرتا ہے۔ لیکن جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ بتاؤ نیچر کیا چیز ہے تو وہ لاجواب ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں نیچر کا وجود نہیں وہ معدوم شئی ہے اور یہ تو ہر شخص جانتا ہے جس کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں کہ "عدم" کسی وجود کو پیدا نہیں کر سکتا۔ اللہ کا ارشاد ہے:۔

اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ، اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بَلْ لَّا يُوْقِنُوْنَ۔ (الطور ۳۵-۳۶)

کیا یہ لوگ کسی خالق کے بغیر خود بخود پیدا ہو گئے یا خود اپنے خالق ہیں، یا انھوں نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے، بلکہ یہ لوگ یقین نہیں کرتے۔

فوا عجبا کیف یعصی الاله | ام کیف یجحده الجاحد
تعجب ہے وہ اللہ کی کس طرح نافرمانی کرتا ہے | یا منکر کس طرح اسکا انکار کرتا ہے
وفی کل شیئ له آیة | تدل علی انه واحد
اور ہر چیز میں اس کی ایک نشانی ہے | جو بتاتی ہے کہ بیشک اللہ ایک ہے

اللہ کے رب ہونے پر ایمان لانے کے لئے ضروری ہے کہ اللہ نے جو کچھ اپنی

EmaanLibrary.com

کتاب میں اپنی ذات کی بابت بیان فرمایا ہے اور اُس کے رسول نے اُس کی توضیح و توصیف کی ہے، سب کی تصدیق کی جائے اور دل سے اس کو تسلیم کیا جائے جیسے کلام، استواء، نزول، وجہ، سمع، بصر وغیرہ کا اثبات، اس اُمت کے اہل سنت قرآن وحدیث میں آیات صفات کی بابت جو کچھ بیان کیا گیا ہے سب پر ایمان رکھتے ہیں، اور سب اس کے قائل ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے صفات کی بابت جو کچھ ہم تک آیا ہے ان پر ایمان لانا، ان کو تسلیم کرنا حق ہے سب کا کہنا ہے کہ اللہ کی ذات پر اور اس کی طرف سے جو کچھ وارد ہوا ہے ہم اللہ کی مراد کے مطابق ان پر ایمان لاتے ہیں اور ہم رسول اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور اُن کی طرف سے جو کچھ پیش کیا گیا ہے سب پر اُن کی مُراد کے مطابق ایمان لاتے ہیں۔

اللہ نے اپنی کتاب میں اپنی بابت جو کچھ بیان کیا ہے اس کی تفسیر یہی ہے کہ اس کی تلاوت کیجائے اور اس کی بابت کسی قسم کی رائے زنی سے سکوت کیا جائے کسی کو حق نہیں کہ ان آیات کی تفسیر کرے، اہلسنت کا کہنا ہے کہ "آیات صفات جس طرح نازل ہوئی ہیں اسی شکل میں ان کو کسی کیف، تشبیہ اور تاویل کے بغیر گذار دینا چاہیئے اللہ کے مثل کوئی چیز نہیں وہ سننے والا، دیکھنے والا ہے۔ کیوں کہ صفات الہٰی میں کلام کرنا ذات الہٰی میں کلام کرنے کی ایک شاخ ہے، جس طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات مخلوقات کی ذات کے مشابہ نہیں، اسی طرح اُس کی صفات بھی مخلوقات کی صفات کے مشابہ نہیں، کوئی چیز اُس کے مثل نہیں وہ سُننے والا دیکھنے والا ہے۔

اہل سنت اسی کے قائل ہیں جیسے کہ امام مالک رحمہ اللہ سے جب "استواء" کی بابت پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا، استواء معلوم ہے اور کیفیت مجہول ہے اور اس پر ایمان واجب ہے اور اس کے متعلق سوال کرنا بدعت ہے"، اور یہی جواب نزول،

EmaanLibrary.com

وجہ، سمع، بصر وغیرہ کے سوال میں بھی دیتے ہیں مثلاً کہتے ہیں، وجہ (اللہ کا چہرہ) معلوم ہے کیفیت مجہول ہے اور اس پر ایمان واجب ہے، اسی طرح باقی سب صفات کے بارے میں بھی۔ جنہوں نے ان صفات کا انکار کیا اور کلام اللہ کی تکذیب کی وہ قرآن کو مخلوق کہنے پر مجبور ہوئے، وہ تشبیہ سے بھاگے اور تعطیل میں مبتلا ہوئے، اور کلام تو ایک صفت کمال ہے اور اللہ سبحانہٗ تعالیٰ ہر کمال کے ساتھ موصوف ہے، اور صفات میں کلام دراصل ذات میں کلام کی فرع ہے تو جس طرح اللہ کی ذات ایسی ہے، جو مخلوقات کی ذات کے مشابہ نہیں، اُسی طرح اس کی صفات بھی مخلوقات کی صفات کے مشابہ نہیں "لیس کمثلہ شیئ وھو السمیع البصیر" اُس کے مثل کوئی چیز نہیں وہ سُننے والا دیکھنے والا ہے۔

جو شخص ان صفات کے ظاہر پر ایمان لائے اور اُس کے علم اور تفسیر کو اللہ کی طرف سونپ دے وہ اچھا کرے گا۔ کیوں کہ جتنا اُس نے سُنا اتنے پر وہ رُک گیا۔ اور تعطیل و تحریف اور انحراف سے بچ گیا۔ اسی طرح علم کے بغیر خواہ مخواہ کلام کرنے اور تاویل کے ذریعہ اللہ کو اس کی صفات سے معطل کرنے اور اس کے کلام کو جھٹلانے سے بھی محفوظ رہا۔ "بل کذبوا بما لم یحیطوا بعلمہ ولما یاتھم تاویلہ" (یونس - ۳۹) اُنھوں نے اس کو بھی جھٹلا دیا جو اُن کے علم کی گرفت میں نہیں اور اس کا انجام بھی اُن کے سامنے نہیں آیا، اور کیا خوب کہا گیا:

عقیدتنا ان لیس مثل صفاتہ	ولا ذاتہ شیئ عقیدۃ صائب
ہمارا یہ عقیدہ صحیح عقیدہ ہے کہ	اللہ کی ذات وصفات کے مثل کوئی چیز نہیں
نسلم آیات الصفات بأسرھا	واخبارھا للظاھر المتقارب
ہم آیات صفات کو بتمامہ تسلیم کرتے ہیں	اور اسکی خبر دکو قریبی ظاہر پر محمول کرتے ہیں

EmaanLibrary.com

ونرکب للتسلیم سفنا فانہا — لتسلیم دین المرء خیر المراکب ۔

اور ہم محفوظ رہنے کے لئے کشتیوں پر سوار ہوتے ہیں — کیونکہ آدمی کے دین کی حفاظت کیلئے یہ بہترین سواریاں ہیں

قرآن پر ایمان لانا، ایمان باللہ کا جزء ہے

بیشک قرآن اللہ کا کلام ہے، مخلوق نہیں ہے، ارشاد ہے

نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْاَمِينُ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنْذِرِينَ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ (الشعراء۔ ۱۹۳-۱۹۵)

اس کو امانت دار فرشتہ لے کر آیا، آپ کے قلب پر تاکہ آپ بھی ڈرانے والوں میں ہو جائیں، صاف عربی زبان میں ۔

قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ ۔ (النحل ۔ ۱۰۲)

فرما دیجئے کہ اس کتاب کو روح القدس نے آپ کے رب کی طرف سے ٹھیک ٹھیک اتارا ہے ۔

تَنْزِيلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُونَ بَشِيرًا وَّنَذِيرًا ۔ فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ ٥

(سورہ حم ۔ ۴)

یہ کلام رحمان ورحیم کی طرف سے اتارا گیا ہے یہ ایک کتاب ہے جس کی آیتیں صاف صاف بیان کی گئی ہیں یہ عربی ہے ایسے لوگوں کے لئے جو دانشمند ہیں بشارت دینے والا اور ڈرانے والا ہے اکثر لوگوں نے روگردانی کی پھر وہ سنتے ہی نہیں ہیں ۔

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ رُوحًا مِّنْ اَمْرِنَا ط مَا كُنْتَ تَدْرِي مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُورًا نَّهْدِي بِهِ مَنْ

اور اسی طرح ہم نے آپ کی طرف وحی کیا روح کو اپنے حکم سے اور آپ نہیں جانتے تھے کہ کتاب اور ایمان کیا ہے لیکن ہم نے اس کو نور بنا دیا جس کے ذریعہ ہم اپنے بندوں میں سے

EmaanLibrary.com

نَشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا وَاِنَّكَ لَتَهْدِیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔ (الشوری-۵۲)

جس کو چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں اور بیشک آپ راہ دکھاتے ہیں صراط مستقیم کی طرف۔

معلوم ہوا کہ قرآن اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کا کلام ہے جس پر ایمان لانا ضروری ہے۔

اللہ کا ارشاد ہے:۔

وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا۔ (النساء-۱۶۴)

اور اللہ نے موسیٰ سے خاص طور پر کلام کیا

نیز فرمایا۔

اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلَامَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ۔ (البقرۃ-۷۵)

کیا تم اُمید رکھتے ہو کہ یہ یہود تمہارے کہنے سے ایمان لائیں گے حالانکہ ان میں سے کچھ ایسے گذرے ہیں جو اللہ کا کلام سُنتے تھے پھر سمجھ کر اُس کو بدل ڈالتے تھے اور خوب جانتے بھی تھے۔

قرآن اس لئے بھی کلام اللہ ہے کہ وہ اللہ کی صفت کمال ہے اور اللہ تعالیٰ کمال کے ساتھ موصوف ہے اور نقص و عیب سے پاک ہے اس لئے اُس کا کلام بھی مخلوق نہیں ہے۔

اب جو شخص کلام اللہ کو جھٹلائے یا کہے کہ قرآن مخلوق ہے یا یہ ایک ایسی چیز ہے جو خود بخود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب پر اُتر آئی ہے تو ایسا کہنے والا کتاب اللہ کی تکذیب کر رہا ہے اور اللہ نے اپنے رسولوں کو جو دین دے کر بھیجا ہے سب کو جھٹلا رہا ہے، اور یہ اس سرکش ظالم کے قول کی تائید ہے جس کی بابت قرآن نے یوں نقل کیا ہے۔

اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ۔ (المدثر-۲۵-۲۶)

اور یہ قرآن آدمی کا کہا ہوا ہے میں اس کو جہنم میں داخل کر دوں گا۔

EmaanLibrary.com

وَقَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۔

(الفرقان - ۵-۶)

اور کافر کہتے ہیں کہ یہ قرآن بے سند باتیں ہیں۔ جو اگلوں سے منقول ہوتی چلی آرہی ہیں، جن کو انھوں نے لکھوالیا ھے پھر وہی ان پر صبح وشام پڑھی جاتی ہے کہہ دیجئے کہ اس کو اُس ذات نے اتارا ھے جو آسمان و زمین کی سب چھپی باتوں کو جانتاہے، بیشک وہ بخشنے والا رحم والا ھے۔

آخرت میں اللہ رب العزّت کا دیدار

ہمارا ایمان ہے کہ اہل ایمان آخرت میں اللہ رب العزت کا دیدار کریں گے، اللہ کا ارشاد ھے:۔

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ (القیمہ - ۲۲-۲۳)

بہت سے چہرے اُس دن بارونق ہوں گے اپنے پروردگار کی طرف دیکھتے ہوں گے۔

اور حدیث صحیح میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ھے "آپ لوگ اپنے رب کو اسی طرح دیکھیں گے جس طرح چاندنی رات میں چاند کو دیکھتے ہیں، جس کے دیکھنے میں کوئی کشمکش محسوس نہیں کرتے، لہٰذا ہو سکے تو آفتاب نکلنے اور ڈوبنے سے قبل کی نماز سے تھکومت، یعنی فجر اور عصر کی نماز۔

رہی بات دنیا میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کی تو اس میں اختلاف ہے اور قول راجح یہ ہے کہ دُنیا میں کوئی بھی اللہ کو نہیں دیکھ سکتا، اللہ نے اپنے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بابت فرمایا ہے کہ موسیٰ نے کہا:۔

رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ قَالَ لَنْ

میرے رب مجھے دکھادے کہ میں تیری طرف

EmaanLibrary.com

تَرَانِیْ۔ (الاعراف۔۱۴۳) نظر کروں فرمایا تم مجھکو ہرگز نہ دیکھ سکو گے۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا، کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ کہا نہیں، نور کو میں نے دیکھا ہے یعنی ایک دبیز نور اس کے درمیان حائل رہا جو دنیا میں، اللہ کو دیکھنے سے روکتا ہے۔ اور حضرت عائشہ رضہ کا بیان ہے، جس نے تم سے کہا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے تو اس نے بہت بڑا بہتان آپ پر باندھا۔ اور انہوں نے یہ آیت پڑھی،

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ۔ (الانعام۔۱۰۳)

اور نگاہیں اس کو پا نہیں سکتیں اور وہ نگاہوں کو پالیتا ہے اور وہ بڑا باریک بین باخبر ہے۔

ملائکہ کرام پر ایمان

اللہ اور ملائکہ پر ایمان لانا بھی اصول ایمان میں سے ہے، اللہ کا ارشاد ہے:۔

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ۔ (البقرۃ۔۱۷۷)

نیکی یہ نہیں ہے کہ تم اپنے چہروں کو مشرق اور، مغرب کی طرف پھیرو، بلکہ نیکو کار وہ ہے جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر، اور کتاب الٰہی اور نبیوں پر ایمان لے آئے۔

نیز فرمایا:

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ

ایمان لایا رسول اس کتاب پر جو اس کے رب کی طرف سے اس کی طرف نازل کی گئی اور سب

EmaanLibrary.com

بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ۔ (البقرۃ - ۲۸۴)

ایمان والے بھی سب کے سب ایمان لائے اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر۔

معلوم ہوا کہ ملائکہ پر ایمان شاخ ہے اللہ عز وجل پر ایمان لانے کی اور اُن مقدس کتابوں پر ایمان لانے کی جو اللہ عز وجل نے اپنے انبیاء اور رسولوں پر نازل کی ہیں۔

اور فرشتے غیبی مخلوق ہیں، صاحب عقل ہیں، اللہ نے ان کو اپنی خدمت اور عبادت کے لئے پیدا کیا ہے، جیسے جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ ان میں عقل و شعور تو ہے لیکن شہوت نہیں وہ اللہ کے معزز بندے ہیں، اللہ جو کچھ ان کو حکم دیتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جس کا ان کو حکم دیا جاتا ہے اور اللہ کے حکم و ارادے سے اپنی شکلیں بدلتے ہیں جیسے حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ایسے آدمی کی شکل میں آئے جس کے کپڑے خوب سفید اور بال انتہائی کالے تھے اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اصول دین پوچھے اور صحابۂ کرام اس کی گفتگو سنتے رہے جب وہ واپس گیا تو آپؐ نے فرمایا یہ جبرئیل تھے۔ جو تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے، ایک مرتبہ انھیں دحیہ بن خلیفہ الکلبی کی صورت میں بھی دیکھا گیا، اور ایک مرتبہ آپؐ نے ان کو ان کی اس ہیبت ناک شکل میں دیکھا جس میں اُن کو پیدا کیا گیا ھے، ارشاد الٰہی ھے: "ولقد رأہ مرۃ اخری عند سدرۃ المنتھی"۔ (النجم - ۱۳ - ۱۴) اور آپ نے ان کو ایک مرتبہ اور دیکھا ہے سدرۃ المنتہیٰ کے پاس، فرشتوں پر ایمان لانا اُن کے دیکھنے پر موقوف نہیں ھے کیوں کہ وہ غیبی دنیا کے لوگ ہیں اور اللہ نے ان متقی بندوں کی تعریف کی ھے جو غیب پر ایمان لاتے ہیں لہٰذا وجود باری تعالیٰ پر ایمان لانا ایمان بالغیب ھے اسی طرح فرشتوں پر بھی ایمان لانا ایمان

EmaanLibrary.com

بالغیب ہے اور مرنے کے بعد حساب وکتاب کے لئے اٹھنا اور جنت و دوزخ پر ایمان لانا بھی ایمان بالغیب ہے۔

کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ کے موحد مومن بندے ہیں۔ اللہ نے جن باتوں کی خبر دی ان کو حواس سے محسوس کئے بغیر سب کی یقینی تصدیق کرتے ہیں، ایسی حقیقی تصدیق جس میں شک وشبہے کا کوئی شائبہ نہیں۔ اور کچھ لوگ ایسے ہیں جو مادہ پرست ملحد ہیں صرف انہیں چیزوں پر ایمان لاتے ہیں جنھیں اپنے حواس سے محسوس کرتے ہیں اور جن چیزوں کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ پاتے ان کا انکار کر دیتے ہیں اس طرح وہ وجود باری تعالیٰ کو جھٹلاتے ہیں، ملائکہ وجنت وجہنم کو جھٹلاتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں اللہ کا ارشاد ہے:۔

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ اَوْ يَاْتِيَ بَعْضُ اٰيَاتِ رَبِّكَ يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا قُلِ انْتَظِرُوْٓا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ۔

یہ لوگ اس امر کے منتظر ہیں کہ ان کے پاس فرشتے آئیں یا اُن کے پاس آپ کا رب آئے یا آپ کے رب کی کوئی بڑی نشانی آئے۔ جس دن آپ کے رب کی بڑی نشانی آئیگی کسی ایسے شخص کا ایمان اُسکے کام نہ آئے گا، جو پہلے سے ایمان نہیں رکھتا یا اس نے اپنے ایمان میں کوئی نیک عمل نہ کیا، آپ فرما دیجئے کہ تم منتظر رہو، ہم بھی منتظر ہیں۔

(الانعام - ۱۵۸)

کوئی شخص اگر کسی چیز کو جانتا نہیں اور اُس نے اس کا مشاہدہ نہیں کیا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس چیز کا وجود ہی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے جھٹلانے والوں کے بارے میں فرمایا ہے:۔

EmaanLibrary.com

بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا يَاْتِهِمْ تَاْوِيْلُهٗ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ○ وَمِنْهُمْ مَّنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهٖ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِيْنَ ○ وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ اَنْتُمْ بَرِيْٓـــُٔوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ○

(یونس - ۳۹ - ۴۱)

بلکہ ایسی چیز کو جھٹلایا جس کا اُن کو علم نہ تھا اور نہ ان کو اس تکذیب کا انجام معلوم ہوا جو کافر ان سے پہلے ہوئے ہیں انھوں نے بھی ایسے ہی جھٹلایا تھا۔ پس دیکھ لو ان ظالموں کا انجام کیا بُرا ہوا۔ ان میں سے کچھ ایسے ہیں جو قرآن پر ایمان لے آئیں گے اور کچھ اس پر ایمان نہیں لائیں گے اور تمہارا رب مفسدوں کو خوب جانتا ہے۔ اگر اس کے بعد آپ کو جھٹلاتے ہیں تو کہہ دو میرے لئے میرا عمل تمہارے لئے تمہارا عمل۔ تم بری ہو میرے عمل سے اور میں بری ہوں تمہارے عمل سے

اس آیت میں لفظ تاویل سے مراد قیامت کا دن ہے جس دن نظروں سے غائب چیزیں ظاہر ہو جائیں گی اور اللہ رب العزت اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے لئے تجلی فرمائے گا اور فرشتے باہر نکل آئیں گے اور جب اہل جنت، جنت میں اور اہل جہنم جہنم میں داخل ہوں گے۔ ذیل کی آیت میں بھی تاویل کا یہی معنی لیا گیا ہے۔

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ قَدْ خَسِرُوْٓا

یہ نہیں انتظار کرتے مگر اس کے آخر نتیجہ کا جس دن اس کا آخری نتیجہ پیش آئے گا اس روز جو لوگ اس کو پہلے سے بھولے ہوئے تھے یوں کہنے لگیں گے کہ بیشک ہمارے رب کے رسول سچی سچی باتیں لائے تھے، تو کیا اب ہمارا کوئی سفارشی ہے جو ہماری سفارش کر دے، یا کیا ہم پھر واپس

EmaanLibrary.com

اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ۔ (الاعراف ۔۵۳)

بھیجے جا سکتے ہیں تاکہ ہم جو اعمال کیا کرتے تھے ان کے برخلاف دوسرے اعمال کریں. بیشک ان لوگوں نے اپنے کو خسارہ میں ڈالدیا اور انکی افترا پردازی بیکار ہو رہگی

فرشتوں کے وجود کا انکار کرنا یا یہ کہنا کہ فرشتے مخلوق نہیں بلکہ انسان کے اندر اچھے اعمال کے وجود کو کہتے ہیں جیسا کہ فلاسفہ کا خیال ہے یہ سب صریحی کفر ہے جس سے اللہ کی کتاب اور رسولوں کی لائی ہوئی شریعت کا انکار ہے اور جو بھی اس کا انکار کریگا، جہنم ہی اس کا ٹھکانا ہے۔

سچا مومن وہی ہے جو اللہ اور اُس کے رسول کی پیش کردہ ہر بات پر پختہ اَیسا یقینی ایمان لائے جس میں شک اور تردد کا شائبہ تک نہ ہو، خواہ اُسے اس چیز کا اپنے مشاہدہ اور شعور سے ادراک ہو یا نہ ہو اس لئے کہ انبیاء کرام محیر العقول غیبی خبریں اور معجزات لے کر آئے تھے۔

آخرت کے دن پر ایمان لانا

آخرت کے دن پر ایمان اعمال کی اصلاح و درستگی فرائض اور فضائل کی پابندی اور منکرات و رذائل سے اجتناب کی بنیاد ہے۔ یہی ایمان دل میں اللہ کی محبت اور اطاعت کے ذریعہ اس کے تقرب کی جڑیں مضبوط کرتا ہے، انسان کی زندگی کو بہتر نظام کا پابند کرتا ہے اس طرح کہ وہ اپنے گناہوں سے ڈرنے لگتا ہے اور نیکیوں کے ثواب کا امیدوار ہوتا ہے لیکن قیامت کے دن کے ثواب و عذاب، جنت و دوزخ کی تصدیق نہ کرنے سے اکثر بُرے اعمال کا ظہور ہوتا ہے اور جو شخص بھی اللہ اور اُس کے فرشتوں، اُس کی کتابوں اُس کے رسولوں اور قیامت کے دن کا انکار کرتا ہے وہ کھلی ہوئی گمراہی میں پڑ گیا ہے

EmaanLibrary.com

کیونکہ جو شخص ڈرے گا وہ آخر شب ہی میں چل پڑے گا اور جو اندھیرے منہ نکل جائیگا وہ منزل تک پہونچ جائے گا۔ اور جو اللہ سے ڈرے گا اس کے غضب کے قریب بھی نہ جائے گا، اور جو اللہ سے ڈریگا وہ مَن مانی کام نہیں کرے گا۔ اور اگر قیامت کا وجود برحق نہ ہوتا تو آج دنیا کا یہ حال نہ ہوتا۔ کیوں کہ مومن جانتا ہے کہ دُنیا ابتلاء اور امتحان اور فناء اور زوال کا مقام ہے، ارشاد ہے:۔

اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا وَاِنَّا لَجَاعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا۔ (الکہف - ۷-۸)

ہم نے زمین پر کی چیزوں کو اس لئے بارونق بنایا تاکہ ہم لوگوں کی آزمائش کرلیں کہ ان میں زیادہ اچھا عمل کون کرتا ہے۔ اور ہم زمین پر کی تمام چیزوں کو ایک صاف میدان (یعنی فنا) کردیں گے۔

اور اللہ نے دُنیا کو دار متاع کہا ہے، فرمایا:

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ۔ (النساء - ۷۷)

کہدو دنیا کا سامان تھوڑا ہے

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ۔ (آل عمران - ۱۸۵)

اور دُنیا دھوکے کا سامان ہے۔

اور متاع اس چیز کو کہتے ہیں جس سے آدمی عارضی طور پر تھوڑے دن کے لئے فائدہ اٹھاتا ہے پھر وہ فائدہ ختم ہو جاتا ہے جیسے مسافر کا سامان، فرمایا:

اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِى الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ۔ (التوبہ - ۳۸)

کیا تم آخرت کے ہوتے ہوئے دنیا کی زندگی پرخوش ہو گئے، لیکن حیات دُنیا کا سامان آخرت کے مقابلے میں بہت تھوڑا ہے۔

رہی موت جو دنیا کی نعمتوں اور لذتوں کو دنیا والوں سے ختم کردیتی ہے، وہ ہمیشہ کے لئے ختم نہیں کرتی بلکہ موت تو نام ہے ایک مقام سے دوسرے مقام کیطرف

U-110161

EmaanLibrary.com

منتقل ہو جانے کا (لیجزی الذین اساؤا بما عملوا ویجزی الذین احسنوا بالحسنیٰ) تاکہ بروں کو ان کے برے اعمال کی سزا دیجائے اور نیکوں کو نیکی کی جزا ملے۔ لہذا موت سے تو وہی گھبرائے گا جس نے آخرت کے لئے کوئی اچھا کام نہیں کیا ہوگا اور جس کا یہ نظریہ ہوگا کہ (ماھی الاحیاتنا الدنیا نموت ونحیا) بس زندگی اسی دنیا کی زندگی کا نام ہے جس میں ہم جیتے اور مرتے ہیں، اور یہ وہی شخص کر سکتا ہے جس نے اپنی زندگی میں افراط سے کام لیا، دنیا کو خوب سنوارا اور آخرت کو ویران کر ڈالا (خسر الدنیا والاخرۃ ذٰلک ھوالخسران المبین) ایسا شخص دنیا اور آخرت دونوں ہی جگہ خسارہ میں رہا اور یہ بہت بڑا خسارہ ہے۔ ایسا شخص موت کے وقت بہت نادم و پشیمان ہوتا ہے، اور افسوس کے ساتھ کہتا رہتا ہے:

يَا لَيْتَنِي قَدَّمْتُ لِحَيَاتِي فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهُ أَحَدٌ ۝ وَلَا يُوثِقُ وَثَاقَهُ أَحَدٌ۔ (الفجر۔ ۲۴-۲۶)

کاش میں آخرت کی زندگی کے لئے کوئی عمل نیک آگے بھیجے ہوتا تو اس روز نہ تو اس کے عذاب کے برابر کوئی عذاب دینے والا نکلے گا اور نہ اس کے جکڑنے کے برابر کوئی جکڑنے والا نکلے گا۔

لیکن اس ندامت سے کچھ حاصل نہ ہو سکے گا اس دن تو آدمی اپنی اطاعت اور احسان کی جزا پائے گا یا گناہ و عصیان کی سزا پائے گا کہنے والے تو صرف اتنا کہیں گے کہ آج فلاں شخص مر گیا، اور زندگی موت سے کتنی قریب ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے پردہ غیب سے ظاہر ہو کے رہے گا اور مومن کا عقیدہ ہے کہ اس کی دنیاوی زندگی سے زیادہ مضبوط اور ترقی پذیر زندگی اس کیلئے آخرت میں ہے اور موت چاہے لوگوں کو ناپسند ہو لیکن وہ مومن کے لئے اس محرومی اور فناء کے مقام سے سعادت اور بقاء کے ابدی مقام کی طرف منتقل ہونے کا سبب ہے، اسی لئے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

EmaanLibrary.com

نے فرمایا:-

من احب لقاء اللہ احب اللہ لقاءہٗ ومن کرہ لقاء اللہ کرہ اللہ لقاءہٗ۔ (الحدیث)	جو اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور جو اللہ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اللہ اس کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔

تو صحابہ نے عرض کیا "یارسول اللہ" ہم میں سے ہر شخص موت کو ناگوار سمجھتا ہے، تو آپؐ نے فرمایا بات یہ نہیں، بلکہ مطلب یہ ہے کہ انسان جب دنیا سے رشتہ ختم کر کے آخرت کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اگر وہ اہل خیر میں سے ہے تو اُس کو خیر کی بشارت دی جاتی ہے اسوقت وہ اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور اللہ بھی اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے، اور اگر وہ اہل شر میں سے ہوتا ہے تو اس کو بُرائی کی اطلاع دیجاتی ہے اسوقت وہ اللہ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے تو اللہ بھی اُس کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔

جو روز آخرت کے جھٹلانے کا عقیدہ رکھتا ہے اور حشر کے برپا ہونے اور نیکیوں اور گناہوں کی جزا و سزا کا انکار کرتا ہے وہ اپنی عقل و عمل سے دنیا ہی کے کام کا اہتمام کرتا ہے اور اپنے پیٹ و شرمگاہ کی خواہشات کی پیروی کرتا ہے اور اللہ کے فرائض کو ترک کرتا ہے اور آخرت کے کاموں کو بھول جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو ہوشیار کیا ہے کہ وہ اس دنیا دار کی طرح نہ ہو جائیں، فرمایا:-

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ (الحشر-۱۸-۱۹)	اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور ہر شخص کو چاہئیے کہ سوچے کل کیلئے اُس نے کیا کیا آگے بھیجا اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ تمہارے عمل سے باخبر ہے اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنھوں نے اللہ کو بھلا دیا تو اللہ نے بھی انکو بھلا دیا، یہی لوگ فاسق ہیں۔

EmaanLibrary.com

یعنی نماز۔ زکوٰۃ اور دوسرے واجبات کی شکل میں اللہ کے جو حقوق ان پر تھے، انھوں نے ان کو بھلا دیا تو اللہ نے بھی اُن کو بھلا دیا، یعنی ان کے دینی اور دنیاوی مصالح کو نسیًا منسیاً کر دیا اور مومنوں کو اللہ نے تنبیہ فرمائی ہے کہ ایسے نہ بنیں۔

جو لوگ وجود باری تعالیٰ کا انکار کرتے ہیں اور مرنے کے بعد زندہ ہو کر اٹھنے اور جنت وجہنم کو جھٹلاتے ہیں وہ محققین علمائے اسلام کے نزدیک یہود ونصاریٰ سے بڑھ کر کافر ہیں اور ان کا ضرر اسلام اور مسلمانوں پر یہود ونصاریٰ سے زیادہ ہے کیونکہ مسلمان ان کی باتوں سے دھوکہ کھا جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اُمت محمدیہ پر رحمت کے خیال سے اسلام سے پھر جانے والے (مرتد) کو قتل کرنے کا حکم اپنے نبی کو اسی لئے دیا ہے، کہ کہیں ان کے ذریعہ اُمت کا عقیدہ واخلاق خراب نہ ہو جائے کیوں کہ اخلاق وعادات کا اثر ایک دوسرے پر پڑتا ہے۔ جب یہ لوگ اپنے شہروں میں کھلم کھلا الحاد کا اظہار کریں گے تو ان کے اس الحادی پروپیگنڈہ سے زمین میں فتنہ وفساد برپا ہو گا۔ کیوں کہ الحاد کا اعلان بگاڑ اور شہر کی تباہی اور بندگان خدا کے اخلاق وعادات کی بربادی کا اصلی جراثیم ہیں خصوصًا عورتوں اور بچوں میں، کیوں کہ لوگ خیر وشر میں ایک دوسرے کی تقلید کرتے ہیں۔ لہٰذا جہاں کہیں بھی ایسے لوگ پائے جائیں جو دین کی عداوت کا اظہار کر رہے ہوں اور دلوں میں اس کے انکار اور کراہیت کا بیج بوتے ہوں اور لوگوں کو دین سے روگردانی اور اس کی تکذیب کی دعوت دے رہے ہوں اور حدود فرائض دین کی عدم پابندی کی تلقین کر رہے ہوں تو سمجھ لو کہ یہی فتنہ کی جڑ ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کے خلاف برسر پیکار ہیں، اللہ نے ان سے لڑنے مارنے کو ضروری قرار دیا ہے اور انہیں "کفر کے پیشوا" کا خطاب دیا ہے۔ فرمایا:۔

وَاِنۡ نَّكَثُوۡۤا اَيۡمَانَهُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ — اور اگر وہ لوگ عہد کرنے کے بعد اپنی قسموں کو

EmaanLibrary.com

عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِیْ دِیْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ اِنَّهُمْ لَآ اَیْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ یَنْتَهُوْنَ ○ (التوبہ - ۱۲)

توڑ ڈالیں اور تمہارے دین (اسلام) پر طعن کریں تو تم لوگ ان پیشوایان کفر سے لڑو تاکہ وہ اس سے باز آجائیں کیونکہ انکا کوئی عہد و پیمان باقی نہیں۔

اللہ نے ایسے لوگوں کو "ائمہ کفر" کا خطاب دیا کیوں کہ لوگ ان کے کفر و ضلال کی اقتدا کرتے ہیں اور سلف صالح کی عادت تھی کہ لوگ اپنی وصیت کے شروع میں اپنا عقیدہ بھی لکھ دیا کرتے تھے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ ان کا انتقال اہل سنت کے عقیدہ پر ہوا ہے۔ چنانچہ اپنی وصیت میں وہ اس طرح لکھتے تھے :-

"یہ وہ وصیت ہے جسے فلاں ابن فلاں نے کیا ہے اور وہ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک محمد اللہ کے رسول ہیں اور عیسیٰ اللہ کے رسول اور اس کا کلمہ ہیں جسے مریم کی طرف اللہ نے القا کیا اور اس کی روح ہیں اور جنت حق ہے اور جہنم حق ہے اور قیامت آنے والی ہے جس میں کوئی شک نہیں اور اللہ قبر والوں کو دوبارہ زندہ کریگا، میں اس کی گواہی دیتا ہوں اسی پر جیتا ہوں اور اسی پر مروں گا۔ اور اسی عقیدہ پر انشاء اللہ اٹھوں گا۔ واللہ اعلم وصلی اللہ علیٰ نبینا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم۔

۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۶ھ

EmaanLibrary.com

وجوب الإيمان بكل ما اخبر به القرآن
من معجزات الأنبياء
عَلَيْهِمُ الصَّلٰوۃ وَالسَّلَامُ

انبیاء کے معجزات پر ایمان

(۲)

EmaanLibrary.com

معجزاتِ انبیاء پر ایمان

صحیحین کی حدیث سے ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جتنے بھی نبی گذرے ہیں سب کو معجزات دیئے گئے جن پر لوگ ایمان لائے، اور مجھے وحی عطا کی گئی جو اللہ کی طرف سے مجھ پر نازل ہوتی تھی، مجھے اُمید ہے کہ قیامت کے دن تمام انبیاء سے زیادہ تابعدار میرے ہوں گے۔" آیات و معجزات، ہر خارق عادات چیز کو کہتے ہیں، انھیں "برھان" بھی کہا جاتا ہے۔ معجزہ کے نام ہی سے اس کی حقیقت کا اظہار ہوتا ہے، کہ معجزہ یعنی لوگوں کو بے بس کرنے والی چیزیں جن کے مقابلہ اور جواب سے لوگ عاجز ہوں، انبیاء کرام کو جو معجزات دیئے جاتے ہیں وہی ان کی نبوّت کی صداقت کی دلیل ہوتے ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کی سچائی کے لئے بطور علامت قائم کرتے ہیں تاکہ لوگ انبیاء پر ایمان لائیں اور اُن کی دعوت قبول کرلیں۔ اور معجزات انبیاء کے بنائے اور ان کی ذاتی محنت سے نہیں ظاہر ہوتے بلکہ اللہ قادر مطلق کی صنعت و کاریگری کا کرشمہ ہوتے ہیں۔ اللہ کا ارشاد ہے:۔

وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ۔ (المومن - ۷۸)

کسی نبی کیلئے ممکن نہیں کہ حکم الٰہی کے بغیر کوئی معجزہ پیش کر سکیں۔

موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں جو لاٹھی تھی وہ ایک درخت سے کاٹی ہوئی عام لاٹھی تھی جیسی ہم استعمال کرتے ہیں، جیسا کہ اس کی بابت اللہ نے فرمایا:۔

وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يَا مُوْسٰى، قَالَ هِيَ عَصَايَ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا

اے موسیٰ آپ کے داہنے ہاتھ میں کیا ہے۔ کہا یہ میری لاٹھی ہے میں کبھی اس پر سہارا لگاتا ہوں

EmaanLibrary.com

عَلٰی غَنَمِیْ وَلِیَ فِیْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰی

(طٰہٰ - ۱۷ - ۱۸)

اور کبھی اپنی بکریوں پر پتے جھاڑتا ہوں اور اس میں میرے اور بھی کام نکلتے ہیں۔

لیکن جب اللہ نے حکم دیا کہ اس کو زمین پر پھینک دو تو یہی لاٹھی حکم الٰہی سے معجزہ اور "نشانی" بن گئی، چنانچہ فرمایا،

قَالَ اَلْقِهَا یٰمُوْسٰی فَاَلْقٰهَا فَاِذَا هِیَ حَیَّةٌ تَسْعٰی قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ سَنُعِیْدُهَا سِیْرَتَهَا الْاُوْلٰی۔

(طٰہٰ - ۱۹ - ۲۰ - ۲۱)

فرمایا، موسیٰ لاٹھی کو زمین پر ڈال دو۔ انہوں نے ڈال دیا تو وہ یکایک ایک دوڑتا ہوا سانپ بن گئی۔ ارشاد ہوا اس کو پکڑ لو اور ڈرو نہیں، ہم ابھی اس کو اس کی پہلی حالت پر کر دیں گے۔

یعنی جیسی عام لاٹھی تھی ویسی ہی پھر بنا دیں گے۔

بیشک مسلمان اگر اللہ قادر مطلق پر پختہ ایمان رکھ لے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کے عجائبات اور اپنی مخلوق کے معجزات کی جو خبریں دی ہیں ان کو قبول و تسلیم کرنے میں اسے ذرا مشکل نہ ہو۔ مثلاً آدم کا مٹی سے پیدا کیا جانا اور پھر اس پتلے کو حکم دینا کہ ہو جا اور وہ مکمل انسان بن گیا اور آدم کی پسلی سے حوا کا پیدا کرنا، اور حضرت عیسیٰ کو باپ کے بغیر پیدا کرنا، اسی طرح انبیاء اور اولیاء کے دوسرے معجزات، جیسے اہل کہف جنکے حالات اللہ نے ہمیں بتائے، نیز انبیاء کیلئے معجزات کا ہونا ضروری ہے جس سے دین کو قوت ملتی ہے اور ان کی دعوت کی تصدیق کا وہ سبب بنتے ہیں۔ اسی لئے انبیائے کرام نے ایسے معجزات پیش فرمائے جن کو دیکھ کر عقلیں حیران رہ گئیں۔

اگر قرآن مجید نے ان معجزات کا حال نہ بیان کیا ہوتا جن کے ذریعہ اللہ نے حضرت موسیٰ، عیسیٰ اور سلیمان اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی تائید فرمائی تھی تو لوگ انبیاء کے ساتھ ان کے معجزات اور ان پر نازل ہوئی آسمانی کتابوں کو بھی جھٹلا دیتے،

EmaanLibrary.com

اور فی زمانہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور اس قرآن پر ایمان لائے بغیر جو آپ پر نازل ہوا ہے انبیاء سابقین کے معجزات کا ثابت کرنا ممکن ہی نہیں کیونکہ اللہ نے قرآن ہی کے ذریعہ تو ان کی بابت فرمایا ھے :۔

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ وَاِنَّهٗ لَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ۔ (النمل - ۷۶ - ۷۷)

بیشک یہ قرآن بنی اسرائیل کی بابت اکثر وہ باتیں بیان کرتا ہے جن کے بارے میں وہ اختلاف کرتے ہیں اور بیشک قرآن مومنین کے لئے ہدایت اور رحمت ھے ۔

نیز فرمایا :۔

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ۔ (یوسف - ۳)

اور ہم آپ سے بہترین قصہ بیان کرتے ہیں اس قرآن کے ذریعہ جو ہم نے آپ کی طرف وحی کیا ہے اور آپ اس سے قبل اس قصہ سے بالکل بے خبر تھے ۔

نیز فرمایا :۔

لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ۔ (یوسف - ۱۱۱)

بیشک ان کے قصے میں عقل والوں کے لئے بڑی عبرت ھے یہ کوئی گڑھی ہوئی بات نہیں، بلکہ اپنے سے قبل کی تصدیق ھے اور ہر چیز کی تفصیل ۔

نیز فرمایا :۔

كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ وَقَدْ اٰتَيْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا

اسی طرح ہم آپ سے پچھلی خبریں بیان کرتے ہیں اور ہم نے آپ کو اپنی طرف سے ذکر عطا

EmaanLibrary.com

ذِكْرًا مَنْ اَعْرَضَ عَنْهُ فَاِنَّهٗ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا۔ (طٰہٰ۔۹۹-۱۰۰)

کیا ہے جو اعراض کرے گا اس سے قیامت کے دن اس کا بوجھ اٹھائیگا۔

اللہ کے یہ معجزات کچھ تو وہ ہیں جو خلق اور تکوین کے طریقہ پر چل رہے ہیں اور کچھ وہ ہیں جو انسان کے معروف عادات وطریقوں کے خلاف جاری ہیں جو باری تعالیٰ کی قدرت کی منہ بولتی دلیلیں ہیں اور اُن کو اللہ نے اپنی مخلوق میں خلاف عادت پیدا کیا ہے :۔

اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۔ (یٰسین ۔ ۸۲)

بس اس کا معمول یہ ہے کہ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اُس سے کہدیتا ہے ہوجا اور وہ ہوجاتی ہے

اس طرح انبیاء کرام نے ایسی ایسی چیزیں پیش کیں جن کو دیکھ کر عقلیں حیران رہ گئیں معجزات اور غیبی چیزوں کے بارے میں عوام کے خیالات دو قسم کے ہیں۔

ایک تو نیچری اور دہریے ہیں جو ہر اُس چیز کا انکار کر دیتے ہیں جن کو اپنے حواس سے وہ محسوس نہیں کرتے، اس بنیاد پر وہ وجود باری تعالیٰ کا انکار کرتے ہیں، ملائکہ کو جھٹلاتے ہیں۔ اسی طرح عجائب اور معجزات جن کی تہہ تک وہ نہیں پہونچ سکے، جب اُن کی بابت سنتے ہیں تو فورًا انکار کر دیتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں اللہ کا ارشاد ہے :۔

بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا يَاْتِهِمْ تَاْوِيْلُهٗ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَمِنْهُمْ مَّنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّا

بلکہ اُنہوں نے اُس چیز کو جھٹلا دیا جس کو اپنے علم کے دائرہ میں نہیں لے آسکے تھے اور نہ اُس کا انجام ان کے پاس آیا تھا۔ اسی طرح ان سے پہلے والوں نے بھی جھٹلایا تھا۔ تو دیکھ لو ان ظالموں کا انجام کیسا ہوا، ان میں سے بعض وہ ہیں، جو ایمان رکھتے ہیں اور بعض وہ ہیں جو

EmaanLibrary.com

يُؤْمِنُ بِهٖ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِيْنَ وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ اَنْتُمْ بَرِيْٓـُٔوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ۔ (یونس۔ ۳۹-۴۱)

ایمان نہیں رکھتے اور تمہارا رب ان مفسدوں کو خوب جانتا ہے۔ اگر انھوں نے آپ کو جھٹلا دیا تو کہدیجئے میرے لئے میرا عمل اور تمہارے لئے تمہارا عمل تم بری ہو میرے عمل سے میں بری ہوں تمہارے عمل سے

ان کا یہی طریقہ تمام علمی نظریات میں ہے کہ وہ آیات الٰہی کا انکار کرتے ہیں اور، انبیاء کے معجزات کو جھٹلاتے ہیں اور ان میں سے کسی چیز پر بھی ایمان نہیں رکھتے ایسے لوگ دین اسلام سے مرتد سمجھے جاتے ہیں اور مُرتد اصلی کافر سے بدتر ہوتا ھے اور ایسے مُرتد لوگوں کی تعداد شہروں میں بہت بڑھ گئی ھے جس کو فرنگی تہذیب و تربیت نے بگاڑ رکھا ھے، ایسے مسخ شدہ لوگوں کو نئے فیشن کے مُطابق "متقف" تعلیم یافتہ کا نام دیا جاتا ھے، یہ سچ ھے :۔

عمی العیون عموا عن کل فائدۃ لانهم کفروا بالله تقلیدا

آنکھیں اندھی ہوگئیں اور وہ ہر فائدہ سے محروم ہوگئے کیوں کہ اُنھوں نے محض تقلید میں اللہ سے انکار کیا

دوسرے قسم کے لوگ وہ سچے مومن ہیں جو اللہ کی تمام باتوں کی دل سے تصدیق کرتے ہیں جس میں شک و شبہے کا ذرا شائبہ تک نہیں رہتا، خواہ اس بات کی حقیقت کو انہوں نے اپنی عقل سے سمجھا ہو یا نہیں۔ ایسے لوگ سچے مومن ہیں جو اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور رسول اللہ کی تصدیق کرتے ہیں اور اُنھیں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ھے

الٓمّٓ ۔ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ

یہ کتاب ھے جس میں کوئی شک نہیں متقیوں کیلئے ہدایت ہے جو غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو ہم نے ان کو دیا اس میں سے خرچ کرتے ہیں، اور جو ایمان لائے

EmaanLibrary.com

بِمَآ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ وَمَآ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِكَ وَبِالۡاٰخِرَةِ هُمۡ يُوۡقِنُوۡنَ، اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنۡ رَّبِّهِمۡ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ۔ (البقرۃ - ۱ - ۵)

اس کتاب پر جو آپ کی طرف اتاری گئی ہے اور جو آپ سے پہلے اتاری گئی ہے اور جو آخرت پر یقین رکھتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی کامیاب ہونیوالے ہیں۔

اور معجزہ کو محض اسی لئے معجزہ کہتے ہیں کہ وہ اللہ کے عمل سے واقع ہوتا ہے اس میں کسی نبی یا غیر نبی کا کوئی دخل نہیں اور معجزہ کی حکمت یہی ہے کہ اگر نبی اپنی امت سے یہ صرف کہیں کہ اللہ نے مجھے آپ لوگوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا ہے اور اپنے دعویٰ کی تصدیق کیلئے کوئی نشانی یا معجزہ نہ پیش کریں تو لوگ نہ آپ کی بات پر دھیان دیں گے نہ ایمان لائیں گے۔ لیکن اپنے دعویٰ رسالت کے ساتھ ساتھ اگر وہ کوئی آیت اور معجزہ بھی پیش کر دیں جس کے پیش کرنے میں نہ اُن کو کوئی دخل ہو نہ عمل و صلاحیت اور وہ عام رواجی چیزوں سے ہٹ کر نئی چیز بھی ہوں اور کوئی دوسرا شخص اس معجزہ کو چیلنج بھی نہ کر سکتا ہو نہ اس کا جواب دے سکتا ہو، تو یہ بات پیغمبر کی سچائی اور ان کی نبوّت کی صحت کے لئے بڑا ثبوت کا کام کرے گی اور معجزہ کو معجزہ محض اس لئے کہا جاتا ہے کہ لوگ اس کے مقابلہ اور مثال پیش کرنے سے عاجز رہتے ہیں اور یہ معجزات اللہ کی طرف سے وہ علامات و دلائل ہیں جن کے ذریعہ اللہ اپنے بندوں کو اپنے رسولوں کی حقانیت اور دین کی سچائی کا ثبوت دیتا ہے۔

اللہ نے معجزہ کو برہان بھی کہا ہے جیسا کہ فرمایا: "فذانك برهانان من ربك"، یعنی حضرت موسیٰ کی لاٹھی اور ان کا ید بیضاء اللہ کی طرف سے برہان ہے، اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اترنے والا قرآن انبیاء سابقین کے جو حالات بیان کرتا ہے یہ خبریں معجزہ ہیں اور قرآن نے ان خبروں کو بار بار بیان کیا ہے، کہیں تفصیل

EmaanLibrary.com

کے ساتھ، کہیں غیر مضر اختصار کے ساتھ۔

انبیاء سابقین کے حالات اس لئے بھی بیان کئے جاتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ، نے اپنی مقدس کتابوں جیسے توراۃ وانجیل وغیرہ کو بدل ڈالا اور اس میں اللہ کے رسولوں کی بابت بہت سی جھوٹی خبریں بڑھا دیں۔ جیسا کہ اللہ نے فرمایا:۔

فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتٰبَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيلًا فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُونَ ۔ (البقرۃ۔ ۷۹)

بڑی خرابی ہے اُن کیلئے جو کتاب (توراۃ) کو اپنے ہی ہاتھوں لکھ لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے تاکہ اس کے عوض تھوڑی سی قلیل پونجی حاصل کرلیں تو یہ بڑی خرابی ہے اسکے عوض بھی جو وہ اپنے ہاتھوں سے لکھتے ہیں اور بڑی خرابی ھے انکے لئے اس کے عوض بھی جو وہ کماتے ہیں۔

اور وہ اپنے پادری علماء کیلئے یہ جائز سمجھتے تھے کہ یہ علماء جس طرح اور جو چاہیں، شریعت ربانی میں ہیر پھیر کر ڈالیں کیوں کہ اُن لوگوں نے علماء و درویشوں کو اللہ کے مقابلہ میں رب کا درجہ دے رکھا تھا۔

نیز قرآن مجید پچھلی کتابوں کی محافظ اور ان میں شامل کی گئی غلط باتوں کو صاف و پاک کرنے والی بھی ہے اور حق کو حق اور باطل کو باطل ثابت کرتی ھے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے انبیاء سابقین کے معجزات و قصص کو بار بار دہرایا ھے تاکہ پچھلی تاریخ کے لئے قرآن ہی واحد مرجع باقی رہ جائے، چنانچہ فرمایا:۔

إِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِيٓ إِسْرَاءِيلَ أَكْثَرَ الَّذِي هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ وَإِنَّهٗ لَهُدًى وَّرَحْمَةٌ

بیشک یہ قرآن بنی اسرائیل پر اکثر ان باتوں کو بیان کرتا ہے جنمیں وہ اختلاف کرتے ہیں اور بیشک یہ کتاب مومنوں کے لئے ہدایت و رحمت

EmaanLibrary.com

لِلْمُؤْمِنِيْنَ۔ (النمل ۔ ۷۶)

ہے۔

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۝ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔ (المائدہ ۔ ۱۵ ۔ ۱۶)

اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارے رسول آئے ہیں کتاب میں جو باتیں تم چھپاتے تھے ان میں سے اکثر کو وہ بیان کر دیتے ہیں اور بہت سی باتوں کو معاف کر دیتے ہیں۔ تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک روشن چیز آئی ہے اور ایک کتاب واضح کہ اس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ ان کو راہ حق کی رہنمائی فرماتے ہیں جو اس کی رضا کے تابع ہیں اور اُن کو تاریکیوں سے نکال کر نور کی طرف لے آتے ہیں اور اُنکو راہ راست پر قائم رکھتے ہیں۔

اور اس لئے بھی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام عرب و عجم کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔ جیسا کہ ارشاد ہے:۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ (سبا ۔ ۲۸)

اور ہم نے آپ کو سب لوگوں کے لئے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

اور فرمایا:۔

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰهُمْ

جو لوگ اتباع کرتے ہیں رسول نبی اُمّی کا جن کا ذکر اپنے پاس توراۃ و انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں جو لوگوں کو معروف کا حکم دیتے ہیں اور منکر سے روکتے ہیں اور اُن کے لئے پاکیزہ چیزیں حلال کرتے

EmaanLibrary.com

عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ، فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا۔ (الاعراف - ۱۵۷)

ہیں اور اُن پر گندی چیزوں کا استعمال حرام کرتے ہیں اور ان سے ان کے بوجھ اور طوق کو دور کرتے ہیں، تو جو لوگ ان پر ایمان لے آئے اور ان کی مدد کی، ان کی حمایت کی اور اس نور کی پیروی کی جو ان کے ساتھ اتارا گیا تھا تو ایسے لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ کہہ دیجئے اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

لہٰذا جس قصّے کو ہم قرآن کے بیان کے خلاف پائیں ہمارا فرض ہے کہ ان کو دیوار پر پھینک دیں کیوں کہ جو چیز قرآن کے خلاف ہے اس کی ہمیں کچھ حاجت نہیں اس لئے کہ ان کی صحت پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا اور ان میں کثرت سے جھوٹ کی آمیزش کی گئی ہے۔

نیز معجزات اور غیبی چیزوں کا مقابلہ عقل و رائے سے کیا ہی نہیں جا سکتا کیوں کہ وہ اللہ قادر مطلق کی صنعت و کاریگری کا ظہور ہیں، پیغمبر کے عمل و کسب سے ان کا کچھ تعلق نہیں۔ لہٰذا معجزات کو دلیل بنانا اور اُن کے جواب لانے پر چیلنج کرنا (کیوں کہ لوگ اس کے آگے عاجز و بے بس ہیں) یہ معجزات کی صحت ان کے پیش کرنے والے کی سچائی کی بین دلیل ہیں۔ ان معجزات میں سے وہ قرآن بھی ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اترا اور وہ اللہ کی مخلوق پر بہت بڑی حجت ہے۔ یہ ابدی معجزہ اور سارے عصر کی نشانی، کتاب سعادت، دستور عدالت، اور قانون فضیلت ہے جو رذائل سے بچاتی ہے، ارض الٰہی پر اللہ کا دسترخوان ہے، جو شخص اس کو مضبوط تھامے گا اُس کی

EmaanLibrary.com

حفاظت کی ضامن ہے اور جو اس کی پیروی کرے گا اس کی نجات کا ذریعہ ہے۔
قرآن کثرت استعمال سے پرانا نہیں ہوتا، اس کے عجائبات کبھی ختم نہ ہوں گے، یہ وہ بہترین قرآن ہے جو رشد و ہدایت کی طرف رہنمائی کرتا ہے، اس میں پچھلی اُمتوں اور ان کے انبیاء کی خبریں ہیں، اور اُن کے ساتھ ہونے والے تمام موافق و مخالف حالات کی تفصیل ہے۔ جیساکہ فرمایا:۔

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِىْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ، وَاِنَّهٗ لَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ۔ (النمل - ۷۶)

بیشک یہ قرآن بنی اسرائیل کے متعلق اکثر وہ باتیں بیان کرتا ہے جن میں وہ جھگڑتے ہیں، اور یہ مومنوں کیلئے ہدایت و رحمت ھے۔

فیھا لھا من آیات حق لو اھتدیٰ   لمن مرید الحق کن ھوا دیا

اگر حق کا متلاشی قرآن کی آیات حقہ سے ہدایت پانا چاہتے ہو تو یہ اُس کے رہنما ہیں۔

ولکن علیٰ تلک القلوب اکنۃ   فلیست وان اصغت تجیب لمنا دیا

لیکن دوسرے قلوب پر پردہ ہیں، وہ کتنا بھی کان لگائیں اُن کی پکار کا یہ جواب نہیں دیتا

قرآن میں ایک سو چودہ سورتیں ہیں جنمیں سور طوال اور سور قصار بھی ہیں اور اسی کے ساتھ فصاحت و بلاغت سے بھی معمور ہیں، اللہ نے اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا جو نہ لکھی ہوئی چیزیں پڑھ سکتے تھے نہ لکھ سکتے تھے جیساکہ کہا گیا ہے کہ آپ کا اُمی ہونا ہی معجزہ ہے۔ اللہ کا ارشاد ھے:۔

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝ بَلْ هُوَ اٰيٰتٌ

اور آپ اس کتاب سے پہلے نہ کوئی کتاب پڑھے ہوئے تھے اور نہ کوئی کتاب لکھ سکتے تھے کہ ایسی صورت میں یہ باطل پرست لوگ شبہہ

EmaanLibrary.com

بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ
وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ۔
(العنکبوت - ۴۸ - ۴۹)

کرتے بلکہ یہ کتاب خود بہت ہی واضح دلیلیں ہیں ان لوگوں کے ذہن میں جنکو علم عطا ہوا ہے۔ بس ہماری آیتوں سے ظالم ہی لوگ انکار کر سکتے ہیں

اور اللہ نے ساری مخلوق کو چیلنج کیا کہ اس قرآن کے مثل ایک ہی سورہ پیش کردیں لیکن سب عاجز رہے، جیساکہ فرمایا:۔

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى
اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا
يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ
ظَهِيْرًا۔ (بنی اسرائیل - ۸۸)

کہدو اگر اکٹھے ہو جائیں سب انسان اور جن اس بات کیلئے کہ اس قرآن کے برابر پیش کردیں تو وہ اس کے مثل نہیں پیش کر سکتے خواہ ایک دوسرے کا مددگار کیوں نہ بن جائے۔

اور ساری مخلوق کیلئے یہ چیلنج محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت نیز آپ کی رسالت کی صداقت اور قرآن کی حقانیت کے لئے بہت بڑا معجزہ ہے۔ ارشاد الٰہی ھے:۔

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ لَا
خَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ، ثُمَّ لَقَطَعْنَا
مِنْهُ الْوَتِيْنَ۔ (الحاقہ - ۴۴ - ۴۶)

اگر پیغمبر ہمارے ذمہ کچھ جھوٹی باتیں لگا دیتے تو ہم ان کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے اور اُن کی رگِ دل کاٹ لیتے۔

یہ نہ کہا جائے کہ یہ قرآن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب پر اللہ کے کلام کیئے بغیر اور حضرت جبرئیل کے آپ پر اُتارے بغیر ہی اُتر گیا ہے۔ کیوں کہ یہ اس قرآن کی صاف تکذیب ہے اور یہ ایک اکیلے سرکش ظالم کی کہی ہوئی بات ہے جس نے کہا "اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ۔" یہ صرف ایک بشر کا کلام ھے۔ مزید کہا گیا:۔

وَقَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ
اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً

اور یہ کافر کہتے ہیں کہ یہ قرآن بے سند باتیں ہیں جو اگلوں سے منقول چلی آتی ہیں جن کو اس پیغمبر نے

EmaanLibrary.com

وَّاَصِيلًا، قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِیْ يَعْلَمُ السِّرَّ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۔ (الفرقان - ۵ - ۶)

لکھوا لیا ہے وہی صبح و شام اس پر پڑھی جاتی ہیں کہہ دیجئے کہ اس قرآن کو تو اس ذات نے اتارا ہے جو آسمان و زمین کی سب چھپی باتوں کو جانتا ہے بیشک وہ غفور و رحیم ہے۔

قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ۔ (النحل - ۱۰۲)

آپ کہہ دیجئے اس کو روح القدس نے آپ کے رب کی طرف سے حق کے ساتھ نازل کیا ہے

قرآن کے علاوہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دوسرے معجزات بھی عطا کئے گئے تھے جیسے آپ کی انگلیوں سے پانی کا جاری ہونا، اور تھوڑا کھانا زیادہ ہو جانا وغیرہ۔ لیکن سب سے بڑا معجزہ قرآن ہے جو ہر دور اور ہر عصر کے لئے نشانی اور معجزہ ہے، اور ہر نبی کو اللہ تعالیٰ نے ان کی قوم کی حالت کے مطابق معجزہ عطا فرمایا تھا، موسیٰ علیہ السلام کو متعدد معجزات اس لئے دیئے گئے کہ وہ بڑی سرکش قوم یعنی فرعون وہامان وقارون جیسے لوگوں کی طرف بھیجے گئے تھے۔ اللہ کا ارشاد ہے:۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ، اِلٰى فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَقَارُوْنَ فَقَالُوْا سٰحِرٌ كَذَّابٌ۔

(المومن - ۲۴)

ہم نے موسیٰ کو اپنے احکام اور کھلی دلیل کیساتھ فرعون اور ہامان اور قارون کی طرف بھیجا، تو اُنہوں نے کہا یہ جادوگر جھوٹا ہے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ۔ (الاسراء - ۱۰۱)

اور ہم نے موسیٰ کو کھلے ہوئے نو معجزے دیئے۔

اور وہ نو معجزے یہ تھے، ید بیضاء، لاٹھی، وہ پتھر جسے آپ اُٹھاتے تھے، پھر اس کو لاٹھی سے مارتے تو اس سے بارہ چشمے پھوٹ نکلتے ہر شخص جماعتوں کی تعداد

EmaanLibrary.com

کے اعتبار سے اپنے اپنے گھاٹ کو جان لیتا، فرعون اور اُس کے لشکر کے مڈبھیڑ کے وقت سمندر کا پھٹ پڑنا جیسا کہ قرآن میں مذکور ہے :۔

قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰۤى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ قَالَ كَلَّاۤ اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ فَاَوْحَیْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰۤى اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِیْمِ۔ (الشعراء - ٦٣)

موسیٰ کے ساتھیوں نے کہا ہم پکڑے لئے گئے موسیٰ نے فرمایا، ہرگز نہیں کیونکہ میرے ساتھ میرا رب ہی وہ مجھ کو ابھی راستہ بتلائیگا۔ تو ہم نے موسیٰ کیطرف وحی کی کہ اپنی لاٹھی کو سمندر پر مارو، دریا پھٹ پڑا اور ہر حصہ ایسا ہو گیا جیسے بڑا پہاڑ۔

حضرت موسیٰ کی طرح اللہ کے نبی حضرت سلیمان کے معجزات بھی ہیں کیوں کہ اللہ نے ان کے لئے ہوا کو تابع کر دیا تھا جو اُن کے حکم سے جہاں وہ چاہتے تھے نرمی سے چلتی تھی۔ وہ بچھونا بچھا دیتے تھے اور اُس پر وہ اور اُن کے لشکری اور دوسرے احباب سوار ہو جاتے تھے اور ہوا اُن کو اس طرح لیکر چلتی کہ صبح کی سیر ایک ماہ کے برابر ہوتی اور شام کی سیر ایک ماہ کے برابر ہوتی۔

اسی طرح حضرت صالح علیہ السلام کا معجزہ جن کے لئے اللہ نے سخت چٹان سے ایک اونٹنی پیدا کر دی تھی جس کے لئے گھاٹ پر ایک دن مقرر تھا دوسرے دن قوم والوں کے لئے حضرت صالح نے فرمایا :۔

هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰیَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِیْۤ اَرْضِ اللّٰهِ وَ لَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَیَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (الاعراف - ٧٣)

یہ اونٹنی ہے اللہ کی جو تمہارے لئے دلیل ہے سو اس کو چھوڑ دو کہ زمین میں کھائے اور اس کو برائی کے ساتھ ہاتھ مت لگانا کہ کہیں تم کو دردناک عذاب نہ پکڑ لے۔

اور اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو مٹی سے پرندے کی شکل بناتے اور اس

EmaanLibrary.com

ہیں پھونک مارتے تو وہ اللہ کے حکم سے چڑیا بن جاتا اور وہ مادر زاد اندھے کو اور کوڑھی کو اچھا کر دیتے اور اللہ کے حکم سے مُردے کو زندہ کر دیتے اور لوگ جو کچھ اپنے گھروں میں جمع کر کے رکھتے اس کو بتلا دیا کرتے تھے۔

اہل کتاب یہود و نصاریٰ بھی ان معجزات کی تصدیق کرتے تھے کیوں کہ ان کی کتابوں میں ان کا ذکر تھا اور وہ آپس میں اس کی شہادت دیا کرتے تھے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ یہود و نصاریٰ عاشورہ کے دن روزہ رکھتے ہیں اُن کا کہنا ہے کہ یہ وہی دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور ان کی قوم کو نجات دی تھی اور فرعون اور اس کی قوم کو غرق کیا تھا، تو آپ نے فرمایا "موسیٰ کے ساتھ ہمارا حق یہودیوں سے زیادہ ہے لہٰذا یہودیوں کی مخالفت کرو اور عاشورہ سے ایک دن پہلے یا بعد مزید ایک روزہ رکھو"۔ ان معجزات اور دلائل واضحہ کا جاننا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کیوں کہ اللہ نے ان معجزات کو اپنے ان انبیاء اور رسولوں کی صداقت کے لئے پیش کیا تھا جو ان معجزات کو اللہ کی طرف سے لائے تھے اور اُنھوں نے اپنی سچائی کی دلیل میں قوم کے سامنے ان کو پیش کیا تھا۔ اور یہ معجزات خود دلیل ہیں خارق عادت ہونے کی اور ان کا مقابلہ کرنا نیز ان کی مثال پیش کرنا ممکن نہیں ہے کیوں کہ یہ انسانی عقل و محنت سے نہیں بنائے گئے ہیں اور نہ انبیاء کے سوا کوئی اُن کو پیش کر سکتا، اسی بنا پر منکرین ان معجزات کو دیکھ کر انبیاء کو جادوگر کہا کرتے تھے، جیسا کہ قرآن نے بیان کیا

كَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ، اَتَوَاصَوْا بِهٖ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ۔ (الذاریات ۔۵۲-۵۳)

اسی طرح ان سے پہلے جتنے رسول بھی آئے سب کو اُنھوں نے جادوگر یا مجنوں کہا کیا اس کی انہوں نے ایک دوسرے کو وصیت کر رکھی تھی، نہیں بلکہ یہ سب سرکش لوگ ہیں۔

EmaanLibrary.com

مسلسل تمام انبیاء کو جادوگر کہے جانے کا مطلب یہ ہے کہ یہ منکرین ایکدوسرے کو ایسا کہنے کی وصیت کیا کرتے تھے، حالانکہ یہ معجزات اللہ تعالیٰ کی جانب سے پیش کئے جاتے ہیں، جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اپنے رسولوں اور کتابوں کی صداقت واضح کرنا چاہتا ہے (وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّاتِيَ بِآيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ) اور کسی نبی کے لئے ممکن نہیں کہ اللہ کے حکم کے بغیر وہ کوئی معجزہ پیش کر سکیں۔

رہے جادوگر، کاہن اور شعبدہ باز تو یہ عام عادی امور ہیں جن کو اکثر لوگ کیا کرتے ہیں اور جن کا باطل و بیکار ہونا فوراً ہی ظاہر بھی ہو جاتا ہے، اور عوام الناس کے شرک و کفر اور بت پرستی میں شریک ہونے کی خاص وجہ یہی تھی کہ لوگ انبیاء کی ہدایت سے اعراض کرتے تھے، اُن پر ایمان لانے کے بجائے اپنی ہی عقل و رائے پر ایمان رکھتے تھے۔ لیکن مسلمان جب اللہ قادر مطلق پر ایمان کامل رکھے تو اللہ نے اپنی کتاب میں جن عجائبات کی خبر دی ہے ان کو تسلیم کرنے میں ذرا ہچکچاہٹ نہ ہو، جیسے آدم کے مٹی سے پیدا کئے جانیکا عجوبہ، پھر آدم کی پسلی سے حوا کا پیدا ہونا، اسی طرح حضرت عیسیٰ کا باپ کے بغیر پیدا ہونا۔ ان عجائبات کا رسولوں کو دیا جانا بھی ضروری ہے کیوں کہ اس سے ان کے دین کو تقویت ملتی اور اُن کی دعوت کی تصدیق ہوتی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ و موسیٰ کے معجزات کا ذکر قرآن میں نہ فرمایا ہوتا تو لوگ نہ ان پیغمبروں کو مانتے نہ اُن کی کتابوں اور معجزات کو تسلیم کرتے۔ اسی طرح انبیاء سابقین کے معجزات کو ثابت کرنا اس وقت تک ممکن نہیں جب تک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو ثابت نہ کر لیا جائے اور اس قرآن کی تصدیق نہ کر لی جائے جو آپ پر نازل کیا گیا اور جو بنی اسرائیل کے متعلق ان امور کا انکشاف کرتا ہے جسمیں وہ لڑ جھگڑ رہے ہیں اس کے علاوہ قرآن مومنوں کے لئے ہدایت و رحمت بھی ہے۔

EmaanLibrary.com

اللہ کی نشانیاں کچھ تو وہ ہیں جو خلق و تکوین کے بارے میں اس کی عام سنت رائجہ کے مطابق جاری ہیں۔ اور کچھ نشانیاں ایسی ہیں جو ایسے طریقے پر جاری ہیں، جو انسانوں کے لئے خلاف عادت ہیں اور جو اللہ کی قدرت کاملہ پر دلالت کرتی ہیں اور اس بات کا ثبوت ہیں کہ اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور یہ کہ خرق عادات امور کا صدور اللہ کی شان میں داخل ہے۔ لیکن مادہ پرست ملحد جو اللہ کے وجود اور اس کی مکمل قدرت کا انکار کرتے ہیں فوراً ہی ان خوارق معجزات کا انکار کر ڈالتے ہیں، جن کی حقیقت تک وہ پہونچ نہیں سکے ہیں اور جن چیزوں کو وہ عام سنت کے برخلاف پاتے ہیں ان کی کھینچ تان کر من مانی تاویل کرتے ہیں، جیسا کہ اللہ نے فرمایا:۔

بَلْ كَذَّبُوا بِمَا لَمْ يُحِيطُوا بِعِلْمِهِ وَلَمَّا يَأْتِهِمْ تَأْوِيلُهُ كَذَٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظَّالِمِينَ۔ (یونس - ۳۹)

بلکہ انھوں نے ایسی چیز کو جھٹلا دیا جس کو وہ اپنے علم میں نہ لاسکے تھے اور نہ ہی اُسکی تکذیب کا اُن کو انجام ہی ملا۔ اسی طرح اُن سے پہلے والوں نے بھی جھٹلایا تھا، بس دیکھ لیجئے ان ظالموں کا انجام کیسا ہوا۔

اور تمام علمی نظریات میں بھی ان کا یہی طریقہ ہے۔ وہ آیات الٰہی کی تکفیر و تکذیب کرتے ہیں اور کسی ایک بات پر بھی انہیں ایمان نہیں۔ جو چیز بھی ان کی نگاہوں سے پوشیدہ ہے اور جس کا انہیں علم نہیں وہ اسے صاف جھٹلا دیتے ہیں۔ وجود باری تعالیٰ، ملائکہ اور جنت و دوزخ سب کو جھٹلاتے ہیں۔ ان ملحد فلسفیوں کا انسانوں کے دینی و دنیاوی امور میں فساد و بگاڑ پیدا کرنا، لکڑیاں توڑنے والے کا آگ بھڑکانے سے زیادہ، نقصان دہ ہے۔ کیوں کہ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ (معاذ اللہ) انبیاء لوگوں سے جھوٹی باتیں کہتے ہیں اور بے حقیقت باتوں کی تبلیغ کرتے ہیں اور سنن و عادات کے خلاف باتوں

EmaanLibrary.com

کا ارتکاب کرتے ہیں۔

ذٰلِکَ ظن الذین کفروا فویل للذین کفروا من النار۔ یہ ان کافروں کا گمان ہے اور ایسے کافروں کے لئے جہنم کی تباہی ہے۔

انھوں نے دین کو بالکلیہ جھٹلا دیا اور کتاب الٰہی اور رسولوں کی دی گئی شریعت سب کو جھٹلا دیا۔ اور یہ انکارِ خدا کی سب سے بد تر قسم ہے کیوں کہ اس کا نقصان عوام میں سرایت ہو کر اس باطل عقیدہ کے ذریعہ لوگوں کی گمراہی اور دین سے خروج کا سبب بنے گا اور عوام بے دین ہو کر آوارہ و حیران ہو جائیں گے، کیوں کہ جب یہ لوگ اپنے ان اعتقادات کا شہروں میں چرچا کریں گے تو اس کا انجام ملک میں فتنہ اور فساد عظیم کی شکل میں رونما ہو گا۔ اس لئے کہ کفر و الحاد کا علانیہ پروپگنڈہ فساد کی جڑ اور ملکوں کی تباہی اور بندگان خدا کے اخلاق کی بربادی کا موثر سبب ہے۔

رہے انبیاء کے فرائض تو انبیاء بشر تھے اللہ نے ان کو دین حق کے ساتھ مخصوص کر دیا تھا کہ وہ اپنے قول و عمل اور تعلیم و ارشاد اور تبشیر و انذار کیساتھ اللہ کے بندوں تک اللہ کا پسندیدہ دین پہونچائیں اور شریعت الٰہیہ کے احکام کو ان میں عدل و مساوات کے ساتھ نافذ کریں۔ اور اللہ نے اُن کو اپنی مخلوق میں اتنا بھی حق تصرف نہیں دیا ہے کہ وہ اپنے باپ، بیٹے اور لوگوں میں سے جو بھی ان کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہیں ان کو ہدایت دے سکیں، چنانچہ حضرت ابراہیم کے والد کافر رہ کر زندہ رہے اور کافر ہی رہ کر مرے بھی اور دُنیا میں اللہ کے پہلے نبی حضرت نوح کا لڑکا کفر کی حالت میں مَرا اور اللہ نے حضرت نوح کو اجازت نہیں دی کہ اس کو اپنی کشتی پر سوار کر لیں اور وہ بھی سب کے ساتھ غرق ہو گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا ابو لہب آپ کو اذیت پہونچانے والوں اور دین سے لوگوں کو روکنے والے، آپؐ کے دشمنوں میں

EmaanLibrary.com

سب سے سخت تھا جس کی مذمت اور وعید میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کی ایک سورہ ہی نازل فرما دی جس کی تلاوت قیامت تک مسلمان کرتے رہیں گے۔ آپ کے چچا ابوطالب جنھوں نے آپ کی کفالت اور پرورش کی اور مشرکین کے حملوں کو آپ کی طرف سے روکا اور آپؐ کی نبوّت کی سچائی کا اعتراف کیا، لیکن جب آپ نے ان سے مرنے کے وقت فرمایا "عم محترم لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کر لیجئے کہ میں اس کے ذریعہ اللہ کے یہاں آپ کی شفاعت کر سکوں"، تو انھوں نے انکار کر دیا اور عبد المطلب کے دین پر مرے۔ اللہ نے اسی کی بابت یہ آیت نازل فرمائی، اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ۔

آپ جن کو چاہتے ہیں ان کو ہدایت نہیں دے سکتے، بلکہ اللہ جس کو چاہتا ہے صراطِ مستقیم کی طرف راہ دکھاتا ہے۔ اور اللہ نے آپ کو ان مشرکین کے لئے مغفرت کی دُعا کرنے سے منع فرمایا، اور فرمایا:۔

مَا كَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِیْنَ وَلَوْ كَانُوْۤا اُولِیْ قُرْبٰی مِنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ۔

جائز نہیں ہے نبی اور ایمان والوں کے لئے کہ وہ مشرکین کے لئے استغفار کریں، خواہ وہ اُن کے قرابت دار ہی کیوں نہ ہوں، جب ان کے بارے میں معلوم ہو گیا کہ وہ جہنمی ہیں۔ (التوبہ ۱۱۳)

کیوں کہ جس کے عمل نے اس کو روک لیا، اس کا نسب اس کو آگے نہیں بڑھا سکتا۔ الغرض، انبیاء کرام کے معجزات سب کے سب اللہ کی طرف سے ہوتے ہیں انبیاؑ کے کسب و تصرّف سے نہیں ہوتے؛ جیسا کہ قرآن نے کہا:۔

وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ یَّاْتِیَ بِاٰیَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ۔ (المؤمن ۔ ۷۸)

کسی رسول کیلئے ممکن نہیں کہ اللہ کے حکم کے بغیر کوئی معجزہ پیش کر سکے۔

EmaanLibrary.com

اور اللہ تعالیٰ اُن معجزات کے ذریعہ اپنے انبیاء کی محض اسی لئے تائید کی ہے کہ یہ معجزات انبیاء کے حق میں ان کی قوم پر حجت بن جائیں تاکہ ہدایت کا خواہشمند اُن کو دیکھ کر راہ یاب ہو جائے اور منکرین پر عذاب کا فیصلہ ثابت ہو جائے۔ فرمایا،

اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ۔ (یونس۔ ۹۶۔ ۹۷)

جن پر تمہارے رب کی بات ثابت ہو چکی جب تک وہ عذاب الیم نہ دیکھ لیں کبھی ایمان نہیں لائیں گے خواہ ان کے پاس سب معجزات ہی کیوں نہ آجائیں۔

انبیاء کرام کے جو معجزات ثابت ہیں اور اولیاء کرام کی جو کرامات بھی مثلاً اصحاب کہف وغیرہ کی کرامات تو جن کی دلالت نصوص قرآنیہ سے واضح ہے اُن کا اعتبار تو قطعی طور پر کیا جائے گا، رائے و قیاس کے سہارے ان کا انکار ممکن نہیں اور نہ ہی اُن کے حقیقی مُراد و معنی کو تاویل کے ذریعہ بدلا جا سکتا ہے۔ انبیاء کرام نے بہت سی محیر العقول باتیں پیش کی ہیں، لہٰذا ان کا جھٹلانا قواعد شرعیہ قطعیہ معتبرہ کے خلاف ہے بلکہ اسلام سے ارتداد کے برابر۔ بل كذبوا بما لم يحيطوا بعلمه ولما يأتهم تاويله كذلك كذب الذين من قبلهم فانظر كيف كان عاقبة الظالمين "یعنی علم کے بغیر انہوں نے اس کو جھٹلا دیا اور نہ ہی ان کو ابھی اس تکذیب کا انجام ملا۔ اسی طرح ان سے پہلے والوں نے بھی جھٹلایا تھا، دیکھ لو ان کا انجام کیا ہوا (سورۃ یونس۔ ۳۹)۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے فرمایا: "ہر مسلمان پر اللہ اور اُس کے رسول کی بتائی ہوئی باتوں کی تصدیق ضروری ہے اور یہ ہرگز ضروری نہیں کہ اس امر و نہی یا خبر پر کوئی عقلی دلیل بھی موجود ہو کیوں کہ اسلام کی بنیادی بات جس کو اضطراراً معلوم کیا گیا

EmaanLibrary.com

ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن میں جب کسی بات کی خبر دیدے یا رسول کسی چیز کی خبر دیدے تو ہم پر ضروری ہے کہ اس کی تصدیق کریں خواہ اپنی عقل سے ہم اس کی حکمت سمجھ سکیں یا نہیں۔"

اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی باتوں کو عقل سے جانچے بغیر نہ تسلیم کرے تو اس کا حال ان لوگوں جیسا ہے، جنھوں نے کہا تھا:۔

لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَا اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ۔ (الانعام - ۱۲۴)

ہم آپ پر ہر گز ایمان نہ لائیں گے جب تک کہ ہم کو بھی وہی نہ دیا جائے جو اللہ کے رسولوں کو دیا گیا

اور جس کا یہ مسلک ہو وہ فی الحقیقت نہ قرآن پر ایمان رکھتا نہ رسول پر اور نہ اخبار دینیہ کو وہ قبول کر سکتا، اس کے نزدیک اس میں کوئی فرق نہیں کہ قرآن، یا رسول کی طرف سے اس کو خبر دی جائے یا نہ دی جائے۔ کیوں کہ اگر خبر دی گئی اور وہ اس خبر کو اپنی عقل سے نہ سمجھ سکا تو تصدیق ہی نہ کرے گا بلکہ اس کی من مانی تاویل کر ڈالے گا اور جس چیز کی خبر نہ دی گئی اس کو اس نے اپنی عقل سے سمجھ لیا تو اس بے بنیاد بات ہی پر ایمان لے آئے گا، جن کا مسلک یہ ہو اُنکے لئے قرآن اور رسول کے وجود اور عدم وجود میں کیا فرق، اس کے نزدیک قرآن وحدیث اور اجماع سب بیکار ہیں۔ واللہ اعلم، وصلی اللہ علیٰ نبینا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم۔

۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۶ھ

EmaanLibrary.com

الإيمان بالقضاء والقدر

على طريقة أهل السنة والأثر

قضاء وقدر

پر

اہل سنت کا ایمان

(٣)

EmaanLibrary.com

قضاء و قدر کی حقیقت

قضاء و قدر کی بحث نے علمائے متقدمین و متاخرین کے درمیان ایسی نزاعی شکل اختیار کرلی کہ وہ مختلف فرقوں میں بٹ کر رہ گئے۔ اس کے نتیجہ میں جو صورتِ حال پیش آئی اس کی تعبیر اگر ہم قرآن کے الفاظ میں بیان کرنا چاہیں تو وہ یہ ہوگی:

كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ۔ (الروم - ۳۲)

"ہر گروہ کے پاس جو کچھ ہے وہ اس پر نازاں ہے۔"

فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ وَاللّٰهُ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (البقرۃ - ۲۱۳)

"تو اللہ نے اپنے اذن سے اہل ایمان کی اس حق کے معاملہ میں رہنمائی فرمائی جس میں لوگوں نے اختلاف کیا تھا۔ اللہ جسے چاہتا ہے راہ راست دکھاتا ہے۔"

"قدر کا مطلب اگر ہم یہ بیان کریں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک نظام اور ایک محکم منصوبہ کے ساتھ اشیاء کا اندازہ مقرر کیا ہے جو قدرت الٰہی کے ہم معنی ہے کیوں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور جو وہ چاہتا ہے کر گذرتا ہے یا بالفاظ دیگر ہم یہ کہیں کہ "قدر" سے مراد اللہ تعالیٰ کا اشیاء کو ان کے وجود میں آنے سے پہلے اُن کا جاننا ہے کیوں کہ جو کچھ ہو چکا، جو ہونے والا ہے اور جس طرح ہونے والا ہے ان سب باتوں کو اُسے اچھی طرح علم ہے۔ بہر صورت یہ سب باتیں اس کی صفات میں سے ہیں اور تقدیر الٰہی کے مفہوم میں شامل ہیں۔

تقدیر کا تعلق عالمِ غیب سے ہے اس لئے اس کی اصل حقیقت جاننے کیلئے

EmaanLibrary.com

انسان کو کاوش نہیں کرنا چاہیئے۔ صحابہ کرامؓ قضا و قدر کی بحث میں نہیں پڑتے تھے، اس بنا پر کہ اس کا تعلق عالمِ غیب سے ہے اور ان امور سے ہے جو آنکھوں سے اوجھل ہیں زہیر کا شعر ہے:

لو کنت اعجب من شیئٍ لا عجبنی	سعی الفتی وھو مخبوء له القدر
اگر مجھے کسی بات پر تعجب ہوتا تو تعجب خیز چیز	انسان کی کوشش ہے کہ جب تقدیر اس سے پوشیدہ ہے،

انسان کے لئے یہ کافی ہے کہ وہ ان تمام باتوں پر ایمان لے آئے جن کی اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے۔ مثلاً مخلوقات کی تخلیق، ہر چیز کا اُسے پہلے سے علم ہونا، ہر چیز پر اُس کا قادر ہونا اور یہ کہ وہ جو چاہتا ہے کر گذرتا ہے۔ امام احمد سے جب تقدیر کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

"تقدیر رحمٰن کی قدرت ہے۔"

علامہ ابن قیم نے اس مفہوم کو اشعار میں نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

تحقیقة القدر الذی حار الوری	فی شأنه ھو قدرة الرحمٰن
تقدیر کی حقیقت جس کے بارے میں لوگ پریشان ہیں	یہ ہے کہ وہ رحمٰن کی قدرت ہے
واستحسن ابن عقیل ذا من احمد	لما حکاه عن الرضی الربانی
ابن عقیل نے امام احمد کے اس قول کو مستحسن قرار دیا ہے	کیونکہ یہ ایسی شخصیت سے منقول ہے جو نہایت پسندیدہ اللہ والی ہے۔
له قال الامام شفی القلوب بلفظة	ذات اختصار وھی ذات بیان
امام نے مختصر اور واضح الفاظ میں وہ بات کہی ہے	جو دلوں کو شفاء عطا کرنے والی ہے

EmaanLibrary.com

تقدیر رحمٰن کی قدرت ہے

تقدیر یعنی اس بات کو جاننا اور ایمان لے آنا کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور جو کچھ ہو چکا اور جو ہونے والا ہے اور جس طرح ہوگا ان سب باتوں کا علم اُسے ہے۔ امام احمد سے جب تقدیر کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: "تقدیر رحمٰن کی قدرت ہے" ابن عقیل کہتے ہیں کہ امام احمد نے مختصر اور جامع الفاظ میں نہایت تشفی بخش جواب دیا ہے۔

راغب اصفہانی "غریب القرآن" میں فرماتے ہیں:

"قدر (تقدیر) قدرت اور فیض الٰہی پر دلالت کرتی ہے۔"

اور صاحب فتح الباری نے ابو المظفر السمعانی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ:

"قضاء و قدر کی معرفت کتاب و سنت پر موقوف ہے نہ کہ محض عقل و قیاس پر لہٰذا جو شخص اس مسئلہ میں کتاب و سنت پر اعتماد کرنے سے گریز کرے گا وہ حیرانی و پریشانی کے عالم میں بھٹکتا رہے گا اور شفاء نہیں پا سکے گا۔"

ابو المظفر کی یہ بات بالکل صحیح ہے۔ قضاء و قدر کے دلائل کتاب و سنت ہی سے حاصل کرنا چاہیئے۔ کیوں کہ ان کے اندر کامل رہنمائی کا سامان موجود ہے اور وہ درحقیقت نسخۂ شفاء ہیں۔ بعض مفسرین نے قضاء و قدر کے مسئلہ میں جو بحث کی ہے اس سے صرف نظر کرنا ہی بہتر ہے کیوں کہ بہر حال یہ انسان کا کلام ہے جس کو لوگ ایک دوسرے سے نقل کرتے ہیں پھر وہ مشہور ہو جاتی اور پھیل جاتی ہے اور بسا اوقات صحیح نہیں ہوتی۔

"قدر" اپنے لفظ اور مفہوم کے اعتبار سے قدرت الٰہی اور باقاعدہ (Systematic) طریقہ پر ایک محکم فیصلہ کے ساتھ اشیاء کا اندازہ مقرر کرنے (منصوبہ بندی کرنے) پر دلالت کرتی ہے۔ جو شخص بھی تقدیر سے متعلق قرآن کی آیات کا مطالعہ کرے گا وہ ان کو اسی

EmaanLibrary.com

مفہوم پر منطبق پائے گا۔ رہا لفظ قضاء کا تو اس کا استعمال کسی کام کو پورا کرنے کے معنی میں ہوتا ہے۔

اس کے پیشِ نظر قضا و قدر کے معنی ہوئے: اللہ تعالیٰ نے عالم کو پختہ اور محکم اندازوں (منصوبہ بندی) کے تحت وجود بخشا اور ایسے قوانین جاری کیے جو نا قابلِ تغیر و تبدل ہیں۔ اور اس نے اس کام کو اس طرح مکمل کر دیا ہے کہ اس میں کسی قسم کی اصلاح تبدیلی یا کمی بیشی کے لئے کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ یہ اس ہستی کی کاریگری ہے جس نے ہر چیز کو پختہ بنایا۔ ارشادِ الٰہی ہے:

وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا (الفرقان – ۲)

"اس نے ہر چیز کو پیدا کیا اور اُس کی ایک تقدیر مقرر کی۔"

یعنی اُس نے نہایت منظم، پختہ اور محکم انداز سے پیمانے مقرر کیے۔ نیز فرمایا:

اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ أُنْثَىٰ وَمَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِمِقْدَارٍ۔ (الرعد – ۸)

"اللہ جانتا ہے ہر عورت کے حمل کو اور جو کچھ رحموں کے اندر گھٹتا اور بڑھتا ہے، اُسے بھی اور ہر چیز اس کے ہاں ایک اندازہ کے مطابق ہے۔"

دوسری جگہ فرمایا:

اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ۔ (القمر – ۴۹)

"ہم نے ہر چیز اندازہ کے مطابق پیدا کی ہے۔"

یعنی مقررہ اندازہ اور پختہ نظام کے ساتھ۔ ہر چیز اسی طرح پیدا کی گئی ہے۔ اور کسی چیز کو بھی اس نے اس طور سے پیدا نہیں کیا کہ وہ اتفاقاً اور طبعاً وجود میں آئی ہو۔ ابن جریر نے اپنی تفسیر میں اس کا یہ مطلب بیان فرمایا ہے کہ "ہم نے ہر چیز کو اپنے مقررہ پیمانے پر اور اپنے فیصلہ کے مطابق پیدا کیا۔" بعض مفسرین اس آیت کو قضا و قدر پر محمول

EmaanLibrary.com

کر کے اس کی غلط تفسیر کرتے ہیں۔ اور ان آثار کا حوالہ دیتے ہیں جو قضاء و قدر کے سلسلہ میں وارد ہوتے ہیں گویا اس آیت کا شانِ نزول یہی ہے۔ حالانکہ یہ غلط ہے کیونکہ اس آیت کا قضاء و قدر سے کوئی تعلق نہیں۔ اس جیسی دوسری آیت یہ ہے۔

وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً بِقَدَرٍ۔ (المومنون۔ ۱۸) "اور ہم نے آسمان سے ایک خاص اندازہ کے مطابق پانی اتارا۔"

یعنی لوگوں کی ضرورت کے بقدر۔ ایسی کثیر اور موسلا دھار بارش نہیں کہ لوگوں کی کھیتیاں اور جانور تباہ ہو جائیں اور نہ ایک دم سے کسی ایک جگہ پر کہ عمارتوں کو نقصان پہنچے، بلکہ قطروں کی شکل میں اس طرح برستی ہے کہ گویا چھلنی کے سوراخوں سے پانی ٹپک رہا ہے۔ اس سے زمین سیراب ہوتی ہے اور وادیاں بہنے لگتی ہیں۔ اگر ایک ساتھ پانی برستا تو اس سے لوگوں کو اور مویشیوں اور کھیتوں کو نقصان پہنچتا اور جو فوائد مطلوب ہیں وہ حاصل نہ ہوتے جیسا کہ ایک جگہ فرمایا ہے:

وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِی الْاَرْضِ وَلٰکِنْ یُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا یَشَآءُ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِیْرٌ بَصِیْرٌ (الشوریٰ۔ ۲۷) "اگر اللہ اپنے سب بندوں کے لئے رزق فراخ کر دیتا تو وہ زمین میں سرکشی کرتے، لیکن اللہ ایک حساب سے جتنا چاہتا ہے رزق نازل فرماتا ہے۔ وہ اپنے بندوں سے باخبر ہے اور ان پر نگاہ رکھتا ہے۔"

آیت وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً بِقَدَرٍ (اور ہم نے آسمان سے ایک خاص اندازہ کے مطابق پانی اتارا) لفظاً و معناً آیت اِنَّا کُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ (ہم نے ہر چیز ایک اندازہ کے مطابق پیدا کی ہے) کے مشابہ ہے اور اس کا مطلب وہی ہے جو آیت وَخَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِیْرًا (اس نے ہر چیز کو پیدا کیا اور اس کی ایک تقدیر

مقرر کی) کا ہے یعنی ہر چیز کو موزوں، متناسب اور پختہ بنایا۔ صُنْعَ اللّٰہِ الَّذِیْٓ اَتْقَنَ کُلَّ شَیْءٍ (یہ اللہ کی کاریگری ہے جس نے ہر چیز کو استوار کیا)

اس کی نظیر یہ آیت بھی ہے۔

وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰہُ مَنَازِلَ حَتّٰی عَادَ کَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِیْمِ (یٰسٓ۔ ۳۹)

"اور چاند کے لئے ہم نے منزلیں مقرر کی ہیں یہاں تک کہ وہ پھر کھجور کی سوکھی ٹہنی کی طرح رہ جاتا ہے۔"

یعنی چاند کے لئے اندازے مقرر کر دیئے چنانچہ وہ اس کے مطابق ہر شب کو ایک منزل میں داخل ہوتا ہے نہ اُس سے آگے بڑھتا ہے اور نہ پیچھے رہتا ہے۔ قدر کے معنی پر اس آیت سے بھی روشنی پڑتی ہے۔

ثُمَّ جِئْتَ عَلٰی قَدَرٍ یّٰمُوْسٰی (طٰہٰ۔ ۴۰)

"پھر اے موسیٰ تم ایک خاص وقت پر آ گئے۔"

یعنی تمہارے آنے کے لئے جو وقت ہم نے مقرر کیا ہے اس پر تم آ گئے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے چالیس شب و روز کے بعد کلام کرنے کا وعدہ فرمایا تھا۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے:

فَتَمَّ مِیْقَاتُ رَبِّہٖٓ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَۃً۔ (الاعراف۔ ۱۴۲)

"تو اس کے رب کی مقررہ مدت چالیس شب و روز میں پوری ہو گئی۔"

اسی طرح ایک اور آیت میں ارشاد ہوا ہے:

اَلَمْ نَخْلُقْکُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّھِیْنٍ فَجَعَلْنٰہُ فِیْ قَرَارٍ مَّکِیْنٍ اِلٰی قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ فَقَدَرْنَا فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ۔

"کیا ہم نے تم کو ایک حقیر پانی سے پیدا نہیں کیا؟ پھر ہم نے اس کو ایک مقررہ وقت تک ایک محفوظ جگہ میں رکھا۔ تو ہم نے ایک اندازہ

EmaanLibrary.com

(المرسلت - ۲۰) مقرر کیا پس ہم کیا ہی اچھا اندازہ مقرر کرنیوالے ہیں"

ایک قرأت قَدَّرْنَا۔ تشدید کے ساتھ ہے۔ جس کے معنی ہیں ہم نے محکم تدبیر کے ساتھ اندازہ مقرر کیا تو کیا ہی اچھے ہیں ہم اندازہ مقرر کرنے والے۔ اور دوسری قرأت بغیر تشدید کے ہے یعنی قَدَرْنَا جو قدرت سے مشتق ہے۔ اس صورت میں معنی ہوں گے ہم اس کی تخلیق اور قدر کو بہترین شکل میں کرنے پر قادر ہیں تو کیا ہی اچھے ہیں ہم قدرت رکھنے والے۔

یہ ہے "قدر" کی حقیقت جس کا ذکر قرآن میں ہوا ہے۔ ایک شاعر کے قول سے بھی قدر کا مفہوم واضح ہوتا ہے:

قدر لرجلك قبل الخطو موضعها — فمن علا زلقا عن غرة زلجا

قدم رکھنے سے پہلے پاؤں کیلئے جگہ کا اندازہ کرلو — کیونکہ جو بے پرواہی سے چکنی زمین پر قدم رکھتا ہے پھسل جاتا ہے۔

رہا لفظ قضاء تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ مخلوقات کی تخلیق کر چکا۔ دونوں کا ذکر ذیل کی آیت میں موجود ہے۔

قُلْ أَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُونَ بِالَّذِي خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُونَ لَهُ أَندَادًا ذَٰلِكَ رَبُّ الْعَالَمِينَ وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ مِن فَوْقِهَا وَبَارَكَ فِيهَا وَقَدَّرَ فِيهَا أَقْوَاتَهَا فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ سَوَاءً لِّلسَّائِلِينَ ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا

"کہو کیا تم اس خدا کا انکار کرتے ہو جس نے زمین کو دو دن میں پیدا کیا اور دوسروں کو اس کا ہمسر ٹھہراتے ہو؟ وہی تو سارے جہان کا رب ہے اس نے زمین کے اوپر پہاڑ جما دیئے اور اس میں برکت رکھ دی اور اس میں ٹھیک اندازے سے خوراک کا سامان مہیا کر دیا چار دن میں۔ مانگنے والوں کی ضرورت کے مطابق۔ پھر وہ

EmaanLibrary.com

وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا قَالَتَا اَتَيْنَا طَائِعِيْنَ فَقَضٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَاءٍ اَمْرَهَا وَزَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَحِفْظًا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ۔

(حم السجدہ - ۹ تا ۱۲)

آسمان کی طرف متوجہ ہوا جو دھواں تھا۔ اس نے آسمان اور زمین سے کہا آؤ خوشی سے یا ناخوشی سے دونوں نے عرض کیا ہم بخوشی حاضر ہیں۔ پھر اُس نے دو دن میں سات آسمان بنا دیئے اور ہر آسمان میں اس کے مناسب حال حکم وحی کر دیا اور آسمانِ دنیا کو ہم نے چراغوں سے آراستہ کیا اور اُسے محفوظ کر دیا۔ یہ منصوبہ ہے ایک زبردست علیم ہستی کا۔"

اس آیت میں "قضاء" اور "قدر" دونوں کا ذکر موجود ہے۔ یہ ہے قضاء و قدر کی حقیقت یعنی اُس نے اشیاء کی تخلیق ایک منظم اور محکم اور پائیدار منصوبہ کے ساتھ کی ہے۔ اور جس میں زمانہ کی تبدیلی سے کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی۔ ہر چیز حساب سے ہے۔ صحیحین کی اس حدیث کا بھی مطلب یہی ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ مَقَادِيْرَ الْخَلَائِقِ قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

"اللہ تعالیٰ زمین کی اور آسمان کی تخلیق سے پہلے مخلوقات کی تقدیر لکھ چکا ہے۔"

اس لکھنے سے مراد وہ علم ہے جو اللہ کی ذات کے ساتھ قائم ہے اور اسی مفہوم میں ہم کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی تقدیر ہے اور اللہ جو چاہتا ہے کر گذرتا ہے۔ قدرۃ اللہ یعنی جو اللہ کے علم میں سے موجود ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں۔

"جمہور اہلِ سنت جو تقدیر کو مانتے ہیں اس بات کے قائل ہیں کہ بندہ حقیقتاً فاعل ہے اور وہ حقیقتاً قدرت و استطاعت رکھتا ہے۔ وہ طبعی اسباب کی تاثیر کا انکار

EmaanLibrary.com

نہیں کرتے، بلکہ ان تمام باتوں کو مانتے ہیں جن پر عقل دلالت کرتی ہے مثلاً یہ کہ اللہ ہواؤں سے بادلوں کو پیدا کرتا ہے۔ بادلوں سے پانی برستا ہے اور پانی سے پودے لگتے ہیں۔ وہ یہ نہیں کہتے کہ مخلوقات میں جو طبعی قوتیں موجود ہیں ان کا کوئی اثر نہیں ہوتا بلکہ وہ تسلیم کرتے ہیں کہ ان میں حقیقی تاثیر ہے جس طرح اسباب کی تاثیر مسببات (نتائج) میں ہوتی ہے اور اللہ سبحانہ، سبب اور مسبب دونوں کا خالق ہے۔"

امام احمد سے جب قدر کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

"القدر قدرۃ الرحمٰن" قدر (تقدیر) رحمٰن کی قدرت ہے۔

ابن عقیل نے اس قول کو مستحسن کہا اور فرمایا کہ امام احمد کا یہ مختصر قول قلوب کے لئے تشفی بخش ہے۔ اور علامہ ابن قیم نے اس کو شعر کا جامہ پہنایا۔

محقیقۃ القدر الذی حار الوری فی شانہ ھو قدرۃ الرحمٰن

تقدیر کی حقیقت جس کو جاننے کے لئے لوگ پریشان ہیں وہ رحمٰن کی قدرت ہے

تقدیروں کا لکھا جانا

تقدیروں کا لکھا جانا کتاب و سنت سے ثابت ہے۔ قرآن کریم میں موجود ہے

قُلْ لَّنْ یُّصِیْبَنَآ اِلَّا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَنَا (التوبہ۔ ۵۱)

"کہو ہمیں وہی پیش آئے گا جو اللہ نے ہمارے لئے لکھ رکھا ہے۔"

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَۃٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَھَا اِنَّ ذٰلِکَ عَلَی

"کوئی مصیبت ایسی نہیں جو زمین میں یا تمہارے نفس پر نازل ہوتی ہو اور اس کو ہم نے پیدا کرنے سے پہلے ایک کتاب میں لکھ نہ رکھی ہو

EmaanLibrary.com

اللّٰہِ یَسِیْرٌ۔ (الحدید۔ ۲۲)
ایسا کرنا اللہ کے لئے بہت آسان ہے۔"

وَعِنْدَہٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا یَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ۔ (الانعام۔ ۵۹)

"اور غیب کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں۔ اس کے سوا ان کو کوئی نہیں جانتا۔ خشکی اور تری میں جو کچھ ہے اسے وہ جانتا ہے اور کوئی پتا نہیں گرتا مگر اس کو وہ جانتا ہے۔ اور زمین کی تہوں میں کوئی دانہ اور کوئی خشک و تر چیز ایسی نہیں جو ایک واضح کتاب میں درج نہ ہو۔

اور صحیح حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ کتب مقادیر الخلائق قبل ان یخلق السمٰوٰت والارض بخمسمائة عام۔

"اللہ نے مخلوقات کی تقدیریں زمین اور آسمانوں کی تخلیق سے پانچ سو سال پہلے لکھدیں۔"

نیز حدیث میں ہے:

اول ما خلق اللہ القلم فقال لہ اکتب فجری تلك الساعة بما ھو کائن الی یوم القیٰمة۔

"اللہ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا اور اس سے کہا لکھ تو اس وقت سے قیامت تک جو کچھ بھی پیش آنے والا تھا سب لکھا گیا۔"

تقدیر کے لکھے جانے کے بارے میں جب ہم وہ باتیں پڑھیں اور سنیں جو اللہ اور اس کے رسول سے ثابت ہیں تو ہمیں یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ اس کتابت کا تعلق عالمِ غیب سے ہے لہٰذا اسے اس کتابت پر محمول کرنا جسے ہم اپنے ہاتھ سے لکھتے ہیں یا اس قلم پر محمول کرنا جس سے ہم لکھتے ہیں صحیح نہیں ہے، بلکہ یہ اس بات کی تعبیر ہے کہ اللہ کو اشیاء کا علم ان کے وقوع میں آنے سے قبل تھا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو ان تمام باتوں کا علم ہی

EmaanLibrary.com

جو واقع ہوئیں اور جو واقع ہوں گی اور جس طرح واقع ہونے والی ہیں۔ یہ باتیں اللہ کے علم میں اس طرح ہیں کہ گویا ضبطِ تحریر میں لائی گئی ہوں۔ اس بات کو اللہ تعالیٰ نے لکھنے سے تعبیر فرمایا ہے۔ جس طرح کوئی شخص اپنے ساتھی سے کہتا ہے کہ تمہاری بات میرے دل میں نقش ہو گئی ہے، جبکہ وہ اس کو اہمیت دینا چاہتا ہو۔ یہ اس لئے کہ انسان نسیان کا عادی ہے اور اس نسیان کی ہی بنا پر اس کا نام انسان رکھا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں آیت وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِن قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا (ہم نے اس سے پہلے آدم کو حکم دیا تھا، مگر وہ بھول گیا اور ہم نے اس میں عزم نہ پایا) سے بھی استدلال کیا گیا ہے۔ کسی شاعر نے کہا ہے:

وما سمی الانسان الا لنسیه — وما القلب الا انه یتقلب

انسان کو اس کے نسیان کی وجہ سے انسان کہا جاتا ہے۔ — اور دل کو قلب اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں تقلب (خیالات کا الٹ پھیر) ہوتا رہتا ہے۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ انسان کو انسان اس بنا پر کہا جاتا ہے کہ وہ ایک دوسرے سے مانوس ہوتا ہے کیوں کہ وہ طبعاً اجتماعیت پسند واقع ہوا ہے۔ خدائے واحد ہی کی ذات ایسی ہے جسے نہ اونگھ آتی ہے اور نہ نیند اور نہ وہ بھولتا ہے۔ اس نے ہر چھوٹی بڑی چیز کو شمار کر رکھا ہے۔ اس کا تمام چیزوں کو لکھنا اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ تمام چیزیں اس کے علم میں ہیں۔ اس کی تخلیق کردہ کوئی چیز بھی اس سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اس کے علم میں یہ چیزیں اس طرح ہیں کہ گویا ضبطِ تحریر میں آگئی ہوں۔ ہمیں نہ تو اس کتابت کی صنعت معلوم ہے اور نہ اس قلم کی جس سے لکھا گیا ہے اور نہ اس مقام کی جہاں لکھا گیا۔

اس مخلوق (انسان) نے اپنے ہنر سے ایک ایسا آلہ ایجاد کرلیا ہے جو بغیر ہاتھ،

EmaanLibrary.com

روشنائی اور قلم کے جو کچھ سنتا ہے لکھ لیتا ہے اور تمام باتیں ریکارڈ کرتا ہے درآنحالیکہ آلہ رکھنے والے سوتے رہتے ہیں اور ایک دوسرا آلہ ایسا ایجاد کیا ہے جو پانی اور بجلی کے خرچ کا حساب تبلاتا ہے جسے میٹر کہا جاتا ہے، اس میں بھی قلم اور روشنائی استعمال کئے بغیر سب کچھ لکھا جاتا ہے درآنحالیکہ میٹر والے وہاں موجود نہیں ہوتے۔ جب یہ ایک مخلوق کی کاریگری ہے تو اس خدا کے بارے میں کیا تصور کیا جا سکتا ہے جو سب کا خالق ہر چیز پر قادر اور جو چاہے کر گذرنے والا ہے۔ وہ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے، تو کہتا ہے ہو جا اور وہ وجود میں آجاتی ہے۔ اس نے ہر چھوٹی بڑی چیز کو شمار کر رکھا ہے آسمان و زمین میں ذرہ برابر بھی کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں ہے اور ہر چھوٹی بڑی چیز ایک واضح کتاب میں درج ہے۔

ہم نے یہ باتیں تقریبِ فہم کے لئے بیان کی ہیں تاکہ ذہن قرآن پر ایمان لانے کے لئے آمادہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ہر مصیبت کو اس کے واقع ہونے سے پہلے جانتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا محض جاننا کسی شخص کو مصیبت میں مبتلا نہیں کرتا بلکہ مصیبت مترتب ہونے والے اسباب کی بنا پر واقع ہوتی ہے۔ اگر کوئی شخص ان اسباب و وسائل سے بے اعتنائی برتے جو اسے مصیبت سے بچا سکتے ہیں اور جن کو استعمال کرنے کا حکم اسلام نے دیا ہے اور اس کے نتیجہ میں وہ مبتلائے مصیبت ہو جائے تو وہ اپنا تحفظ نہ کرنے اور طبعی اسباب استعمال نہ کرنے کی بنا پر قصوروار قرار پائیگا۔ قرآن کریم میں ارشاد ہوا ہے:

وَمَا اَصَابَكُمْ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ۔ (الشوریٰ - ۳۰)

"اور تم کو جو مصیبت بھی پہنچتی ہے، تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی کی وجہ سے پہونچتی ہے۔"

اور اگر وہ مصیبت کو دفع نہ کر سکتا ہو تو وہ معذور ہے اور اُسے اس بات پر

EmaanLibrary.com

مطمئن ہو جانا چاہئے کہ یہ تقدیر الٰہی (فیصلۂ الٰہی) ہے اور وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ صحیح حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

المؤمن القوی خیر وأحب الی اللہ من المؤمن الضعیف و فی کل خیر۔	"طاقت ور مومن کمزور مومن کے مقابلہ میں بہتر اور اللہ کو زیادہ پسند ہے اور بھلائی دونوں میں ہے۔"

انسان کو چاہئے کہ جو چیز نفع بخش ہے اس کی خواہش کرے۔ اللہ سے مدد طلب کرے اور کمزور بن کر نہ بیٹھا رہے۔ اگر مصیبت آپڑے تو یہ نہیں کہنا چاہئے کہ اگر میں ایسا کرتا تو ایسا ہوتا، بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ یہ تقدیر الٰہی ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ کیونکہ اگر مگر سے شیطان کو کام کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام بھی دشمن سے تحفظ کے لئے اسباب ووسائل استعمال کرتے تھے حالانکہ ان کی مدد وحی کے ذریعہ ہوتی تھی۔ اور اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرماتا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنگ کے موقع پر دو زرہیں پہن لی تھیں اور جنگِ احد میں مسلمانوں کو دشمنوں کے مقابلہ میں کھڑا کیا تھا اور عبد اللہ بن جبیرؓ کو ان کے رفقاء کے ساتھ ایک گھاٹی کے دہانہ پر مقرر کیا تھا اور انہیں ہدایت کی تھی کہ اس جگہ جمے رہو، اس کو چھوڑو نہیں یہاں تک کہ اگر تم دیکھ لو کہ پرندے ہمیں اچک رہے ہیں تب بھی ہماری مدد کے لئے نہ آنا، یا اگر ہمیں مال غنیمت جمع کرتے ہوئے دیکھ لو تو بھی ہمارے ساتھ شریک نہ ہونا۔ صبح کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے ساتھیوں کا غلبہ رہا، چنانچہ مشرکین کے سات یا نو جھنڈے گرا دیئے گئے اور جب وہ شکست کھا چکے تو ان کی سواریوں سے اسلحہ اور سامان گرنے لگا اور مسلمان اس پر قبضہ کرنے لگے۔ یہ دیکھ کر عبد اللہ بن جبیرؓ کے ساتھی پکار اٹھے مالِ غنیمت پر قبضہ کرو۔ ان کے امیر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یاد دلایا مگر انھوں نے

EmaanLibrary.com

امیر کی نافرمانی کی اور لوگوں کے ساتھ مال غنیمت جمع کرنے میں شریک ہو گئے۔ اس طرح مشرکین کے لشکر کو اس گھاٹی سے داخل ہونے کا موقع ملا جس کے نتیجہ میں ستر صحابہ شہید ہوتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک زخمی ہوا، نیز آپؐ کے دو دانت شہید ہو گئے اور مشرکین آپؐ کو مقتول سمجھ کر ایک گڑھے میں چھوڑ گئے۔

اس کے بعد صحابہؓ اس شکست کے اسباب پر غور کرنے لگے کہ آخر ایسا کیسے ہوا؟ وہ سمجھ رہے تھے کہ وہ اپنے ایمان کی وجہ سے اور رسول کے ساتھی اور حزب اللہ ہونے کی بنا پر کبھی مغلوب نہیں ہوں گے۔ اس سلسلہ میں یہ آیت نازل ہوئی:

اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ۔ (آل عمران - ۱۶۵)

"کیا جب تمہیں مصیبت پہونچی، حالانکہ اس سے دوگنی مصیبت تم (انہیں) پہنچا چکے ہو تو کہتے ہو کہ یہ کہاں سے آئی، کہو یہ تمہارے ہی ہاتھوں آئی ہے۔"

یعنی شکست کا سبب تمہاری اپنی کوتاہی ہے جو تم نے اپنے دفاع کے سلسلہ میں کی، نیز اس کی وجہ یہ ہے کہ تم نے رسول اور اپنے امیر کی نافرمانی کی۔

اس کے بعد صحابۂ کرام اسباب کا کافی خیال کرنے لگے۔ اس حقیقت کے پیش نظر کہ اللہ تعالیٰ نے نتائج کو اسباب سے مربوط کر رکھا ہے۔ اللہ کے رسول نے جو اللہ پر سب سے زیادہ توکل رکھنے والے ہیں جنگ میں دو زرہیں پہن لی تھیں۔

ایک مرتبہ آپؐ کا گذر ایک دیوار کے پاس سے ہوا جو جھک گئی تھی۔ آپؐ وہاں سے تیزی سے گذر گئے۔ دریافت کرنے پر آپؐ نے فرمایا، اچانک موت کا اندیشہ تھا ایک مرتبہ ایک جذامی ترکِ وطن کر کے آیا تو آپؐ نے اس کو واپس بھیجدیا، شہر میں داخل ہونے سے منع فرمایا اور اس سے کہا: "لوٹ جاؤ، ہم نے تمہاری بیعت قبول کر لی۔" نیز فرمایا: "مریض کو صحت مندوں کے درمیان نہ لایا جائے۔"

EmaanLibrary.com

قرآن کریم میں ارشاد ہوا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا خُذُوا حِذْرَكُمْ "اے ایمان والو! اپنے بچاؤ کا سامان کر و۔"

(النساء – ۷۱)

وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ ۔ (الانفال – ۶۰)

"اور جہاں تک تمہارے بس میں ہو طاقت اور بندھے ہوئے گھوڑے تیار رکھو تاکہ اس کے ذریعہ تم اللہ کے اور اپنے دشمنوں کو ہیبت زدہ کر سکو۔"

یہ سب اسباب کے ذریعہ بچاؤ کرنے کی مثالیں ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زبردست توکل کے باوجود اس قسم کی تدبیریں اختیار فرماتے تھے۔

عقیدۂ تقدیر میں غلو کرنے والے ایک حدیث کے ذریعہ استدلال کرتے ہیں صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

التقیٰ آدم وموسیٰ فقال موسیٰ انت آدم ابوالبشر خلقك الله بيده ونفخ فيك من روحه وعلمك اسماء كل شيئ فبما اخرجتنا ونفسك من الجنة فقال آدم انت موسیٰ رسول الله وكلمك الله تكليما وقد قرأت التوراة افلا وجدت فيها و عصى آدم ربه فغوىٰ ذالك قبل ان اخلق باربعين عاما

"آدم اور موسیٰ کی باہم ملاقات ہوئی تو موسیٰ نے کہا، آپ آدم ابوالبشر ہیں۔ آپ کو اللہ نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنی روح پھونک دی اور آپ کو ہر چیز کے نام سکھائے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ آپ نے اپنے آپ کو اور ہمیں بھی جنت سے نکلوایا؟ آدم نے جواب دیا تم موسیٰ ہو اللہ کے رسول۔ تم سے اللہ نے کلام کیا اور تم نے توراۃ پڑھی ہے کیا اسمیں یہ نہیں لکھا ہے کہ آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور بھٹک گیا۔ یہ بات میری پیدائش سے چالیس سال قبل لکھ دی گئی تھی۔ موسیٰ نے

EmaanLibrary.com

قال بلی قال: فلم تلومنی علی امر قدرہ اللہ علی۔ قال فحج آدم موسیٰ۔

کہا، جی ہاں! آدم نے کہا پھر ایسی بات پر مجھے کیوں ملامت کرتے ہو جو اللہ نے میرے لئے مقدر کی تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس طرح حجت میں آدم موسیٰ پر غالب آ گئے۔

یہ حدیث مشکل احادیث میں سے ہے اور ابن حجر نے فتح الباری میں اس حدیث کے سلسلہ میں متعدد اشکالات پیش کئے ہیں۔ سب سے بڑا اشکال یہ ہے کہ یہ حدیث قصۂ آدم سے متعلق نصِ قرآنی وَعَصَىٰ آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَىٰ (آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور بھٹک گیا) اور رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا (اے ہمارے رب ہم نے اپنی نفس پر ظلم کیا) کے خلاف پڑتی ہے۔ آدم نے اپنے رب کے سامنے یہ دلیل پیش نہیں کی کہ یہ تقدیر کا لکھا تھا بلکہ اپنے گناہ کا اعتراف کیا اور اپنے رب کے حضور توبہ کی۔ دوسرا اشکال یہ ہے کہ اس حدیث سے مسلکِ جبر کی تائید ہوتی ہے جو کتاب وسنت، اجماع صحابہ اور اسلافِ اُمّت کے خلاف ہے۔ مزید براں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا یہ ملاقات روحوں کی تھی جو دنیا میں ہوئی یا یہ ملاقات قیامت کے دن ہوگی جب کہ قبروں سے اُٹھایا جائے گا اور شرعی تکلیف ساقط ہوگی؟ یہ اور اس قسم کے دوسرے اعتراضات فتح الباری (ج ۱۱ ص ۴۰۶) میں کئے گئے ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ رسالہ الاحتجاج بالقدر میں فرماتے ہیں:

"عام طور سے لوگوں کا خیال ہے کہ آدم نے پہلے سے لکھی گئی تقدیر کو اپنے گناہ کے عذر کے طور پر پیش کیا۔ اس خیال کے نتیجہ میں انکے تین گروہ ہو گئے۔ ایک گروہ اس حدیث کا انکار کرتا ہے کیوں کہ یہ بات جیسا کہ معلوم ہے انبیاء کی تعلیم کے خلاف ہے۔ اس میں شک نہیں، کہ حدیث کا مفہوم یہ نہیں ہو سکتا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ کسی بھی پیغمبر

EmaanLibrary.com

اور اس کے متبعین کیطرف یہ بات ہرگز منسوب نہیں کی جا سکتی کہ انہوں نے تقدیر کو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرنے والوں کے لئے حجت بنا کر پیش کیا ہو گا۔ ان کا دامن یقیناً اس سے پاک ہے۔ اور دوسرے گروہ نے بالکل رکیک تاویلات کی ہیں مثلاً یہ کہ آدم کو غلبہ اس لئے ہوا کہ وہ باپ ہیں اور بیٹے کا یہ مقام نہیں کہ وہ باپ کی ملامت کرے بعض کا کہنا ہے کہ حضرت آدم نے توبہ کی تھی اس کے بعد ان کو ملامت کرنے کے کوئی معنی نہیں اور بعض کہتے ہیں اس معاملہ کی نوعیت دنیا و آخرت میں مختلف ہے۔

تیسرے گروہ نے اللہ اور رسول کے احکام کی خلاف ورزی کرنے والوں کی بے گناہی کے لئے اس حدیث کو بنیاد بنا لیا ہے، چنانچہ اس گروہ کا کوئی آدمی جب گناہ کا مرتکب ہوتا ہے تو وہ تقدیر کا عذر پیش کرنے لگتا ہے، لیکن جب دوسرا آدمی گناہ یا ظلم کا مرتکب ہوتا ہے تو وہ اس کے عذر کو تسلیم نہیں کرتا۔ ایسے ہی لوگ ظالم اور حد سے تجاوز کرنے والے ہیں۔"

ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ آدم حقیقتِ حال سے بے خبر نہیں کہ وہ تقدیر کا عذر پیش کریں کیوں کہ انہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ وہ ابلیس ہی تھا جس نے ان کو گناہ میں مبتلا کیا جس درخت سے انہیں روکا گیا تھا اس کے کھانے کی اسی نے ترغیب دی تھی۔ قرآن میں ارشاد ہوا ہے:

وَنَادَاهُمَا رَبُّهُمَا أَلَمْ أَنْهَكُمَا عَن تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَأَقُل لَّكُمَا إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِينٌ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ

"ان کے رب نے انہیں پکارا کیا میں نے تمہیں اس درخت سے روکا نہ تھا اور یہ کہا نہ تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔ دونوں نے عرض کیا اے ہمارے رب ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا اور اگر تو نے ہم سے درگذر نہ فرمایا اور رحم نہ کیا تو ہم ضرور

EmaanLibrary.com

تباہ ہو جائیں گے۔" (الاعراف - ۲۲-۲۳)

آدم نے گناہ سے توبہ کی اور معافی چاہی۔ اگر تقدیر کو دلیل بنانا مفید ہوتا تو آدم اس کو عذر بنا کر پیش کرتے اور توبہ استغفار نہ کرتے۔

امام خطابی رحؒ فرماتے ہیں:

"بہت سے لوگ قضا و قدر کا مطلب یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ نے جو، مقدر کر رکھا ہے اس پر بندہ کو عمل کرنے کے لیے وہ مجبور کر دیتا ہے۔ اور ارشادِ رسول "آدم موسیٰ پر حجت میں غالب آ گئے" کا مطلب بھی یہی سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب صرف یہ تبلانا ہے کہ اللہ کو لوگوں کے افعال، اُن کی کمائی اور ان کے قصداً وعمداً گناہوں میں مبتلا ہونے کا اُسے پیشگی عِلم ہے اور وہ جانتا ہے کہ لوگ اپنے اختیار سے یہ سب کچھ کریں گے اور ان کے خلاف حجت ان کے با اختیار ہونے ہی کی بنا پر قائم کی جائے گی اور اسی بنا پر وہ قابلِ ملامت قرار دیئے جائیں گے۔

حضرت موسیٰ کے مقابلہ میں حضرت آدم کی دلیل یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ کو پہلے سے معلوم تھا کہ آدم شیطان کے فریب میں آکر اپنی خواہش و رغبت اور اختیار سے درخت کے پھل کھائیں گے۔ پھر یہ کس طرح ممکن تھا کہ اس معاملہ میں اللہ کا عِلم غلط ثابت ہوتا۔؟"

دوسری حدیث میں جس سے عقیدۂ تقدیر میں غلو کرنے والے استدلال کرتے ہیں صحیحین کی ہے جسے ابن مسعودؓ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو مجسّم سچائی تھے فرمایا:

EmaanLibrary.com

ان احدکم یجمع خلقه فی بطن امه اربعین یوماً نطفة ثم یکون علقة مثل ذلك ثم یکون مضغة مثل ذلك ثم یرسل الله الیه الملك فیو مر باربع کلمات یکتب رزقه واجله وعمله وشقی او سعید فوالذی نفس محمد بیده ان احدکم لیعمل بعمل اهل الجنة حتی ما یکون بینه وبینها الا ذراع فیسبق علیه الکتاب فیعمل بعمل اهل النار فیدخلها وان احدکم لیعمل بعمل اهل النار حتی ما یکون بینه وبینها الا ذراع فیسبق علیه الکتب فیعمل بعمل اهل الجنة فیدخلها۔

"تم میں سے ہر ایک اپنی ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک ایک نطفہ کی شکل میں رہتا ہے پھر اتنے ہی دن جمے ہوئے خون کی شکل میں رہتا ہے۔ پھر اتنے ہی دن لوتھڑے کی شکل میں رہتا ہے پھر اللہ اس کے پاس فرشتہ کو بھیجتا ہے جس کو چار باتیں لکھنے کا حکم دیتا ہے، اس کا رزق، عمر، عمل، اور بدبخت یا نیک بخت ہونا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے تم میں سے کوئی شخص جنتیوں کا سا عمل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے اور اس پر نوشتہ تقدیر غالب آجاتا ہے اور وہ دوزخیوں کا سا عمل کرنے لگتا ہے اور بالآخر دوزخ میں داخل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح کوئی شخص دوزخیوں کا سا عمل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اسکے اور دوزخ کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے اور اس پر نوشتہ تقدیر غالب آجاتا ہے اور وہ جنتیوں کا سا عمل کرنے لگتا ہے اور بالآخر جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔"

بہت سے جہلا اور خاص طور سے وہ نوجوان جو تقدیر کی حقیقت سے ناآشنا ہیں اس حدیث کو دلیل بنا کر بحث کرنے لگتے ہیں۔ ان کے خیال میں وہ نیکی اور بدی

EmaanLibrary.com

کا اعتبار ہوتا ہے اور کسی معاملہ میں بھی اصل اہمیت رکھنے والی چیز اس کا خاتمہ ہوا کرتی ہے تقدیر کے لکھے جانے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ چوں کہ اللہ تعالیٰ کو اس شخص کی حالت کے بدل جانے کا علم پہلے سے تھا اس لیے اُس نے اُسے ارتداد پر آمادہ کیا اور بُرے خاتمہ تک پہنچایا، بلکہ وہ خود اپنے عمل اور اپنے اختیار سے اس حالت کو پہنچا۔

فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ وَلَا يَزِيدُ الْكَافِرِينَ كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ إِلَّا مَقْتًا وَلَا يَزِيدُ الْكَافِرِينَ كُفْرُهُمْ إِلَّا خَسَارًا۔ (فاطر - ۳۹)

"جو کفر کرے گا اس کے کفر کا وبال اسی پر ہوگا اور کافروں کا کفران کے رب کے نزدیک ناراضگی میں اضافہ ہی کا باعث ہوتا ہے اور کافروں کا کفر خسارہ میں اضافہ ہی کا موجب ہے۔"

جس لڑکے کو حضرت خضرؑ نے قتل کیا تھا، اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَأَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِينَا أَنْ يُرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَكُفْرًا فَأَرَدْنَا أَنْ يُبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِنْهُ زَكَاةً وَأَقْرَبَ رُحْمًا۔ (الکہف - ۸۰)

"رہا وہ لڑکا تو اُس کے والدین مومن تھے۔ ہمیں اندیشہ ہوا کہ یہ اپنے کفر اور سرکشی سے ان کو تنگ کریگا اس لئے ہم نے چاہا کہ ان کا رب اس کے بدلے ان کو ایسی اولاد دے جو اخلاق میں اس سے بہتر ہو اور جس سے صلہ رحمی بھی زیادہ متوقع ہو۔"

اسی طرح حدیث میں یہ جو کہا گیا ہے کہ "کوئی شخص دوزخیوں کا سا عمل کرتا رہتا ہے لیکن نوشتۂ تقدیر غالب آجاتا ہے اور وہ جنتیوں کے سے عمل کرنے لگتا ہے اور بالآخر جنت میں داخل ہو جاتا ہے، تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ ایک شخص کافر کے گھر پیدا ہوتا ہے اور کفر کی ہی حالت میں زندگی گذارتا ہے یہاں تک کہ جب وہ اپنی عمر کے آخری حصّہ کو پہنچ جاتا ہے تو اپنے رب کے حضور توبہ کرتا ہے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہے اور اسلام قبول کر کے دین پر اچھی طرح عمل پیرا ہو جاتا ہے۔ واجباتِ دین ادا

EmaanLibrary.com

نماز روزہ وغیرہ تمام عبادات کی پابندی کرتا ہے یہاں تک کہ اُس کا خاتمہ اُسی پر ہوتا ہے

قرآن کریم میں ہے:

اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا۔ (الانعام - ۱۲۲)

"کیا وہ شخص جو مُردہ تھا اور اُسے ہم نے زندگی بخشی اور ایک روشنی عطا کی جس کو لے کر وہ لوگوں میں چلتا ہے کیا وہ اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو تاریکیوں میں پڑا ہوا اور اس سے نکلنے والا نہیں ہے؟"

یہ آیت ایسے کافر کے بارے میں نازل ہوئی جو اسلام قبول کرتا ہے۔ حالتِ کفر میں وہ گویا مُردہ تھا اور تاریکیوں میں گم تھا۔ جب اُس نے اسلام قبول کیا تو اُسے زندگی کی نعمت عطا ہوئی اور تاریکیوں سے نکل کر وہ روشنی میں آگیا۔

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰۗـؤُهُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ۔ (البقرۃ - ۲۵۷)

"اللہ اہلِ ایمان کا رفیق ہے۔ وہ اُنہیں تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لاتا ہے اور کافروں کے رفیق طاغوت ہیں جو اُنہیں روشنی سے نکال کر تاریکیوں کی طرف لے جاتے ہیں۔"

غزوۂ احد کے موقع پر اصیرم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ صبح مشرکین کی جانب سے لڑ رہے تھے۔ اُنہوں نے اسلام قبول کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت میں لڑنے لگے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عمل قليلًا واجر كثيرًا

"عمل تھوڑا کیا اور اجر کثیر پایا۔"

ابوسعید کی مرفوع حدیث میں ہے:

ان الرجل يولد مؤمنا ويعيش مؤمنا ثم يموت كافرا ويعيش

"کوئی شخص مومن گھرانے میں پیدا ہوتا ہے اور زندگی بھر مومن رہتا ہے لیکن اس کی موت حالت کفر میں ہوتی

EmaanLibrary.com

الرجل یولد کافرًا و یعیش کافرًا ثم یموت مؤمنًا (احمد)

ہے اور دوسرا شخص کافر گھرانے میں پیدا ہوتا ہے زندگی بھر کافر رہتا ہے لیکن اسکی موت حالتِ ایمان پر ہوتی ہے۔"

یہ اس لئے کہ عمر کے آخری حصّہ کا اعتبار ہوتا ہے اور کسی بھی معاملہ میں اصل چیز اس کا خاتمہ ہوتا ہے۔ یہ کفر اور یہ ایمان اُس شخص کا فعل ہے اور یہ کام اُس نے اپنے اختیار سے کیا ہے۔ جس نے کفر کیا اُس کے کفر کا وبال اُسی کے سر ہے اور کافروں کا کفران کے رب کی ناراضگی ہی میں اضافہ کا باعث ہے اور کافروں کا کفران کی تباہی ہی میں اضافہ کا باعث ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ عَمِیَ فَعَلَیْهَا وَمَآ اَنَا عَلَیْكُمْ بِحَفِیْظٍ (الانعام - ۱۰۴)

"تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے بصیرت کی باتیں آچکی ہیں۔ اب جو بینائی سے کام لے گا وہ اپنا ہی بھلا کریگا اور جو اندھا بنا رہیگا وہ اپنا ہی نقصان کریگا۔ اور میں تم پر نگراں نہیں ہوں۔"

اللہ تعالیٰ نے موت وحیات کو اس لئے پیدا کیا ہے تاکہ وہ آزمائے کہ تم میں عمل کے اعتبار سے کون سب سے بہتر ہے۔ اس نے انسان کو پیدا کیا اور اس کو سننے دیکھنے اور سمجھنے کی قوتیں عطا کیں تاکہ وہ اپنے بھلے بُرے کو پہچان سکے۔ اُس نے جس طرح انسان کو پیدا کیا اُسی طرح شیطان کو بھی پیدا کیا تاکہ اس کے ذریعہ امتحان لے کہ کون اپنے رب کی اطاعت کرتا ہے اور کون شیطان کا پیرو بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَیْهِمْ اِبْلِیْسُ ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوْهُ اِلَّا فَرِیْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَمَا كَانَ لَهٗ عَلَیْهِمْ

"اور واقعی ابلیس نے ان کے بارے میں اپنا گمان صحیح پایا اور اُنھوں نے اسی کی پیروی کی بجز مومنوں کے گروہ کے۔ ابلیس کا اُن پر کوئی تسلط نہ تھا مگر

EmaanLibrary.com

مِن سُلْطَانٍ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يُّؤْمِنُ بِالْاٰخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِيْ شَكٍّ وَ رَبُّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظ۔ (السبا۔۲۰-۲۱)

ہم یہ دیکھنا چاہتے تھے کہ کون آخرت پر ایمان رکھتا ہے اور کون اس کی طرف سے شک میں پڑا ہوا ہے اور تمہارا رب ہر چیز پر نگراں ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بتلایا ہے کہ ابلیس کو پیدا کرنے کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو آزمایا جائے اور اُن کا امتحان لیا جائے کہ اُن کا ایمان کہاں تک دُرست ہے۔ اس امتحان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ دیکھنا چاہتا ہے کہ کون ایمان لاکر اپنے رب کا اطاعت گذار بنا اور کون آخرت کے لئے کام کرتا ہے اور کون آخرت کے بارے میں شک و ریب میں مبتلا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جب کہ اعمال نامے پیش کئے جائیں گے اپنے بندوں کو آگاہ فرمائے گا کہ:

یاعبادی انما ھی اعمالکم احصیھا علیکم ثم اوفیکم ایاھا فمن وجد خیرا فلیحمد اللہ ومن وجد غیر ذلک فلا یلومن الا نفسہ۔

"اے میرے بندو! یہ تمہارے اعمال ہیں جن کو میں شمار کرتا ہوں پھر اس کا تمہیں پورا پورا بدلہ دوں گا لہٰذا جو کوئی بھلائی کو پائے وہ اللہ کا شکر ادا کرے اور جو کوئی دوسری چیز کو پائے وہ اپنے ہی نفس کو ملامت کرے۔"

لہٰذا جو شخص بھی دوزخ میں داخل ہوگا وہ اپنے عمل کی بنا پر اپنے کو دوزخ کا مستحق سمجھ رہا ہوگا۔

وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ (الملک۔۱۰-۱۱)

"وہ کہیں گے کہ اگر ہم سنتے یا سمجھتے تو بھڑکتی ہوئی آگ والوں میں شامل نہ ہوتے۔ اس طرح وہ اپنے جرم کا اعتراف کریں گے تو لعنت ہے اُن دوزخیوں پر۔"

EmaanLibrary.com

تقدیر کو عُذر بنا لینا غلط ھے

قضاء و قدر کے معاملہ میں اہلِ سُنت کا طریقہ یہ ہے کہ اس پر ایمان لایا جائے، نیز اس بات پر کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے، وہ جو چاہے کر گذرتا ہے۔ اُس نے جو چاہا ہوا جو نہیں چاہا نہیں ہوا۔ وہ قضاء و قدر پر ایمان رکھتے ہیں اور اُسے عذر نہیں بناتے۔ جو شخص تقدیر کو عذر بنالیگا اُس کا یہ عذر اس کے رب کے نزدیک مردُود ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے قضاءُ قدر پر ایمان لانا ضروری قرار دیا ہے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا فیصلہ اُن پر مُسلّط کر دیا ہے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان تقدیروں کے لئے اسباب پیدا کر دیئے ہیں۔ دُعا، صدقہ، دَوا، احتیاط اور عزم و حزم جیسی چیزوں سے تقدیر ٹل سکتی ہے۔ یہ سب چیزیں حتیٰ کہ نادانی و دانشمندی بھی قضاء و قدر میں شامل ہیں۔ دُعائے قنوت میں ہے:

اَللّٰھُمَّ اھْدِنَا فیمن ھدیت وعافنا فیمن عافیت وتولنا فیمن تولیت وبارك لنا فیما اعطیت وقنا واصرف عنا شر ما قضیت۔

"اے اللہ! ہمیں ہدایت سے نواز اور ہدایت یافتہ لوگوں کے زمرہ میں شامل فرما۔ ہمیں عافیت عطا کر اور جن کو تونے عافیت عطا کی ان کے زمرہ میں شامل فرما۔ ہمیں اپنا دوست بنا اور جن لوگوں کو تونے دوست بنایا ان کے زمرہ میں شامل فرما اور تونے جو کچھ ہمیں عطا فرمایا ہے اسمیں برکت دے اور اپنے فیصلہ کے شر سے ہمیں بچا اور محفوظ رکھ۔"

اگر دعاء قضاء و قدر کے شر کو نہ ٹالتی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسے اُمت کے لئے مشروع نہ فرماتے، اس کی تائید حضرت سلمان کی حدیث سے ہوتی ھے جسے ترمذی نے

EmaanLibrary.com

روایت کیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لایرد القدر الا الدعاء و لایزید فی العمر الا البر وان الصدقۃ لتدفع میتۃ السوء۔

"تقدیر کو دعا ہی ٹال سکتی ہے اور عمر میں اضافہ نیکی ہی کے ذریعہ ہو سکتا ہے اور صدقہ بری موت سے بچاتا ہے۔"

اس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا ہے کہ تقدیر ان اسباب سے ٹل سکتی ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے رفع کرنے اور دور کرنے کے لئے مشروع کیا ہے اس لئے اسے لوگوں پر جبر نہیں قرار دیا جا سکتا۔ فرشتہ کا نوشتہ تقدیر کا لکھنا جب کہ بچہ شکم مادر میں ہوتا ہے۔ اور اس نوشتہ میں بچہ کی عمر، عمل اور اس کے نیک بخت یا بدبخت ہونے کا اندراج اسی قبیل سے ہے کیونکہ اس نوشتہ میں اللہ کے اذن سے تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ جو چاہتا ہے مٹاتا ہے اور جو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے اور اس کے پاس "ام الکتاب" ہے

حضرت عمرؓ سے یہ دعا منقول ہے:

اللھم ان کنت کتبتنی فی ام الکتاب شقیا فامحنی واثبتنی سعیدا فانک تمحوا ما تشاء و تثبت وعندک ام الکتاب۔

"اے اللہ! اگر تو نے ام الکتاب میں مجھے بدبخت لکھا ہے تو اسے مٹا دے اور نیک بخت لکھ کہ جو تو چاہتا ہے مٹاتا ہے اور جو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے اور تیرے پاس ام الکتاب ہے۔"

بعض لوگ سستی کرتے ہیں اور قضاء و قدر پر بھروسہ کر کے دعا سے بے اعتنائی برتتے ہیں اور کہتے ہیں اگر یہ کام مقدر میں ہے تو ضرور ہوگا چاہے میں اس کے لئے دعا کروں یا نہ کروں، یہ سراسر غلط ہے کیونکہ دعا عبادت ہے بلکہ عبادت کا مغز ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے اسی لئے مشروع کیا ہے کہ دعا کرنے والے کے لئے یہ باعث ثواب ہو اور اسے شرف قبولیت عطا فرمائے۔ دعا اللہ کی محبوب چیز ہے، اس کے نزدیک دعا سے بڑھ

EmaanLibrary.com

کر شرف رکھنے والی چیز کوئی نہیں۔ دعا مومن کا ہتھیار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض محبوب و مطلوب چیزوں کا حصول اللہ تعالیٰ نے دعا پر موقوف کر رکھا ہے اور ان کے سلسلہ میں کامیابی دعا ہی کے ذریعہ ہو سکتی ہے اس کے بغیر نہیں۔ جب بندہ اپنے رب سے ان چیزوں کو مانگتا ہے تو اُسے حاصل ہوتی ہے اور اگر نہیں مانگتا تو اُسے حاصل نہیں ہوتیں۔ یہ سب باتیں قضاء و قدر میں شامل ہیں۔ البتہ جو باتیں اللہ کے علم میں ہیں ان میں نہ کوئی تبدیلی ہوتی ہے اور نہ تغیر، کیونکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ فلاں بات اس طرح ہو گی اور فلاں وقت ہو گی۔ اس کے اس علم میں کسی تبدیلی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، بخلاف نوشتہ کے جو فرشتہ کے ہاتھ میں ہوتا ہے یا جو تحریر لوحِ محفوظ میں ہے اس میں اس سنتِ الٰہی کے مطابق تبدیلی ہو سکتی ہے جو تقدیر کو دفع کرنے کے سلسلہ میں اللہ نے جاری کر رکھی ہے۔ اس کی مثال حضرت عمرؓ کا یہ ارشاد ہے کہ:

نفر من قدر الله الى قدر الله۔

"ہم تقدیرِ الٰہی سے تقدیرِ الٰہی ہی کی طرف بھاگ رہے ہیں۔"

اللہ تعالیٰ نے تو مشرکین کی طرف یہ بات منسوب فرمائی ہے کہ وہ تقدیر کو بہانا بنا کر پیش کرتے ہیں:

لَوْ شَاءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَیْءٍ نَّحْنُ وَلَا اٰبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَیْءٍ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ۔ (النحل - ۳۵)

"اگر اللہ چاہتا تو ہم اُس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرتے، نہ ہم اور نہ ہمارے آباء و اجداد اور نہ ہم اس کے بغیر کسی چیز کو حرام ٹھہراتے۔ یہی روش ان سے پہلے کے لوگوں نے اختیار کی تھی تو رسول پر واضح طور سے پیغام پہنچا دینے کے سوا اور کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔"

EmaanLibrary.com

اسکی تردید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے بتلایا کہ اللہ کا یہ طریقہ نہیں کہ وہ اللہ وحدہٗ کی عبادت کرنے اور اس کے ماسوا کسی کی عبادت نہ کرنے پر لوگوں کو مجبور کردے کیونکہ یہ سب باتیں انسان کے اپنے عمل پر موقوف ہیں اور اُسے پورا اختیار دیدیا گیا ہے۔

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ۔ (الکہف - ۲۹)

"کہو یہ حق ہے تمہارے رب کی طرف سے۔ اب جس کا جی چاہے ایمان لے آئے اور جس کا جی چاہے انکار کر دے۔"

فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اِلَّا مَقْتًا وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ اِلَّا خَسَارًا۔ (فاطر - ۳۹)

"جو کفر کریگا اُس کے کفر کا وبال اُسی پر ہوگا اور کافروں کا کفر ان کے رب کے نزدیک ناراضگی میں اضافہ ہی کا باعث ہے اور کافروں کا کفر خسارہ میں اضافہ ہی کا موجب ہے۔"

رسولوں کا کام تو صرف ہدایت و دعوت کو بندگانِ خدا تک پہنچا دینا ہے۔

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ (النحل - ۳۶)

"اور ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا کہ اللہ ہی کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو تو ان میں سے کچھ لوگوں کو اللہ نے ہدایت بخشی اور کچھ لوگوں پر گمراہی مسلط ہو کے رہی۔"

فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ (الشوریٰ - ۷)

"ایک گروہ جنت میں جائیگا اور ایک گروہ دوزخ میں۔"

جو لوگ تقدیر کو عذر بنا لیتے ہیں اُنہیں "جبریہ" کہا جاتا ہے۔ ان میں سے بعض کا قول ہے، لا یغنی حذر عن قدر (تقدیر کے آگے احتیاط کام نہیں دیتی) لیکن یہ بات علی الاطلاق صحیح نہیں ہے کیوں کہ بعض اوقات احتیاط سے تقدیر ٹل جاتی ہے۔ قرآن نے

EmaanLibrary.com

تبلایا ہے کہ کن چیزوں کے ذریعہ فائدہ حاصل کیا جا سکتا ہے اور کن چیزوں کے ذریعہ نقصان کو دُور کیا جا سکتا ہے۔ ارشادِ باری ہے:

یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَکُمْ "اے ایمان والو! اپنے بچاؤ کا سامان کر لو۔"

(النساء - ۱۷)

اسی طرح حضرت عمرؓ نے فرمایا:

نفر من قدر اللّٰہ الی قدر اللّٰہ۔ "ہم تقدیرِ الٰہی سے تقدیرِ الٰہی ہی کی طرف بھاگتے ہیں۔"

آپ نے یہ بات اس موقع پر ارشاد فرمائی جب کہ طاعون کی وجہ سے آپ کے اور صحابہ کے شام میں داخل نہ ہونے کا مسئلہ پیدا ہو گیا تھا، چنانچہ آپ نے اعلان فرمایا:

"میں صبح واپس روانہ ہو جاؤں گا۔" لوگوں نے بھی واپسی کی تیاری کر لی لیکن ابوعبیدہ بن جراح نے کہا: "اے عمر! کیا آپ تقدیرِ الٰہی سے فرار اختیار کرتے ہیں؟" آپ نے فرمایا: "ہاں ہم تقدیرِ الٰہی سے تقدیرِ الٰہی ہی کی طرف فرار اختیار کرتے ہیں۔"

اور قرآن کریم نے ہدایت کی ہے کہ اپنے بچاؤ کی صورت اختیار کی جائے جس کا تقاضہ یہ ہے کہ آدمی تقدیر پر تکیہ کئے نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَکُمْ "اے ایمان والو! اپنے بچاؤ کا سامان کر لو۔"

(النساء - ۱۷)

وَاَعِدُّوْا لَھُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّۃٍ۔ (الانفال - ۶۰) "اور جہاں تک ہو سکے اُن کے مقابلہ کے لئے طاقت فراہم کر لو۔"

اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اسباب کو نتائج سے مربوط کر رکھا ہے۔ لہٰذا قصور قضا و قدر کا نہیں بلکہ لوگوں کا اپنا قصور ہے۔

EmaanLibrary.com

مَا اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَ مَا اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ ۔ (النساء - ۷۹)

"تمہیں جو بھلائی پہنچتی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو تکلیف پہنچتی ہے وہ تمہارے نفس کی طرف سے ہے۔"

علامہ ابن قیم نے کیا خوب کہا ہے:

وعند مراد اللہ تفنیٰ کمیت
جب اللہ کا کام ہوتا ہے تو اس طرح غائب ہو جاتے ہو کہ گویا مُردہ ہو۔

وعند مراد النفس تسدی وتلحم
اور جب اپنے مطلب کی بات ہوتی ہے تو تندرست و توانا ہو جاتے ہو۔

وعند خلاف الامر تحتج بالقضاء
جب بات اپنے خلاف پڑتی ہے تو تقدیر کا بہانہ بنا لیتے ہو۔

ظہیرًا علی الرحمٰن للجبر تزعم
اور اپنے کو مجبور قرار دے کر رحمٰن کے خلاف باتیں کرتے ہو۔

تنزہ منك النفس عن سوء فعلھا
اپنے نفس کو بُرائی سے پاک قرار دیتے ہو

وتعتب اقدار الالہ وتظلم
اور تقدیر الٰہی کو ملامت کرتے ہو اور ظلم کرتے ہو

وتفھم من قول الرسول خلاف ما
اقوال رسول کا ایسا مطلب سمجھتے ہو جو رسول کی مراد نہیں ہے۔

اراد لان القلب منك معجم
محض اس وجہ سے کہ تمہارا دل غلط مطلب اخذ کرنا چاہتا ہے۔

بطئ عن الطاعات اسرع للخنا
طاعت کے کاموں میں سُست ہو،

من السیل فی مجراہ لا یتقسم
مگر باتیں بنانے میں اس سیلاب سے بھی زیادہ تیز جو منقسم ہوئے بغیر بہہ رہا ہو۔

وتزعم مع ھذا بانك عارف
اس کے باوجود اس زعم میں مبتلا ہو کہ تم جاننے والے ہو

کذبت یقینًا فی الذی انت تزعم
یقینًا اپنے اس زعم میں تم جھوٹے ہو۔

EmaanLibrary.com

وما انت الا جاهل ثم ظالم ‏ ‏ ‏ ‏ وانك بين الجاهلين مقدم

تم جاہل بھی ہو اور ظالم بھی ‏ ‏ ‏ ‏ بلکہ تم جاہلوں میں پیش پیش ہو

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

"توکل اس صورت میں ہوگا جب کہ اسباب کو اختیار کیا جائے۔ اگر توکل کا دعوی کر کے اسباب کو ترک کر دیا جائے تو یہ شریعت سے جہالت یا عقل کی خرابی کا ثبوت ہوگا۔ توکل کا محل دل ہے اور اسباب کا محل اعضاء وجوارح ہیں اور انسان اسباب کو اختیار کرنے پر مامور ہے"۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا خُذُوا حِذْرَكُمْ ‏ ‏ ‏ ‏ اے ایمان والو! اپنے بچاؤ کا سامان کرو۔

اور فرمایا:

وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ ‏ ‏ ‏ ‏ اور جہاں تک تمہارے بس میں ہو ان کے مقابلے کے لئے طاقت فراہم کرو۔

اور فرمایا:

فَامْشُوا فِي مَنَاكِبِهَا وَكُلُوا مِنْ رِزْقِهِ ‏ ‏ ‏ ‏ زمین کے بلند راستوں پر چلو اور اللہ کا رزق کھاؤ

اور اپنے نبی لوطؑ سے فرمایا:

فَأَسْرِ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِنَ اللَّيْلِ ۔ ‏ ‏ ‏ ‏ تم اپنے اہل وعیال کو لے کر کچھ رات رہے نکل جاؤ

اور اپنے نبی موسیٰؑ سے فرمایا:

فَأَسْرِ بِعِبَادِي لَيْلًا إِنَّكُمْ مُتَّبَعُونَ ‏ ‏ ‏ ‏ راتوں رات میرے بندوں کو لے کر نکل جاؤ تم لوگوں کا پیچھا کیا جائے گا۔"

واضح ہوا کہ رسولوں کا دین یہ تھا کہ وہ قضاء وقدر پر ایمان کے ساتھ عمل بھی کرتے تھے اور حکم بھی دیتے تھے انبیاء علیہم السلام اور ان کے متبعین تقدیر کے ذریعہ تقدیر سے

EmaanLibrary.com

لڑتے تھے اور تقدیر کے مقابلہ میں امر کو فیصلہ کن بناتے تھے اور کہتے تھے کہ تقدیر عمل سے نہیں روکتی اور نہ اُس پر بھروسہ کر کے بیٹھے رہنا صحیح ہے ۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :

اعملوا فکل میسر لما خلق لہ۔ "عمل کرو کیوں کہ جس شخص کو جس کام کے لئے پیدا کیا گیا ہے اسکے لئے وہ کام آسان کر دیا گیا ہے۔"

یہ طریقہ ہے رسول کا، صحابہ کرام کا اور علمائے اہلسنت والجماعت کا جو عزم وحزم کے ساتھ اس طرح کام کرتے تھے کہ گویا عمل کے سوا کوئی چیز ان کو نجات بخشنے والی اور سعادت سے ہم کنار کرنے والی نہیں ہے پھر وہ اپنے رب پر توکل بھی کرتے تھے ۔

جب حضرت عمرؓ کی خدمت میں ایک چور کو پیش کیا گیا تو آپ نے پوچھا تم نے چوری کیوں کی ۔ اُس نے جواب دیا تقدیر الٰہی نے مجھے چوری کرنے پر آمادہ کیا ۔ آپ نے فرمایا میں بھی تقدیر الٰہی کے مطابق تمہارا ہاتھ کاٹتا ہوں ۔ چنانچہ آپ کے حکم سے اُسکا ہاتھ کاٹا گیا ۔

کوئی انسان بھی کسی نقصان کی صورت میں جو اُسے یا اُس کے اہل وعیال یا اُس کے مال کو پہنچے تقدیر کا عذر قبول نہیں کرتا ۔ اگر کوئی شخص کسی پر زیادتی کرتا ہے مثلاً اُس کو مارتا ہے یا اُس کا مال چھین لیتا ہے ، اُس کی بے عزتی کرتا ہے اور پوچھنے پر کہتا ہے کہ تقدیر نے مجھے یہ کام کرنے پر مجبور کیا تھا تو اس کا یہ عذر قبول نہیں کیا جائے گا ۔ پھر اللہ کی نافرمانی اور محرمات کا ارتکاب کرنے کے معاملہ میں اس کا یہ عذر کس طرح قبول کیا جا سکتا ہے ۔؟

قصور قضاء وقدر کا نہیں بلکہ اس شخص کا اپنا ہے ۔ جب صحابہ کرامؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تقدیر کے بارے میں پوچھا کہ کیا اس کی وجہ سے عمل ترک کرنا جائز ہے تو آپؐ نے فرمایا :

اعملوا فکل میسر لما خلق لہ "عمل کرو کیوں کہ جو شخص جس کام کے لئے پیدا

EmaanLibrary.com

کیا گیا ہے اُسکے لئے اس کام کو آسان بنا دیا گیا ہے"

اسی لیۓ صحابۂ کرام کہا کرتے تھے کہ ہمیں جب قضاء وقدر کی حقیقت معلوم ہو گئی تو ہم عمل کا زیادہ اہتمام کرنے لگے۔ اُنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! یہ دوائیں جن سے ہم علاج کرتے ہیں، یہ منتر جن کو ہم استعمال کرتے ہیں اور یہ احتیاطی تدابیر جو ہم اختیار کرتے ہیں کیا ان سے تقدیر الٰہی ٹلتی ہے؟ آپؐ نے فرمایا" یہ بھی تقدیر الٰہی میں شامل ہے۔ جو شخص اپنے بھائی کو کوئی فائدہ پہنچا سکتا ہو وہ ضرور پہنچائے" اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالٰی نے اسباب اور نتائج دونوں کو پیدا کیا ہے اور ایک چیز کو دوسرے کا سبب بنایا ہے، اسی لیۓ آپؐ نے فرمایا ہے" علاج کرو لیکن حرام چیز کے ذریعہ نہیں"۔ نیز فرمایا۔

ان اللہ لم ینزل من داء الا ولہ دواء علمہ من علمہ وجھلہ من جھلہ الا الموت۔

"اللہ نے کوئی ایسی بیماری پیدا نہیں فرمائی جس کی دوا نہ پیدا کی ہو بجز موت کے۔ جس کو (اس دوا کا) علم ہوا ہوا اور جس کو نہیں ہوا نہیں ہوا۔"

کسی شاعر نے کہا ہے:

ماانت باالسبب الضعیف وانما — نجح الامور بقوۃ الاسباب

اسباب کو اختیار کر کے تم کمزور نہ ہو گے — کیوں کہ اسباب ہی کی طاقت سے کام انجام پاتے ہیں

تقدیر پر بھروسہ کر کے بیٹھ جانا انسان کے لئے سب سے زیادہ مُضر ہے

کتنے ہی لوگ اپنے ناکارہ پن کو توکل کا نام دیتے ہیں اور اپنی بد عملی کو قضاء و قدر پر محمول کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی اگر ترکِ نماز پر گرفت کی جائے یا اُنہیں نشہ آور چیزیں پینے سے منع کیا جائے تو وہ یہ عذر پیش کرنے لگتے ہیں کہ یہ ہمارے مقدر میں لکھا ہے

EmaanLibrary.com

کسی کا قول ہے: "فرائض ترک کرنے پر قدری بن جاتا ہوں اور کفر و منکرات کے ارتکاب پر جبری بن جاتا ہوں۔"

نبی صلی اللہ علیہ وسلم عجز اور کسل مندی سے اللہ کی پناہ مانگا کرتے تھے۔ کسی کا قول ہے کہ "عجز اور کاہلی دونوں کے جمع ہو جانے کا لازمی نتیجہ محرومی ہے۔" مذموم عجز کی ایک شکل یہ ہے کہ بیماری کو دور کرنے اور وبار کو روکنے کے لئے جو دوائیں تجربہ سے مفید ثابت ہوتی ہیں ان کو بتقاضائے توکل استعمال نہ کیا جائے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کرنے کے ساتھ اس کی ضرورت کی تمام چیزوں مثلاً کھانے پینے کی اشیاء نیز لباس، دوائیں وغیرہ بھی پیدا فرمائی ہیں۔ ہر قسم کی جڑی بوٹیاں اور دوائیں جنہیں اطباء مریضوں کے علاج اور بیماریوں سے بچانے کیلئے استعمال کرتے ہیں وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی چیزیں ہیں۔ ان چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی زمین میں اس لئے پیدا فرمایا ہے کہ اس کے بندوں کے حق میں وہ نفع بخش اور باعث رحمت ہوں۔ اس سے دواؤں کی ہر قسم کو کسی نہ کسی مرض کے ازالہ اور اس سے شفایابی کے لئے خاص کر دیا ہے۔

لہٰذا جہاں مرض تقدیر الٰہی میں شامل ہے وہاں دوا بھی شامل ہے جس کو حصولِ شفار کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔ وہ لوگ تقدیر کو تقدیر پر مسلط کرتے تھے اور تقدیر کے ذریعہ تقدیر سے بچتے تھے۔ وہ ناگوار اور کڑوی دوا تکلیف میں مبتلا ہونے کے اندیشہ سے بچتے تھے اور اُن کی زبان پر یہ شعر ہوتا تھا۔

نحن فی دار بلیات ——— نعالج اناتا بآفات

ہم آزمائشوں کے گھر میں ہیں ——— اور آفتوں کا مقابلہ آفتوں سے کرتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر سننے، دیکھنے اور سمجھنے کی قوتیں ودیعت کی ہیں تاکہ اُس کے ذریعہ وہ اپنی صلاحیتوں کو پروان چڑھائے اور ان سے فائدہ اٹھائے

EmaanLibrary.com

نیز اپنی صحت اور اپنے جسم کی حفاظت کے لئے اُن کو استعمال کرے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا ایک پہلو یہ ہے کہ آپؐ دوا استعمال کرتے تھے اور اپنے گھر والوں اور صحابہ میں سے جو بیماری میں مبتلا ہوتے انہیں دَوا استعمال کرنے کی ہدایت کرتے اور فرماتے

عباد اللّٰہ تداووا فان اللّٰہ لم ینزل من داء الا و انزل لہ شفاء۔

"اللہ کے بندو! دَوا استعمال کرو کیوں کہ اللہ نے کوئی مرض ایسا نہیں پیدا کیا جس کی دَوا نہ پیدا کی ہو۔"

لہٰذا مباح دوا کو استعمال کرنا اور اپنے بچاؤ کے سلسلہ میں مفید تدابیر اختیار کرنا توحید کا اثبات کرنے کے مترادف ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اس کی تائید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اسباب کو اختیار کرنے کی مذمت کرنا شریعت پر اعتراض کرنا ہے اور اسباب سے اعراض کرنا عقل کی خرابی ہے کیوں کہ اللہ کے رسول نے امت کے لیے جس بات کو بھی مشروع کیا ہے اور جس چیز کا بھی حکم دیا ہے وہ دین میں داخل ہے اور اس کی اتباع واجب ہے۔"

وعاجز الرأی مضیاع لفرصتہ حتی اذا فات امر عاتب القدرا

جو شخص عقل سے کام نہیں لیتا وہ وقت ضائع کرتا ہے۔ اور جب موقع ہاتھ سے نکل جاتا ہے تو تقدیر کو ملامت کرنے لگتا ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہوا ہے:

وَقُلِ اعْمَلُوا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ وَسَتُرَدُّونَ إِلَىٰ عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُم

"ان سے کہو، عمل کرو۔ اللہ اور اس کا رسول اور اہل ایمان تمہارے عمل کو دیکھیں گے اور تم عنقریب غائب و حاضر کے جاننے والے کے حضور پیش کئے

EmaanLibrary.com

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۔ (التوبہ - ۱۰۵) جاؤ گے ۔ پھر وہ تمہیں تبلائے گا کہ تم کیا کرتے رہے ہو۔"

بس اللہ تعالیٰ نیکوکار کو اس کی نیک روی کا بدلہ دیگا اور بدعمل کو اس کی برائی کا بدلہ دے گا۔ اللہ اپنے بندوں کے حق میں ظالم نہیں ہے۔

وَاَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِىْ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ اِنَّمَا اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۔

(النمل - ۹۲-۹۳)

"اور یہ کہ میں قرآن پڑھ کر سناؤں۔ اب جو ہدایت اختیار کریگا وہ اپنے ہی فائدہ کے لئے اختیار کریگا اور جو گمراہی اختیار کریگا اس سے کہدو کہ میں تو بس خبردار کرنے والا ہوں۔ اور کہو حمد اللہ ہی کیلئے ہے۔ وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھائے گا اور تم اُنہیں پہچان لوگے اور تمہارا رب تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں ہے۔"

عقیدہ قضاء و قدر کے بارے میں نصاریٰ کا مسلمانوں پر اعتراض

عقیدہ قضاء و قدر کے بارے میں نصاریٰ نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بہت سے اُلٹے سیدھے اعتراضات وارد کئے ہیں جو اُن کی بدگمانیوں کا نتیجہ ہیں کیوں کہ اُنھوں نے اس مسئلہ کو حدود الٰہی کے اندر رکھ کر اور اس حقیقت کو سامنے رکھ کر سمجھنے کی کوشش نہیں کی جس پر مسلمان ایمان رکھتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ مسلمان اپنے عقیدہ قضاء و قدر ہی کی وجہ سے فقر و فاقہ میں مبتلا ہیں اور جنگی و سیاسی لحاظ سے تمام قوموں سے پیچھے ہیں۔

ان کے خیال میں مسلمان عقیدہ جبر کو مانتے ہیں۔ یعنی اس بات کے قائل ہیں کہ

EmaanLibrary.com

انسان اپنے تمام افعال میں مجبور محض ہے۔ وہ اس خیال خام میں مبتلا ہیں کہ مسلمان اپنے کو معلق کی طرح خیال کرتے ہیں جیسے ہوائیں جدھر چاہتی ہیں اُلٹ پلٹ کر دیتی ہیں۔ ان کے پاس نہ کوئی طاقت ہے اور نہ اختیار اور جو کچھ ہو رہا ہے وہ ایک قوتِ جابرہ اور قدرت قاہرہ کی کارفرمائی کا نتیجہ ہے۔ اس عقیدہ کے نتیجہ میں اگر ان کی قوتیں معطل ہو گئی ہوں، اللہ کی عطا کردہ قوتوں اور صلاحیتوں سے اگر وہ فائدہ نہ اُٹھا رہے ہوں، ان کے اندر سعی و جہد اور کسب و محنت کیلئے اگر کوئی محرک نہ رہا ہو، ان کا وجود اگر عدم کے برابر رہ گیا ہو، عزت و قوت اگر ان کے ہاتھ سے چھین لی گئی ہو اور اگر ان پر کمزوری اور ذلت کا غلبہ ہو گیا ہو تو اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں۔ غرض اس عقیدہ ہی کو مسلمانوں کی ذلت و رسوائی کا اصل سبب قرار دیتے ہیں۔

یہ ہے مسلمانوں کے بارے میں کافروں کا تصور۔ اس تصور کی تائید وہ کم عقل عرب کر رہے ہیں جو نصاریٰ کی تقلید کے شائق ہیں اور ان کی باتوں کو صحیح سمجھتے ہیں۔ وہ ان ہی کی سی باتیں کرتے ہیں اور سایہ کی طرح ان کے پیچھے چلتے رہتے ہیں۔

درحقیقت وہ اللہ اور اس کے بندوں کی طرف جھوٹی باتیں منسوب کر رہے ہیں کیونکہ آج کے زمانہ میں کوئی صحیح العقیدہ مسلمان ایسا نہیں پایا جاتا جو جبر محض کا قائل ہو اور اس بات پر یقین رکھتا ہو کہ وہ یا دوسرے لوگ بے اختیار ہیں۔ اگر کوئی ایسا مسلمان ہے تو اس کا شمار دیوانوں میں کیا جائیگا۔

صحابہؓ کے زمانہ سے آج تک مسلمانوں کے تمام فرقے یہ اعتقاد رکھتے چلے آئے ہیں کہ انسان قدرت و اختیار رکھتا ہے اور اس کی قدرت اس کی تقدیر پر قوتوں اور طبیعتوں کی تاثیر کے مطابق اثر انداز ہوتی ہے جسے کسب و اختیار کہا جاتا ہے اور یہی شرعی ذمہ داری کی اصل بنیاد ہے جس پر جزا و سزا، جنت کی کامیابی اور جہنم سے نجات کا معاملہ

EmaanLibrary.com

موقوف ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَقُلِ اعْمَلُوا فَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ وَسَتُرَدُّونَ إِلَىٰ عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ۔ (التوبہ - ۱۰۵)

"ان سے کہو، عمل کرو۔ اللہ اور اس کا رسول اور اہل ایمان تمہارے عمل کو دیکھیں گے۔ اور تم عنقریب غائب و حاضر کے جاننے والے کے حضور پیش کئے جاؤ گے۔ پھر وہ تمہیں بتلائے گا کہ تم کیا کرتے رہے ہو"

مسلمان اس بات پر اعتقاد رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو انہیں قوت اور اختیار عطا فرمایا ہے اس کا حساب ان سے لیا جائیگا۔ جن باتوں کے کرنے کا حکم اس نے دیا ہے، اور جن باتوں سے روکا ہے ان کی بجا آوری کا اُن سے مطالبہ ہے۔ اگر انہوں نے نیک روی اختیار کی تو یہ ان کے لئے مفید ہوگا اور اگر برا طرزِ عمل اختیار کیا تو اس کا نقصان بھی اُن ہی کو اٹھانا پڑیگا۔ وہ ہر اس شخص کو قابلِ ملامت اور قابلِ مذمت سمجھتے ہیں جو کسی واجب کے ترک کرنے یا کسی حرام کے ارتکاب کے لئے تقدیر کو دلیل بنائے۔ یہ دلیل بے وزن ہے اور عند اللہ باطل ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو ہدایت کی ہے کہ وہ عقل و حزم سے کام لیں، تمام دینی و دنیوی امور میں اولوالعزم لوگوں کے طریقہ کو اختیار کریں، احتیاط برتیں، اپنے دشمنوں کے خلاف طاقت فراہم کریں اور ممکنہ تدابیر سے کام لیں۔ آپؐ نے عجز و کسل سے منع فرمایا ہے اور بتلایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسی باتوں پر ملامت کرتا ہے۔ اسی طرح وقتِ ضرورت دوا استعمال کرنے کی بھی ہدایت فرمائی ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ نے ہر مرض کی دوا پیدا کی ہے لہٰذا دوا استعمال کرو لیکن حرام چیزوں سے علاج نہ کرو۔ آپؐ نے کسی بھی عمل کے معاملہ میں قضاء و قدر پہ بھروسہ کرکے بیٹھ جانے سے منع فرمایا ہے۔ آپؐ نے ہدایت فرمائی ہے کہ عمل کرو کیوں کہ ہر شخص کے لئے وہ کام آسان بنا دیا گیا

EmaanLibrary.com

ہے جس کے لئے اس کی تخلیق ہوئی ہے۔ یہ ہے شرعی ذمہ داری کی اصل وجہ اور حکمت عدل اور مصلحت کی تکمیل اسی کے ذریعہ ہوتی ہے اور اسی پر مسلمانوں کے عقیدہ کا دار و مدار ہے۔ کسی کا قول ہے: "عقلمند اپنے نفس کا مخالف ہوتا ہے اور جاہل تقدیر الہٰی کا۔"

رہا جبر کا عقیدہ جس کے پیشِ نظر لوگ فرائض کو ترک کرنے اور محرمات کا ارتکاب کرنے کے لئے قضاء و قدر کو حیلہ بناتے تھے تو اس قسم کا عقیدہ رکھنے والے بہت زمانہ پہلے ختم ہو چکے ہیں۔ البتہ اس زمانہ میں عرب نوجوانوں میں کچھ ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں۔ جنہوں نے دین سے انحراف اور سرکشی کی راہ اختیار کی ہے۔ وہ واجبات کو ترک کرنے منکرات کا ارتکاب کرنے اور نشہ آور چیزوں کا استعمال کرنے کے معاملہ میں تقدیر کا سہارا لیتے ہیں۔ اگر انہیں برے کام سے روکا جائے تو کہتے ہیں اللہ نے یہ میرے مقدر میں لکھا ہے۔ انھوں نے اپنے عجز کا نام توکل اور اپنے کفر اور بدعملی کا نام قضاء و قدر رکھ لیا ہے۔

بعض ملحد کہتے ہیں گناہ تو درحقیقت وہ ہے جس نے ابلیس کو پیدا کیا میرا گناہ ویسا نہیں ہے۔ مسلمان ایسے لوگوں کو ملحد کہتے ہیں، وہ ہرگز مسلمان نہیں ہیں۔

قضاء و قدر پر صحیح اعتقاد کے نتیجہ میں صحیح افعال صادر ہونے اور اچھے اوصاف پیدا ہونے لگتے ہیں۔ مثلاً خرچ کرنے میں فراخ دلی، صدقہ و خیرات، جرأتمندی، دلیری، شجاعت وغیرہ۔ ایسا شخص راہِ حق میں اور دین و وطن کی حمایت میں خطرات مول لینے پر لوگوں کو آمادہ کرتا ہے اور اپنے متعلقین کو تسلی دیتا ہے کہ قُلْ لَنْ يُّصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا هُوَ مَوْلَانَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ (کہو ہمیں وہی پیش آئیگا جو اللہ نے ہمارے لئے لکھ دیا ہے۔ وہ ہمارا مولا ہے اور اہل ایمان کو اللہ ہی پر توکل کرنا چاہئے)

یہ اعتقاد انسان میں اعلیٰ اوصاف پیدا کرتا ہے مثلاً بلندئ اخلاق پر جمے رہنے کا وصف، ناپسندیدہ باتوں پر تحمل، شدید خطرات کا مقابلہ کرنے کا حوصلہ وغیرہ۔

EmaanLibrary.com

نیز وہ سخاوت و فیاضی سے آراستہ ہوتا ہے۔ کیوں کہ وہ اعتقاد رکھتا ہے کہ وہ جو کچھ خرچ کرے گا، اُس کا بدلہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ضرور اُسے ملیگا۔ اسی طرح یہ اعتقاد کہ اُسے راہ حق میں جان قربان کرنے پر آمادہ کرتا ہے اور دنیا اور اس کی زینت سے بے رغبتی پیدا کرتا ہے۔

لہٰذا مسلمان وہ ہے جو یہ اعتقاد رکھتا ہو اور اس بات پر یقین رکھتا ہو کہ مخلوق کی پیشانیاں بندوں کے رب کے ہاتھ میں ہیں، وہ جس طرح چاہتا ہے اس میں تصرف کرتا ہے۔ سب کچھ اُس کی ملکیت ہے۔ اُس نے جو لیا وہ اسی کا تھا اور جو کچھ دیا ہے وہ بھی اسی کا ہے۔ دنیا صرف عارضی فائدہ کی جگہ ہے جس سے دنیا والے تھوڑے عرصہ کے لئے فائدہ اُٹھاتے ہیں پھر یہ فائدہ ختم ہو جاتا ہے لیکن آخرت ہمیشگی کا گھر ہے اور ہر شخص کو اُس کے اعمال کا بدلہ ملیگا۔ اگر اعمال اچھے ہوئے تو اچھا بدلہ ملیگا اور اگر بُرے ہوئے تو بُرا بدلہ ملے گا۔

یہ اعتقاد جب مومن کے دل میں راسخ ہو جاتا ہے تو وہ موت سے کبھی نہیں ڈرتا اور موت کے آجانے پر گھبراتا نہیں ہے کیونکہ اس کو یقین ہوتا ہے کہ اُس کے لئے دوسرا گھر ہے جو اُس کو دنیا کے گھر کے مقابلہ میں بلند مرتبہ اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے اور وہاں کا عیش و آرام دنیا کے عیش و آرام کے مقابلہ میں بہتر اور وافر ہے۔ جس شخص کے خیالات یہ ہوں وہ دُنیا کی جدائی سے کبھی نہیں گھبرائے گا۔

پھر یہ حقیقت بھی پیش نظر رہے کہ موت کا مطلب فنا ہونا نہیں ہے بلکہ ایک دنیا سے دوسری دنیا میں منتقل ہو جانا ہے تاکہ بروں کو بُرے اعمال کا اور نیکو کاروں کو ان کے نیک اعمال کا بدلہ ملے۔ لہٰذا موت سے وہی شخص ڈرتا ہے جس نے آخرت کے لئے نیکی کا اہتمام نہ کیا ہو۔ ایسا شخص اس بات کا قائل ہوتا ہے کہ زندگی تو بس دنیا ہی کی

EmaanLibrary.com

زندگی ہے جس میں ہم مرتے اور جیتے ہیں۔ ایسا شخص جب دُنیا سے رخصت ہو رہا ہوتا ہے تو اُس پر موت کی بے ہوشی، دنیا کے فراق کی حسرت اور آئندہ زندگی کی ہیبت طاری ہو جاتی ہے۔ اس وقت اُسے ندامت ہوتی ہے لیکن یہ ندامت کس کام کی۔ وہ کہتا ہے کاش کہ میں نے اپنی (آئندہ) زندگی کے لئے کچھ سامان کیا ہوتا!

مسلمان اپنے عقیدہ کی صحت کی وجہ سے پہلی تین صدیوں میں جب کہ ان کی سرگرمیوں کا آغاز ہوا تھا، اپنی بے مثال شجاعت، استقلال اور ایمانِ راسخ کے ساتھ آگے بڑھے دنیا کے مشرق و مغرب میں دور دور کے ممالک تک اُنہوں نے پیش قدمی کی۔ اُنکے ہاتھ میں قرآن تھا جس کی بدولت اُنہیں فتح حاصل ہوئی تھی اور وہ قیادت کے منصب پر فائز ہو گئے تھے۔ وہ لوگوں کو قرآن پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دیتے تھے۔ یہی وہ سب سے بڑا سبب تھا اُن کی بیداری، فتح مندی اور قیادت کا اور یہی راز ہے ان کے بامِ عروج پر پہنچنے کا، حتیٰ کہ وہ نہایت مختصر مدت میں اس قابل ہو گئے کہ قیصر و کسریٰ کے تخت اُن کے قبضے میں آ گئے۔ حالانکہ یہ قومیں طاقت و تمدن، نظامِ حکومت، عددی قوت اور سر و سامان کے لحاظ سے سب سے زیادہ ترقی یافتہ تھیں۔

مسلمان جو میدانِ جنگ میں بے خطر کود پڑتے تھے اور کسی بڑے سے بڑے خطرہ کی اُنہوں نے پرواہ نہیں کی تھی اس کی وجہ اس کے سوا اور کچھ نہ تھی کہ وہ قضا و قدر پر صحیح طور سے ایمان رکھتے تھے اور اُنہیں یقین تھا کہ کوئی نفس اپنا رزق پورا کئے بغیر نہیں مرتا۔ اس اعتقاد نے اُن کے قدم جما دیئے تھے حالانکہ دشمن کے لشکروں کے مقابلہ میں اُن کی تعداد کم تھی اور وسائل بھی کم تھے۔ اور دشمن کے لشکروں کا یہ حال تھا کہ ان کی کثرت سے فضا بھر گئی تھی اور زمین و آسمان ان کی کثافتوں سے غبار آلود ہو گئے تھے۔ ان کو مسلمانوں نے اپنی قوتِ ایمانی سے ہٹا دیا اور اُس کے بعد

EmaanLibrary.com

تمام ممالک میں توحید اور صلاح وسعادت کا پیغام پہنچایا۔ وہ اس زمرہ میں شامل تھے، جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ۔

(الحج - ۴۱)

"یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اگر ہم زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ نماز قائم کریں گے، زکوٰۃ دیں گے، بھلائی کا حکم دیں گے اور منکر سے روکیں گے اور تمام معاملات کا انجام اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔"

وسبحان ربك رب العزة عما يصفون وسلام على المرسلين والحمد لله رب العٰلمين۔ وصلى الله عليه وسلم على نبينا محمد وعلىٰ اٰله وصحبه اجمعين۔

تاریخ تالیف:

۲۰ ربیع الثانی ۱۳۹۶ھ

EmaanLibrary.com

كَلِمَةُ الحق

فی الأحتفال بمولد سیّد الخلق

محفلِ میلادُ النبی ﷺ

پر

تحقیقی بحث

(۴)

EmaanLibrary.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

اُس اللہ کا شکر جس نے ہمیں اسلام کی ہدایت دی، اگر اللہ نے ہمیں ہدایت نہ دی ہوتی تو ہم راہ راست پر نہیں آسکتے تھے، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا، کوئی معبود نہیں، ایسی گواہی جو ہر اس قول واعتقاد سے پاک وصاف ہے جس کو اللہ پسند نہیں کرتا اور نہ وہ اس سے راضی ہے، اور شہادت دیتا ہوں کہ بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں جنھیں اللہ نے اپنی مخلوق میں سے چُنا اور برگزیدہ کیا، اور اپنی نبوت کی ذمہ داری اُٹھانے اور رسالت کی تبلیغ کے لئے منتخب کیا، اور جو کچھ بھی چاہا ان کی طرف وحی کیا، اے اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے آل و اصحاب پر رحمت نازل فرما جنھوں نے قرآن کا مشاہدہ کیا اور اسکے معنی سمجھے، اور اس کے مطالبہ پر عمل کیا اور ان پر بہت بہت سلام بھیج، ——— اما بعد

میرے پاس ایک عالم دین نے ایک رسالہ پیش کیا اور اس میں جو بحث تھی اور آیات قرآنی کی جس طرح اس میں تاویل کی گئی تھی اس پر اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ اور وہاں کے لوگوں کی طرف سے مجھ سے مطالبہ کیا کہ میں اللہ اور اس کے عام وخاص بندوں کی خیر خواہی کے لئے اس پر تبصرہ کروں، شاید اس سے اہل اسلام کو کچھ فائدہ ہو جائے۔ اس رسالے کا عنوان ہے "نعمتوں کے ذکر کے لئے محفل کا انعقاد واجب ہے" اور رسالہ کے مؤلف نے اپنا نام خود ہی "علامہ السید حامد المحضار" لکھا ہے۔ شروع سے آخر تک اس کے موضوع کی تحقیق اور اس کے لب ولباب کی جانچ کے بعد پورے طور پر یہ بات واضح ہوگئی کہ یہ رسالہ محفل میلاد نبوی کے انعقاد کے لئے ایک پروپگنڈہ کی حیثیت رکھتا ہے اور اس بدعت کی تائید کیلئے دلیل میں اس نے خود ہی دوسری بدعتیں

EmaanLibrary.com

گڑھ لی ہیں، جن کا علماءِ اسلام میں سے کسی نے بھی اس سے پہلے ذکر نہیں کیا ہے، مثلاً احتفال نعمت کی بدعت جس کو اس نے واجب قرار دیا ہے۔ یعنی ایک بدعت کے جواز میں اس نے دوسری بدعت کو دلیل بنایا اور ایک منکر کیلئے دوسرے منکر اور گناہ عمل کو اس نے سند دیا، اس بدعت کے موجد پر ان سب لوگوں کے گناہوں کا بوجھ قیامت تک رہے گا جو اس پر عمل کریں گے۔

پھر اس شخص نے تاویل واستدلال کے لئے قسم قسم کی گمراہ اور باطل تاویلات کو پیش کیا، جن میں اس کے سوا کہ سیدھی راہ سے لوگوں کو منحرف کیا جائے اور کوئی دوسری دلیل نہیں ہے، اس کی بحث وحجت سے اس کی علمی اور عقلی کمی کا صاف اظہار ہو رہا ہے اور اُس کے کلام کا انداز بتا رہا ہے کہ وہ مبہوت وحیران ہے۔ ایسی چیزوں سے استدلال کرتا ہے جو مکڑی کے جالے سے بھی زیادہ کمزور ہیں، اور محض اس خوف سے کہ کہیں ضعیف العقل عوام اس بدعت کے نام سے دھوکہ کھا کر اس کو حق نہ سمجھ لیں، جب کہ وہ فی الحقیقت محض باطل وبیکار ہے۔ میں نے چاہا کہ اس کی بحث کی ضلالت اور اس کے باطل عقیدہ کی حقیقت کا پول کھول دوں۔ اس نے اس عنوان پر جو رسالہ طبع کیا ہے اُس کا نام رکھا ہے "ذکر نعمت کیلئے مجلس کا انعقاد واجب ہے، حالانکہ یہ مصنف کی گڑھی ہوئی بدعت ہے اور ہمارے علم کے مطابق اس سے پہلے کوئی بھی اسکا قائل نہیں رہا ہے، ہم مصنف سے کہیں گے "اس سے پہلے کی کوئی کتاب پیش کر دیا کوئی علمی دلیل لاؤ اگر تم سچے ہو" اور اس نے جس مجلس کا انعقاد عوام کیلئے ضروری قرار دیا ہے ہم چاہتے ہیں کہ لغت وعرف کے اعتبار سے اس کا معنی ومفہوم سمجھیں۔ کیونکہ واجب تو اُس عمل کو کہتے ہیں جس کے کرنیوالے کو ثواب اور تارک کو گناہ ہوتا ہے "احتفال" اجتماع کو کہتے ہیں جو حفل القوم سے مشتق ہے اور قوم کی مجلس کو محفل کہا

EmaanLibrary.com

جاتا ہے، صحاح میں بھی یہی معنی لکھا ہے۔ لہٰذا اُس کا یہ کہنا کہ محفل نعمت کا انعقاد واجب ہے محض جھوٹ ہے، جس کی کوئی معقول دلیل نہیں، اور نہ کسی مشہور عالم نے اس کی تائید کی، کیوں کہ بندوں پر اللہ کی نعمتیں بہت ہیں "اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو گے تو نہیں شمار کر سکتے"۔ لہٰذا اگر ہر نعمت کے شکرانہ میں محفل کا انعقاد ضروری ہو جائے، تو لوگ اسی میں پھنس کر رہ جائیں گے اور کسب منفعت، تجارت خرید و فروخت سب اسی محفل نعمت کی نذر ہو جائے گا اور یہ نعمت لوگوں کے لئے عذاب بن جائے گی، بلکہ واجب تو یہ ہے کہ نعمت کے حصول اور عذاب کے دُور ہونے کے وقت اللہ کا شکر بجالایا جائے اور شکر کی نوعیت یہ ہے کہ باطن میں اس کا اعتراف کیا جائے اور ظاہر میں اس کا چرچا کیا جائے اور منعم کی مرضی و خوشی ہی میں اس نعمت کا خرچ کیا جائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب کوئی خوشی کی بات آتی تو آپ شکرانے میں اللہ کیلئے سجدہ کرتے، لہٰذا جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو صحت و عافیت عطا فرمائے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنی صحت کو اپنے رب کی اطاعت اور نماز و روزہ اور ان مقاصد کی ادائیگی میں استعمال کرے جس کیلئے وہ پیدا کیا گیا ہے، ساتھ ہی اس بات کا بھی خیال کرے کہ اس کی روزی کی فراخی اور حلال و مباح کے حصول اور دوسرے جائز دنیاوی کاموں کی مدد میں بھی استعمال ہو، جس سے دنیا کا کچھ نقصان نہ ہوتا ہو، کیوں کہ یہ اس کے فرائض میں سے ہے اور اس کی صحت کے عام شکرانہ میں شامل ہے۔

اسی طرح اللہ اگر مال کی نعمت عطا فرمائے تو اس کا فرض ہے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک اور نیکی اور خیر کی راہوں میں اس کو خرچ کرے یہی مال کا شکرانہ ہے، جس سے مال بڑھتا، باقی رہتا اور بابرکت ہوتا ہے، جیسا کہ ارشاد ہے:۔

EmaanLibrary.com

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ۔ (ابراھیم ۔ ۷)

اور جب تمہارے رب نے اعلان کیا اگر شکر کروگے تو میں ضرور بڑھاؤں گا اور اگر ناشکری کروگے تو میرا عذاب بڑا سخت ہے۔

اور جب اللہ انسان کو علم، ہوشیاری، سوجھ بوجھ اور معرفت عطا کرے تو اس کا فرض ہے کہ اس علم کو سنت کے اتباع اور بدعت سے اجتناب اور عوام کو فائدہ پہونچانے والی دوسری راہوں میں استعمال کرے، نہ یہ کہ اس قسم کی عجیب وغریب دلیلوں کا سہارا لے کر لوگوں کو بدعات کی طرف راغب کرے۔ بدعت چاہے جس قسم کی ہو، اُس کا مزاج ظلم اور برائی ہے اور اندھی تقلید کے ذریعہ اور چھوت چھات کی طرح ایک جگہ سے دوسری جگہ پھیل جاتا ہے، اس طرح کہ اسے اچھا سمجھ کر پہلے چند افراد شروع کرتے ہیں، پھر جماعتوں کے ہاتھ لگ کر بد سے بدتر شکل اختیار کر لیتی ہے اور اس کی انتہا ابتداء سے بدتر ہوتی ہے، اور اُس کی پیدائش کا ہر سال پہلے سال سے بدتر ہی ہوتا ہے اور ایک بدعت سے دوسری بدعات جنم لیتی ہیں اور ہر بدعت اپنے سے زیادہ بدتر بدعت کو جنم دیتی ہے۔ جیسا کہ اس رسالہ کے کاتب نے کیا کہ ازراہ تعصب اس نے محفل میلادِ نبوی کی بدعت کی تائید میں اس نے ایک نئی بدعت "محفلِ ذکر نعمت" ایجاد کی، جس کا اس سے پہلے کوئی بھی قائل نہیں، اور اس بدعت کے اثبات کے لئے اس نے قرآن کی تحریف اور لاطائل دلائل سے اُس کی تائید کی کوشش کی۔ اور علماء کا بیان ہے کہ "جب کوئی بدعت ظاہر ہوتی ہے تو اس کے مقابلے میں ایک سنت اٹھالی جاتی ہے۔ لہٰذا کسی سنت کا مضبوط پکڑنا بدعت کے ایجاد سے بہتر ہے، اور جیسا کہ حضرت عمرؓ بن عبدالعزیز نے فرمایا سب سے زیادہ جو چیز اسلام کو بگاڑتی ہے وہ عالم کی لغزش اور قرآن سے منافق کی بحث اور گمراہ آئمہ کا فیصلہ ہے، اور اگر اللہ تعالیٰ علماء صالحین کے ذریعہ ان ملحدین کے ضرر

EmaanLibrary.com

اور باطل پرستوں کے دلائل کا قلع قمع کرتا تو دین فاسد ہو جاتا، لیکن اللہ نے اپنے فضل ورحمت سے اس دین کے لئے ایسی بنیادی طاقتیں برابر پیدا کیں جو اس کی اطاعت میں کام کرتی رہیں اور دین سے غلو کرنے والوں کی تحریف اور باطل پرستوں کا انتساب اور جہلاء کی تاویل کو دور کرتے رہے۔

اور یہ محفل میلاد جسکی تحسین و تائید میں رسالہ کا کاتب مبالغہ آرائی کر رہا ہے، تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد ایک جگہ سے دوسری جگہ منعقد ہوتی رہتی ہے۔ یہانتک کہ بعض شہروں میں تو اس کا ایسا چرچا ہوگیا ہے کہ جو اس محفل میں شریک نہ ہو اس کو کافر سمجھا جاتا ہے اور جو ذکر رسول کے وقت کھڑا نہ ہو وہ مسلمان نہیں، اور یہ عجیب و غریب قسم کی بدعت ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ جس شہر میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا انتظام نہیں ہے اور نہ وہاں ایسا کوئی ادارہ ہے جو بدعات کی روک ٹوک اور کڑی نگرانی رکھتا ہو۔ وہاں لازمی طور پر ایسی بدعات اور تباہ کن نظریات کا رواج پڑ جاتا ہے، جو لوگوں کو اُن کے صحیح عقیدہ سے ہٹا کر الحاد اور تعطیل کی طرف لیجاتے ہیں، اگر ان بدعات کی جڑ کاٹ دیجاتی اور ان کو روکا جاتا تو ان کا چرچا کم ہو جاتا، اور اللہ کا ارشاد ہے:-

ولتكن منكم امة يدعون الى الخير ويامرون بالمعروف و ينهون عن المنكر واولئك هم المفلحون۔	اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیئے جو لوگوں کو خیر کی دعوت دے اور منکر سے روکے اور ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

اور شریعت کی بنیاد، دین، جان، مال، عقل و عزت کی حفاظت و حمایت پر قائم ہے اور وہ مصالح کے حصول اور اس کی عام اشاعت اور مفاسد کا مقابلہ اور اس کو کم کرنے کی جد وجہد کیلئے ہے۔

EmaanLibrary.com

لیکن محفل نعت یا محفل میلاد نبوی یا محفل معراج کا انعقاد ایسی بدعت ہے جس کی کوئی دلیل اللہ نے نہیں نازل کی، اور یہ من گھڑت چیزیں ہیں جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ آپؐ کا ارشاد ہے:۔

کل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ۔ — دین میں ایجاد کی گئی ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت ضلالت ہے۔

لغت میں بدعت اس زیادتی کو کہتے ہیں جو دین میں اس کے مکمل ہونے کے بعد داخل کی گئی ہو۔ یعنی جو چیز ثواب کی نیت سے کی گئی ہو لیکن شریعت میں اس کی کوئی بنیاد نہ ہو وہ بدعت ہے، اور بدعت کی یہ تعریف محفلِ میلاد یا محفل معراج یا محفل نعت پر پوری طرح منطبق ہوتی ہے۔ اس بدعت کو قوت اور رواج دینے والے عام طور پر کم فہم اور کم عقل علماء ہیں، جن سے عوام دھوکا کھا کر ان کے پیچھے چل پڑتے ہیں۔ اور جب وہ پابندی کے ساتھ ان بدعات کو ان کے مقررہ دنوں میں کرتے ہیں تو لوگ ان بدعات کی فضیلت اور فرضیت کے قائل ہو جاتے ہیں۔ اور عامی تو عمی سے مشتق ہی ہے، یعنی عقل وبصیرت کا اندھا۔ اور کہا گیا ہے تباہی ہو عام علماء سوء کیلئے۔ حضرت علی بن ابی طالب نے عوام کی بابت کہا: "اکثر لوگ بے وقوف، ہر پکارنے والے کے پیچھے بھاگنے والے، ہر شور کرنے والے کیساتھ لگ جانے والے ہیں، علم کے نور سے بے بہرہ اور دین کے کسی مضبوط رکن سے فیضیاب نہیں ہیں۔ چھوڑی ہوئی آزاد اونٹنیاں ان سے زیادہ مشابہت رکھتی ہیں۔ لیکن زمین ان لوگوں سے خالی نہیں ہے جو اللہ کیلئے اس کی حجت لے کر کھڑے ہوئے ہیں تاکہ اللہ کی حجتیں اس کے بندوں پر باطل نہ ہو جائیں، ایسے لوگ عدد میں بہت کم لیکن اللہ کے نزدیک مرتبہ میں بہت بڑے ہیں۔ اللہ انہیں کے ذریعہ اپنے بندوں پر اپنی حجتیں پوری کرتا ہے، تاکہ وہ اپنے ہم جنسوں تک اسے پہنچا دیں اور

EmaanLibrary.com

اپنے جیسوں کے دلوں میں اُس کو راسخ کر دیں۔

لوگوں نے عالم کی غلطی کو جہاز کے ڈوبنے سے تشبیہ دی ہے، جس کے ڈوبنے سے بہت سے لوگ ڈوب جاتے ہیں۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت کی راہ اور ضلالت کے راستوں کی تشریح فرمادی ہے کہ ضلالت کے ہر راستے پر ایک شیطان، بیٹھا ہوا بدعت کی طرف لوگوں کو بلاتا رہتا ہے۔ اور امام احمد اور نسائی نے عبداللہ ابن مسعود سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سیدھی لکیر کھینچی اور کہا یہ اللہ کا راستہ ہے اور پھر اس کے دائیں بائیں بہت سی لکیریں کھینچی اور فرمایا ان میں سے ہر راستہ پر ایک شیطان بیٹھا ہوا ہے۔ اور آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ	اور بے شک یہ میری سیدھی راہ ہے اسی کی
وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ	پیروی کرو اور دوسرے راستوں کی پیروی مت
عَنْ سَبِيْلِهٖ ۔ (الانعام ۔ ۱۵۳)	کرو ورنہ وہ تم کو اللہ کی راہ سے الگ کر دینگے

اور میلاد النبی کی ایک بھری مجلس میں ایک ضلالت پسند عالم کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ جو شخص ذکر رسول کے وقت قیام نہ کرے گا وہ مسلمان نہیں۔ دیکھو اس کی عقل کتنی ماری گئی ہے کہ اس نے حق کو باطل اور باطل کو حق بنا دیا۔ اور کہا گیا ہے:۔

وعبادة الأهواء فی تطويحها	بالدين فوق عبادة الاصنام
اور دین میں خواہشات کی بندگی گمراہی کے	اعتبار سے بت پرستی سے زیادہ ہے

اور حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ صحابہ کے دلوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محبوب کوئی نہیں تھا، پھر بھی آپ کو دیکھ کر وہ کھڑے نہیں ہوتے تھے۔ کیوں کہ اس قیام کے بارے میں آپ کی ناپسندیدگی کو صحابہ جانتے تھے بلکہ آپ وہیں بیٹھ جاتے تھے جہاں مجلس ختم ہوتی تھی۔ اور یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

EmaanLibrary.com

کی آپ کی زندگی میں سنت تھی۔ اور آپ کے اصحاب کی سیرت۔ پھر آپ کی موت کے بعد ایسا ہی کیوں نہ ہو، اور یہ قیام سراسر غلط ہے جس سے آپ نے منع فرمایا۔ ابو داؤد میں عبداللہ بن شخیر سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ "بنو عامر کے ایک وفد کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور ہم نے عرض کیا "آپ ہمارے سردار ہیں" آپ نے فرمایا سید اللہ ہے۔ ہم نے کہا آپ ہم میں سب سے افضل اور نیکی میں سب سے بڑے ہیں۔ آپ نے فرمایا، یہی کہو، یا اس کا ایک حصہ کہو اور شیطان تم کو اپنی راہ پر نہ چلا دے۔

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا، اے اللہ کے رسول، اے ہم میں سب سے بہتر، اے ہم میں سب سے بہتر کے بیٹے، اے ہمارے سید، اے ہمارے سید کے بیٹے، تو آپؐ نے فرمایا۔ اس میں سے اپنے کچھ جملے کہو، اور شیطان تم کو بھٹکا نہ دے، میں محمد ہوں، اللہ کا بندہ اور اس کا رسول۔ اور پسند نہیں کرتا کہ مجھے میرے مرتبہ سے اوپر اٹھاؤ جہاں اللہ عزوجل نے مجھے رکھا ہے (رواہ نسائی بسند جید)

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ۔

بیشک تمہارے لئے اللہ کے رسول کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے اُس کے لئے جو اللہ اور یوم قیامت پر ایمان رکھتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید کی سرحد کی حفاظت کی اور مدحیہ اشعار وخطابت کے ذریعہ اپنے بارے میں غلو کے راستوں کو بند کر دیا، کیونکہ مدح میں مبالغہ آرائی آپ کی سنت نہیں بلکہ اس سے شدید ممانعت ثابت ہے۔ اور صحابہ کرام نے بھی آپ کے بعد دین کی بھرپور حمایت کی اور بدعت کے راستوں کو بند کیا۔ کیوں کہ بدعات شرک کی پیامبر ہیں

EmaanLibrary.com

اور لوگوں میں شرک سب سے پہلے انبیاء و صالحین کے بارے میں غلو ہی کے سبب داخل ہوا۔ یہاں تک کہ ان کی قبروں کو بُت بنا کر لوگ پوجنے لگے۔ اور جب حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ ایک درخت کی طرف الگ الگ اور جماعت کے ساتھ جا رہے ہیں، تو پوچھا کہ یہ لوگ کہاں جا رہے ہیں۔ لوگوں نے بتایا یہ لوگ اس درخت کے پاس جا رہے جس کے نیچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے بیعت لی تھی۔ یہ وہاں جا کر نماز پڑھتے ہیں۔ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا اُس درخت کو کاٹ ڈالو کیونکہ تم سے پہلے لوگ اپنے انبیاء کے آثار کی اتباع ہی کی بناء پر ہلاک ہوئے تھے۔ اس طرح کہ انھوں نے اس آثار کو عبادت گاہ بنا لیا تھا۔ تو آپ نے اُس درخت کے کاٹنے کا حکم دیا، چنانچہ وہ کاٹ دیا گیا اور یہ اُس کے ساتھ آپ کا آخری معاملہ تھا۔ اللہ عمر فاروقؓ پر رحم فرمائے اگر اُنھوں نے اس درخت کو اسی حالت پر چھوڑ دیا ہوتا تو وہ محبت رسول کے دعویٰ کے ساتھ بُت بنا کر پوجا جانے لگتا۔ جیسے اب لوگوں نے حُبّ رسول کے نام پر محفل میلاد اور محفل معراج کی بدعت جاری کر دی ہے اور تمام بدعات مثلاً میلاد النبی کی بدعت وغیرہ شروع میں چند آدمیوں سے ہی شروع ہوتی ہے، پھر جماعت اور گروہ کے ساتھ مشہور ہو کر ایک شہر سے دوسرے شہر منتقل ہونے لگتی ہے۔ کیوں کہ لوگ بھلائی اور برائی میں ایک دوسرے کی تقلید کرتے ہیں اور باطل کی قبولیت کا جذبہ لوگوں کے دلوں میں موجود ہے۔ دل اُن کو بہت جلد پسند کر لیتے ہیں اور ان کی محبت جاگزیں ہو جاتی ہے، اور جہنّم خواہشات سے گھیر دی گئی ہے اور جنّت ناگوار باتوں سے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب بدعات کو دین میں داخل ہونے سے روکنے والے تھے کیونکہ ہر بدعت جو ایجاد کی جاتی ہے اس کے مقابلہ میں ایک سنت اٹھا لی جاتی ہے۔ لہٰذا سنت پر معمول کے مطابق عمل کرنا بدعت پر جدوجہد کرنے سے

EmaanLibrary.com

بہتر ہے ۔ اسی قسم کی وہ بدعت ہے جس کو دارمی نے حضرت عمر بن یحییٰ سے روایت کی ہے، فرماتے ہیں کہ میرے دادا کا بیان ہے کہ ہم لوگ فجر کی نماز سے پہلے عبداللہ ابن مسعودؓ کے گھر کے سامنے جمع ہو جاتے تھے، جب وہ مسجد کے لئے گھر سے نکلتے تو ہم ان کیساتھ چلتے تھے ۔ ایک دن ابو موسیٰ اشعری نے کہا، اے ابو عبدالرحمان! میں نے مسجد میں ایک ناپسندیدہ بات دیکھی ہے ۔ فرمایا وہ کیا ہے ۔ اُنہوں نے کہا، آپ بھی اس کو دیکھ ہی لیں گے ۔ ابو موسیٰ نے کہا، میں نے مسجد میں کچھ لوگوں کو حلقہ باندھ کر بیٹھے ہوئے دیکھا، ہر حلقہ میں ایک شخص معین ہے اور سب کے ہاتھ میں ایک ایک کنکری ہے ۔ یہ شخص کہتا ہے سو مرتبہ اللہ اکبر کہو تو وہ سو مرتبہ اللہ اکبر کہتے ہیں ۔ یہ شخص کہتا ہے کہ سو مرتبہ لا الہ الا اللہ کہو تو وہ سو مرتبہ لا الہ الا اللہ کہتے ہیں ۔ یہ شخص کہتا ہے کہ سو مرتبہ سبحان اللہ کہو تو وہ سو مرتبہ سبحان اللہ کہتے ہیں ۔ عبداللہ ابن مسعود نے کہا کہ آپ نے ان سے کیوں نہیں کہا کہ وہ تسبیح کے بجائے اپنے گناہ شمار کریں اور میں اس کا ضامن ہوں کہ ان کی یہ نیکی ضائع نہیں ہوگی ۔ پھر وہ گئے اور اس حلقہ میں جاکر بیٹھے اور کہا اے اُمت محمد! تم کتنی جلد ہلاک ہوگئے ۔ ابھی تمہارے نبی کے صحابہ کثرت سے موجود ہیں ۔ اس اللہ کی قسم جو میری جان کا مالک ہے تم ایک گمراہی کا دروازہ کھول رہے ہو، اُنھوں نے کہا، اے ابو عبدالرحمان بخدا ہمارا ارادہ تو خیر کا ہے، تو عبداللہ ابن مسعود نے فرمایا، تمہارے جیسے کتنے خیر کے طلب گار ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمان نہیں پہونچا کہ آپؐ نے فرمایا ہے کہ کچھ لوگ قرآن پڑھیں گے اور وہ ان کے گلے سے آگے نہیں اُترے گا اور اللہ کی قسم ان میں سے اکثر لوگ تم ہی لوگ ہو، عمر ابن مسلمہ نے کہا کہ ہم نے نہروان کی جنگ میں ان میں سے اکثر لوگوں کو خوارج کے ساتھ پایا ۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ بدعات سے رد کرنے والا، اور

EmaanLibrary.com

ڈرانے والا کون فصیح اور مخلص ہو گا۔ حضرت جابر ابن عبداللہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ دیتے تھے تو آپؐ کی آنکھیں سُرخ ہو جاتی تھیں اور آپؐ کا غضب سخت ہو جاتا تھا اور آواز بلند ہو جاتی تھی، جیسے آپ کسی لشکر سے ڈرا رہے ہوں جو صبح و شام لوگوں پر حملہ کرنے والا ہو۔ آپؐ فرماتے تھے، سب سے بہتر بات اللہ کی کتاب ہے اور سب سے بہتر طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور سب سے بدتر بات وہ ہے جو نئی ایجاد کی گئی ہو اور ہر نئی ایجاد شدہ بات بدعت ہے اور ہر بدعت ضلالت ہے اور سب ضلالت کا انجام جہنم ہے۔

اب ہم محفلِ میلاد کے رسالہ کے مرتب کی طرف رجوع ہوتے ہیں جس کی بیہودہ ڈینگ اور واضح لغزشیں بتا رہی ہیں کہ وہ اپنی جہالت میں بڑا متعصب ہے اور حقائق سے ناواقف ہے اس کے باوجود اس کو اپنی اس بیہودہ گوئی پر بڑا ناز ہے، چنانچہ وہ کہتا ہے "جب آپ اس رسالہ کو پورے طور سے پڑھ لیں گے تو آپ محسوس کریں گے کہ اس رسالہ کے کاتب کیلئے آپ پر ہزاروں کا حساب ہے اور آپ کو یقین ہو جائیگا، کہ آپ کے سامنے فکر و تحقیق اور تنقید و تدقیق کا ایک سیل عظیم موجود ہے"۔

ہم اس کے جواب میں کہیں گے کہ جب اس کے اس اعلان پر ہم نے توجہ کی اور ذہن کو اس کے لئے پوری طرح فارغ کیا اور اس جستجو میں لگے کہ شاید اس کے فکر عمیق اور دلیل و برہان کا کچھ حصہ ہمارے سامنے بھی واضح ہو جائے۔ تو ہم اپنی طبیعت کی ناگواری کے باوجود اس کو مان کر عمل کریں۔ کیوں کہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ حق کو قبول کرے اور اس کا فرمانبردار بنے۔ لیکن جب ہم اس کی فکر کی گہرائی میں گھسے تو اس کو ایک سراب پایا جس کو پیاسا دور سے پانی سمجھتا ہے اور جب قریب جاتا ہے تو کچھ نہیں پاتا، اور ہم نے اس رسالہ کی پوری چھان بین کے بعد محسوس کر لیا کہ

EmaanLibrary.com

یہ محض پراگندہ خیالات ہیں اور دلیل و برہان سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ اور جو شخص کسی بے بنیاد بات کا دعویٰ کریگا تو امتحان کے وقت رسوا ہوگا۔

سبکناہ ونحسبہ لجینا	فأبدی الکیر عن خبث الحدید
ہم نے اس کو پگھلایا اور اسکو ہم چاندی سمجھتے تھے	لیکن بھٹی نے لوہے کی زنگ کو ظاہر کر دیا

اس نے اپنے دعویٰ کی حجت پر ایک بھی معقول یا منقول صحیح دلیل نہیں پیش کی، اور نہ ہی صحابہ یا تابعین یا علماء اسلام میں سے اپنی تائید میں کسی کا کوئی قول ہی پیش کیا۔ بلکہ صحت وصدق اور انصاف کے معیار سے ہٹ کر محض فریب اور بے تکے پن اور بے ڈھنگے طور پر یہ بات کہہ ڈالی ہے اور اس کی تحقیق کے لئے الٹی سیدھی راہ اختیار کی اور ایسی چیزوں سے استدلال کیا ہے جس کا اصل موضوع سے کوئی لگاؤ نہیں ہے مبہوت، پریشان حال گھومنے والے کی طرح وہ اپنے استدلال میں ایسی دلیلوں کا سہارا لیتا ہے جو تار عنکبوت سے بھی زیادہ کمزور ہیں۔

اقام یعمل ایاما رویتہ	فشبہ الماء بعد الجہد بالماء۔
وہ کچھ دن انتہائی غور وفکر سے کام کرتا رہا	اور بڑی محنت کے بعد پانی کو پانی سے تشبیہ دیا

نیز صاحب رسالہ نے کہا:۔

"بہت سے علماء حفاظ اور فقہائے اسلام واصحاب سیرت نے میلاد النبی کی بابت لکھا ہے اور آپؐ کے ان مراتب اور برکات کا ذکر کیا ہے جن کی ہر اس شخص کو ضرورت ہے جو اس میدان میں آپؐ کی اقتداء کرسکتا ہو۔"

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ لکھنا صحیح ہے لیکن وہ اس حق سے اپنے باطل دعویٰ کو ثابت کرنا چاہتا ہے، اس لئے کہ جو شخص بھی باطل دعوت پیش کرتا ہے وہ اپنی دعوت

EmaanLibrary.com

کو پھیلانے کے لئے پہلے ایسی حق باتیں بیان کرتا ہے جس کے پردے میں اس کی دعوت کا بطلان چھپ جاتے اور اس حق کیوجہ سے اس کی باطل دعوت کو بھی قبولیت حاصل ہو جائے کیوں کہ صرف باطل دعوت تو لوگ قبول نہیں کر سکتے، اسیوقت قبول کریں گے جب وہ حق کے ساتھ خلط ملط ہو۔ اس بارے میں اللہ کا ارشاد ہے :۔

يَآهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ (آل عمران - ۷۱)

اے اہل کتاب کیوں حق کو باطل کے ساتھ ملاتے ہو اور جان بوجھ کر حق کو چھپاتے ہو۔

حق کو باطل کے ساتھ ملانے کا مطلب یہ ہے کہ حق کے پردے میں باطل کو اس طرح ڈھانپ لیتے ہیں کہ لوگوں پر ظاہر ہو کہ یہ حق ہے، حالانکہ فی الحقیقت وہ باطل ہے اور اس خلط ملط کا آخری نتیجہ حق کو چھپانا اور اُس کو بیان نہ کرنا ہے، کیوں کہ باطل پرست خوب جانتا ہے کہ اگر حق کو بیان کر دیا جائے تو باطل پھیلانے کا مقصد ہی حاصل نہ ہو گا اور یہ سب باتیں اس رسالے کے مصنف پر اچھی طرح چسپاں ہوتی ہیں اگرچہ خود کو اُس نے امام العلامہ لکھا ہے، لیکن اللہ کا یہ ارشاد اُس پہ پوری طرح صادق آتا ہے :۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ثَانِيَ عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهٗ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّنُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ۔ (الحج ۸ - ۱۰)

اور کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ کے بارے میں علم و ہدایت اور کسی روشن کتاب کے بغیر محض تکبر کرتے ہوئے بحث کرتے ہیں تاکہ اللہ کی راہ سے روک دیں۔ ایسے شخص کیلئے دنیا میں رسوائی ہے اور ہم اُس کو قیامت کے دن جلنے کا عذاب دیں گے یہ اس لئے سزا ہے تمہارے ہاتھ کی کمائی کی اور اللہ بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔

EmaanLibrary.com

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یہ خبر دی ہے کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ کے بارے میں بحث تو کرتے ہیں لیکن ان کے پاس نہ علم منقول ہے جو انہیں تحقیق کی طرف رہنمائی کرے اور نہ عقلی ہدایت ہے جو انھیں سیدھی راہ پر چلائے اور نہ ان کے پاس کوئی روشن کتاب ہے جس سے وہ کچھ نقل کریں اور اس کی اقتدار کی جائے بلکہ وہ روایت سے محروم اور ہدایت سے ہٹے ہوتے ہیں، نیز وہ متکبر بھی ہیں یعنی حق بات کہنے اور ماننے سے اکڑتے ہیں تاکہ عوام کو گمراہ کرتے رہیں، اس طرح گمراہ ہونے اور گمراہ کرنے دونوں جرم کے مرتکب ہیں۔ نیز اکثر علماء اسلام اور حفاظ اور اصحاب سیرت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کا حال لکھا ہے اور آپؐ کی والدہ آمنہ بنت وہب کا آپؐ کو حمل میں لینے اور آپ کی ولادت اور رضاعت کا ذکر کیا ہے اور آپؐ کی اپنی دایہ حلیمہ سعدیہ کے ساتھ صحرا کی طرف دوسرے قریشی بچوں کے ساتھ جانے کا حال لکھا ہے کیوں کہ اس وقت لوگ صحرا نشین عورتوں سے اپنے بچوں کو دودھ پلوانا اچھا سمجھتے تھے اور ان علماء نے آپؐ کی پرورش اور آپؐ کے چچا ابوطالب کا آپؐ کو گود لینا ذکر کیا ہے نیز آپؐ کی نبوت کا آغاز، ابوطالب کا آپؐ کی حمایت کرنا، اور اپنے چچا کے ساتھ آپؐ کا اُن کی گھاٹی میں داخل ہونا اور آپؐ کی دعوت کے خلاف قوم کا ٹکر لینا، یہ سب باتیں علماء لکھتے ہی رہے ہیں، لوگ ان باتوں کو مساجد و مدارس اور مجالس اور تمام حالات اور اوقات میں عقل اور ادب اور احترام کے ساتھ پڑھتے اور بیان کرتے ہیں، لیکن اس لکھنے اور پڑھنے سے ان نوایجاد و من گھڑت اجتماعات اور مجالس کی تائید اور حوصلہ افزائی مقصود نہیں ہے، کیوں کہ علماء سلف کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ سب امور لوگوں کے ایجاد کئے ہوئے ہیں اُنسے آنحضرتؐ نے نہایت سختی کے ساتھ منع کیا ہے اس لئے کہ یہ دین میں نیا اضافہ ہیں اور اپنے سے بدتر نتائج کا سبب ہیں اور بدعات کفر کی

EmaanLibrary.com

پیامبر ہیں اور اس کی ضلالت خیزی کیلئے یہی بات کافی ہے کہ بعض شہروں میں یہ بات پھیل گئی ہے کہ جو شخص محفلِ میلاد میں حاضری نہ دے وہ کافر ہے، جو ذکر رسول کیوقت قیام نہ کرے وہ کافر ہے، یہ سب باتیں اس بدعت ہی کے نتیجے میں پیدا ہوئی ہیں۔

آپ کی پیدائش کے حالات بیان کرنے کا مقصد محض یہ ہے کہ آپؐ کی تاریخ کی حفاظت کی جائے، اس لئے کہ آپ نبیِ رحمت تھے، اور ہم نے کسی بھی کتاب میں نہیں دیکھا کہ آپؐ کی ولادت اور معراج کی مناسبت سے مجلس اور مجمعے کے اہتمام کرنے کا کوئی قائل رہا ہو، اور نہ ہی متقدمین و متأخرین علماءِ اسلام میں سے کوئی بھی اس کا قائل ہو کہ ذکر نعمت کے لئے مجلس کا قیام واجب ہے جیسا کہ اس رسالہ کے مصنف کا خیال ہے، ہم قرآن کی زبان سے اس کو یہ چیلنج کرتے ہیں۔

اِیْتُوْنِیْ بِکِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ ھٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ	لاؤ اس سے پہلے کوئی کتاب یا علم کی کوئی، دلیل، اگر تم سچے ہو۔

(الاحقاف - ۴)

صاحب رسالہ نے کہا:

"اب ہم میلادِ نبوی کے انعقاد کی مشروعیت کی بحث کا آغاز کر رہے ہیں، اور اس کی تائید میں عقلی اور نقلی اور ایسی اجماعی دلیلیں پیش کر رہے ہیں جن کی پہلے کوئی مثال نہیں ملے گی، اور وہ یہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء حاملین رسالت کی پیدائش ایک بڑی نعمت ہے، اور قرآن نے حضرت مریم کے صاحبزادے حضرت عیسیٰ اور یحییٰ بن زکریا وغیرہ کی میلاد کا خاص طور پر ذکر کیا ہے اور قرآن نے ان کی میلاد کی محفل مقرر کی اور ان آیات میں محفل میلاد کا

EmaanLibrary.com

ذکر موجود ہے۔"

مصنف نے یہاں آل عمران اور سورہ مائدہ کی چند آیات کو نقل کیا ہے۔

اس کے جواب میں ہم کہیں گے کہ مصنف نے محفل نعمت کی مشروعیت کے بارے میں جتنے بھی عقلی اور نقلی اور اجماعی دلائل کا ذکر کیا ہے سب کھلا ہوا جھوٹ اور اللہ اور اس کی کتاب اور اُس کے دین پر سراسر بہتان ہے، اُس نے ان دلائل سے اپنی رائے کی تائید اور اپنی بات کو اونچی کرنا چاہا ہے، اور اُس کے لئے اُس نے قرآن کے حقیقی معنی کو اس کی جگہ سے ہٹا کر تحریف کی ہے، جیسا کہ شاعر نے کہا:۔

لا وافق الحکم المحل ولا — هو استوفى الشروط فكان ذا بطلان

نہ اُس نے حکم محل کی موافقت کی — نہ ہی اُسنے شرطیں پوری کئے اسطرح وہ باطل پر ہی ڈٹ رہا

جن آیات کو اس نے پیش کیا ہے اور جن اقوال کو بطور سند و دلیل پیش کیا ہے وہ سب کے سب اس موضوع سے خارج ہیں جس کی تائید کا وہ خواہاں ہے، اس سے ان کا کوئی تعلق ہی نہیں بلکہ یہ اُس کے ہنر کی حقیر پونجی ہے کیوں کہ ہماری بحث کا موضوع تو ہے میلادِ نبوی اور میلاد انبیاء کیلئے محفل کے انعقاد کی مشروعیت اور محفل کا انعقاد تو مجمع اور بھیڑ کا متقاضی ہے اور میں نہیں سمجھ سکا کہ حضرت مریم، عیسیٰ اور یحییٰ بن زکریا کی محفل میلاد کہاں، کس جگہ اور کب منعقد ہوئی؟ کیا اللہ نے فرشتوں کے کیساتھ یہ محفل آسمان پر منعقد کی یا زمین پر؟ اور کیا اس محفل کی صحت اور اس کی جگہ کی بابت کوئی شرعی دلیل بھی ہے؟ پھر بھی یہ شخص اپنی بدترین جہالت اور شدید ظلم سے لوگوں کو یہ وہم دلا رہا ہے کہ محفل میلادِ نبوی کے انعقاد پر سب کا اتفاق ہے اور اُس کے لئے معقول اور منقول دلائل موجود ہیں یہ سب صریح جھوٹ ہے، تمام علماء محققین اس کی باتوں سے بری ہیں۔ یہ اپنی جہالت کی وجہ سے مشروع اور غیر مشروع کے درمیان

EmaanLibrary.com

فرق بھی نہیں کر پاتا اور نہ ہی عادت اور عبادت کے فرق کو جانتا، اور علماء نے کہا ہے کہ بہتر کلام وہ ہے جو حقائق کو واضح کر دے اور سیدھی راہوں کی طرف راہنمائی کرے، اور یہ شخص اسی طرح کے بے سر پیر کے جملے اپنی طرف سے گڑھ کر کہنے کا عادی ہے جو صحت و انصاف کی ترازو پر تولے ہی نہیں جا سکتے، کیوں کہ وہ اپنی عقل اور عمل کا پورا زور اپنی رائے کی تائید اور لوگوں کو اس کی صحت کا یقین دلانے پر صرف کرتا ہی جب کہ اس بنیادی غلطی کی صحت پر وہ ایک حرف بھی پیش نہیں کرتا، ایسا لگتا ہے کہ وہ اپنی کتاب گایوں اور جانوروں کے ریوڑ کو سنا رہا ہے اور وہ نقاد و علماء دبستر اس کے مخاطب نہیں ہیں جو معروف کو پہچانتے اور منکر کا انکار کرتے ہیں۔ اور اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہر زمانے میں ایسے اہل علم باقی رکھے ہیں جو بھٹکتے ہوئے لوگوں کو ہدایت کی طرف لیجاتے ہیں اور نور الٰہی کی بصیرت سے اندھوں کو دیکھ لیتے ہیں۔ اس لئے کہ اگر اللہ تعالیٰ دین کی حمایت اور ملحدین کے اعتراضات کی جوابدہی اور اہل بدعت کو بدعات سے دور کرنے کے لئے اُن علماء کو قائم نہ رکھتا تو دین برباد ہو جاتا۔

حاصل کلام یہ کہ امت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعمت کا شمار نہیں کیا جا سکتا، بلاشبہ آپ رحمت للعالمین ہیں، تمام مخلوق خدا پر اللہ کی حجت ہیں، اللہ نے آپ کو مبعوث فرما کر امت پر احسان فرمایا ہے، جیسا کہ اس کا ارشاد ہے:۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (آل عمران ـ ۱۶۴)	بیشک اللہ نے مومنوں پر احسان کیا ہے کہ انھیں میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا جو ان پر اللہ کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور اُن کو صاف کر دیتا ہے، اور ان کو کتاب و دانائی کی تعلیم دیتے ہیں اور اگرچہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے

EmaanLibrary.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رسالت پہونچائی، امانت ادا کی اور امّت کی خیرخواہی فرمائی، اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کے دن مال غنیمت تقسیم فرمایا اور نومسلموں کو ایک ایک سو اونٹ عطا فرمایا تو انصاری صحابہ نے اس کو دل میں بہت محسوس کیا اور کہنے لگے۔ آپ مال غنیمت کا ہمارا حق صرف سرداران عرب کو دے رہے ہیں اور ہم کو نظر انداز فرما رہے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اُن کی بات سنی تو اُن کو جمع کیا اور فرمایا:" انصاری بھائیو، سوچو کیا تم گمراہ نہیں تھے اور اللہ نے میرے سبب تم کو ہدایت دی اور کیا تم فقیر نہیں تھے لیکن اللہ نے میرے سبب تم کو مالدار بنایا، کیا تم متفرق نہیں تھے لیکن اللہ نے میرے سبب تم کو متحد کیا۔ آپؐ کے ہر جملے پر انصار کہتے جاتے تھے اللہ اور اُس کے رسول کا ہم پر بڑا احسان ہے۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا، کیا تم اس سے خوش نہیں کہ سب لوگ تو مال لے کر اپنے گھر واپس جائیں اور تم اللہ کے رسول کو لیکر واپس جاؤ، سب نے بیک آواز جواب دیا، ہم خوش ہیں، ہم خوش ہیں، اس ہدایت پر مزید بحث آئندہ بھی آرہی ہے۔ انشاء اللہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ہدایت و دعوت پر اُمّت سے کوئی صلہ نہیں مانگا، نہ ہی اپنے عمل کا کوئی بدلہ ان سے طلب کیا بلکہ ان کو صرف دعا اور اپنے اوپر کثرت سے صلوٰۃ وسلام بھیجنے اور اپنی اتباع کا حکم فرمایا کہ آپؐ کے احکامات کی پیروی کیجائے اور منع کی ہوئی باتوں سے اجتناب کیا جائے، جیسا کہ آپؐ کا ارشاد ہے:۔

کل امتی یدخلون الجنۃ الا من ابٰی قیل ومن ابٰی یا رسول اللّٰہ، قال من اطاعنی دخل الجنۃ و من عصانی فقد ابٰی۔	میری امت کے سب لوگ جنت میں داخل ہوں گے سوائے اس کے جو انکار کریگا، آپؐ سے پوچھا گیا، منکر کون ہے؟ آپنے فرمایا جو میری اطاعت کریگا جنت میں جائیگا اور جو میری نافرمانی کریگا

EmaanLibrary.com

وہ منکر ہوا۔

نیز آپ نے حکم فرمایا کہ اللہ کی عبادت اُس کے مشروع طریقہ سے کیجائے، استحسان اور بدعات کے ذریعہ بندگی نہ کی جائے، اللہ کا ارشاد ہے :۔

قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ ۔ (ص ۔ ۸۶)

آپ کہہ دیجئے کہ میں اس قرآن پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا اور نہ میں تکلف کرنیوالوں میں ہوں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ طریقہ اور شان نہیں کہ آپ کی مدح میں شوقی وغیرہ شعراء کے مبالغہ آمیز اشعار پڑھے جائیں بلکہ آپ نے اس سے منع فرمایا ہے، آپکا ارشاد ہے

لا تطروني كما اطرت النصارى عيسى بن مريم، انما انا عبد فقولوا، عبد الله ورسوله (بخاری ومسلم)

مجھے میرے مرتبہ سے مت بڑھاؤ جیسے نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریم کو بڑھایا۔ میں تو اللہ کا بندہ ہوں پس مجھے اللہ کا بندہ اور اسکا رسول کہو۔

"اطراء" کہتے ہیں مدح و تعریف میں حد سے گذر جانا، ہم نے اس سے پہلے عبداللہ بن الشخیر کا قول پیش کیا ہے کہ جب وہ بنی عامر کے وفد کے ساتھ تشریف لائے تھے و حضور کو اس طرح خطاب کیا تھا۔" انت سيدنا انت افضلنا۔" آپ ہمارے سردار ہیں، آپ ہم میں سب سے افضل ہیں، تو آپ نے فرمایا، یہ کہو یا اس میں سے کچھ جملہ کہو شیطان تم کو بہکانے نہ پائے۔ میں محمد اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ میں نہیں چاہتا کہ تم مجھ کو میرے مرتبہ سے اوپر اٹھاؤ، جہاں اللہ نے مجھے رکھا ہے، حالانکہ سب و معلوم ہے کہ آپ علی الاطلاق اگلوں اور پچھلوں کے سردار ہیں اور مخلوق خدا میں سب سے افضل ہیں، پھر بھی فرمایا، "مجھے انبیاء پر فضیلت مت دو۔" یہ سب احتیاط اس لئے رتا گیا کہ اصل دین محفوظ رہ جائے اور لوگ آپ کی محبت میں نفس کے بہکاوے میں آکر غلو نہ کرنے لگ جائیں، جس سے آپ نے یہ کہہ کر منع فرمایا ہے۔ "غلو سے بچو

تم سے پہلے والے لوگ غلو ہی سے ہلاک ہوتے ہیں۔“ اور انبیاء کی محبت میں غلو کے باعث لوگ ان کی قبریں پوجنے لگ گئے۔

آپؐ کا یہ فرمان آپ کی زندگی میں پوری طرح آپؐ پر منطبق تھا۔ اب یہی حکم وفات کے بعد بھی باقی رہے گا، اس لئے کہ جس بات کو آپ نے اپنی زندگی میں ناپسند فرمایا وہ آپ کی وفات کے بعد بھی ناپسند رہے گی، حتیٰ کہ علماء نے آپ کی قبر کے پاس آواز بلند کرنے کو بھی مکروہ کہا ہے۔ لیکن افسوس کہ اس مصنف نے، شوقی کی تعریف میں بڑا مبالغہ کیا ہے کہ اس نے آپ کی شان میں مبالغہ آمیز اشعار کہے، لیکن حکم رسول کے سامنے کسی کے قول کی حاجت نہیں، جب اللہ کی طرف سے سیلاب عظیم آگیا تو معقل کی نہر کا کام کیا۔

صاحب رسالہ کہتا ہے:۔

”کوئی معترض یہ اعتراض کر سکتا ہے کہ اب تک تم نے جو دلائل پیش کئے، ان میں محفل میلاد نبوی کی مشروعیت کی کوئی واضح دلیل نہیں کیوں کہ ہم کہیں گے کہ یہ اعتراض نعمت الٰہی کیلئے انعقاد محفل اور اس پر قیاس کر کے میلاد محمد صلعم کی مشروعیت کی تردید کے لئے کافی و مناسب نہیں ہے۔“

ہمارا جواب یہ ہے کہ مخلوقات کے بارے میں اللہ کی عادت یہ ہے کہ جو شخص کوئی راز یا عقیدہ چھپاتا ہے تو اللہ سبحانہ، و تعالیٰ اس کے عمل و عقیدہ کے راز کو اپنے خطاب اور کتاب کے صفحات پر ظاہر کر دیتا ہے، بہتر ہے تو بہتر ظاہر کرتا ہے بُرا ہے تو بُرا بتا دیتا ہے، اور برتن میں جو کچھ ہوتا ہے وہی ٹپکتا ہے، اور جو خیر سے محروم ہے وہ خیر عطا نہیں کر سکتا، اللہ کا ارشاد ہے:۔

وَلَوْ نَشَاءُ لَأَرَيْنٰكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ — اگر ہم چاہتے تو آپ کو پورا پتہ بتا دیتے، اور

EmaanLibrary.com

بِسِيْمٰهُمْ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ ۔ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَعْمَالَكُمْ (محمد ۔۳۰) طرزِ کلام سے ضرور پہچان لیں گے ۔

رسالہ کا مصنف خود ہی اعتراف کر رہا ہے کہ ممکن ہے کہ لوگ کہیں کہ اُس نے محفل میلاد نبوی کے انعقاد پر کوئی صحیح دلیل نہیں پیش کی، نہ قرآن سے نہ قول رسول سے، نہ صحابہ و تابعین، نہ اُئمہ مذاہب میں سے کسی کی طرف سے، مصنف کا اپنے بارے میں یہ اعتراف حقیقت پر مبنی ہے اور لوگوں کا اس پر اعتراض بھی صحیح ہے ۔ لہٰذا بانجھ سے اولاد کا حاصل کرنا اور بیمار سے شفا مانگنا کتنی بڑی زیادتی ہے ۔ اور اس طبیب سے شفا کی کیا امید جس کی دوا ہی سے بیماری پیدا ہوتی ہو ۔

ہاں البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں صریح ممانعت ثابت ہے آپ کا ارشاد ہے :۔

علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین من بعدی تمسکوا بھا وعضوا علیھا بالنواجذ وایاکم ومحدثات الامور فان کل محدثۃ بدعۃ ۔ میری سنت اور میرے بعد خلفائے راشدین کے طریقہ کو مضبوط پکڑنا، دانتوں سے اس کو دبا رکھنا، اور ہر نئی ایجاد شدہ باتوں سے بچنا کیوں کہ ہر ایجاد شدہ بات بدعت ہے ۔

اور محفل میلاد کے انعقاد پر تمام علماء اسلام کا اجماع ہے، خواہ کچھ لوگ اس کو "بدعت حسنہ" کیوں نہ کہیں ۔ کیوں کہ شریعت میں کوئی بدعت حسنہ نہیں ہوتی بلکہ ہر بدعت گناہ ہے اور ہر بدعت ضلالت ہے اور ضلالت کا انجام جہنم ہے ۔

نیز مصنف اس بدعت سے دوسری بدعت کی طرف فرار کر رہا ہے جو پہلی بدعت سے بھی زیادہ خراب ہے اور وہ بدعت "محفل ذکر نعمت" ہے ۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی گرمی سے بچنے کے لئے آگ کی پناہ لے، کیوں کہ محفل ذکر نعمت کے انعقاد کو محفل میلاد کے انعقاد

EmaanLibrary.com

کی دلیل بنانا نص اور قیاس سے دونوں اعتبار سے فاسد استدلال ہے اور جو شخص بھی اس دلیل سے استدلال کرے گا وہ کبھی ہرگز اس کو سنت یا بدعت حسنہ نہیں کہہ سکتا، اور ہمارے لئے تو اس کی یہ شہادت ہی کافی ہے کہ اُس نے میلاد نبوی کی محفل کے انعقاد کے بارے میں کوئی صحیح دلیل نہیں پیش کی ہے، اس کا حال تو اس عورت کی طرح ہے جس نے اپنا سوت کاتکر خود ہی نوچ ڈالا۔ جس کا انجام یہ ہے کہ وہ اپنی خواہشات کے ساتھ الٹ پلٹ کر رہا ہے اور اندھی اونٹنی کی طرح بھٹک رہا ہے۔

اور ایک جید عالم اور بابصیرت مفکر دلائل منقولہ و معقولہ ہی سے استدلال کرتا ہے جس کی صحت کے علماء اسلام بھی گواہ ہوتے ہیں، کیوں کہ ایسی باتیں دل میں اثر کرتی ہیں اور قبولیت کے لائق ہوتی ہے۔ اور علماء سنت کے ذریعہ بدعت کے خلاف جنگ کرتے ہیں، لیکن جو قول صحت کے معیار سے خارج ہو تو ہر شخص اس کو رد کر دے گا، لہٰذا بدعت سے بدعت کے لئے استدلال کرنا مٹی کو مزید گیلا کرنا ہے۔

واذا استشفیت من داء بداء   فاکثر ما أعلك ما شفاك

جب تم کسی بیماری سے بیماری کا علاج کروگے، تو جتنا بھی کرو جس چیز سے تم بیمار ہوئے وہ تمہیں شفا نہیں دیگی

جب سمجھ بُری ہوئی تو نتیجہ بھی بُرا ہوگا اور جب نتیجہ برا ہوا تو مقصد بھی برا ہوگا۔

اللہ اس مصنف کو ہدایت دے جب اُس نے میلاد نبوی کے مسنون ہونے کی بحث شروع کی اور اس کو "بدعت حسنہ" قرار دیدیا، لیکن اس کی تائید میں کوئی واضح دلیل اور نص صریح نہیں پائی تو اس بدعت کی تائید کے لئے مجبوراً ایک دوسری بدعت خود ہی ایجاد کر ڈالی، یعنی محفل ذکر نعمت کی بدعت، ہمیں معلوم نہیں کہ اس سے پہلے بھی کسی نے اس کا ذکر کیا ہے یا نہیں۔ پھر دونوں بدعتوں کی تائید میں آیات قرآنی کے معنی کو الٹ پھیر کر دوسرا غلط معنی مراد لیا کہ احتفال نعمت کی بدعت کو احتفال میلاد نبوی کی بدعت کیلئے حجت

EmaanLibrary.com

بنا دے، اس کے لئے اُس نے بڑی بھاگ دوڑ کی اور اپنے مقصود سے ہٹ کر دور دراز چیزوں کا سہارا لیا اور مبہوت و پریشان ہو کر اپنے استدلال کے لئے تار عنکبوت سے بھی زیادہ کمزور دلائل کا سہارا لیا جس سے ظاہر ہوا کہ بس اس کے فن کی یہی اتنی حقیر پونجی ہے اس کے نزدیک نہ شریعت کی تعظیم، نہ قرآن کا احترام، نہ حدیث کی توقیر، اس کی پوری کتاب کا یہی حال ہے نہ کہیں وہ حدیث تلاش کرتا، نہ حدیث کی اتباع، نہ سنت کا دفاع، نہ اسوۂ حسنہ کی رغبت، بس قرآن سے کھیلتا ہے کہ کسی طرح قرآن سے اس بدعت حسنہ کے لئے کوئی مثال مل جائے جس سے عقل و فہم کے کمزور لوگ دھوکہ کھا جائیں۔

وأذا امتحن الدنیا لبیب تکشفت   له عن عدو فی لباس صدیق

جب کوئی عقلمند دنیا کو جانچتا ہے تو پتہ چلتا ہے کہ اسکے کتنے دشمن دوست کے لباس میں ہیں

صاحب رسالہ نے کہا:۔

"ہمارے پاس ایک دوسری مدنی انصاری دلیل بھی ہے، جسے امام السنہ احمد بن حنبل نے نقل فرمایا ہے اور ان سے شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے روایت کی ہے۔ امام احمد نے فرمایا: روایات سے ثابت ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے قبل انصار کہا کرتے تھے، اگر ہم اس بات پر غور کرتے کہ کسی دن جمع ہو کر اس دین کا ذکر کریں جسے اللہ نے ہم پر انعام کیا ہے، لوگوں نے کہا سنیچر کے دن، دوسروں نے کہا ہم یہود کے ساتھ ان کے دن میں جمع نہیں ہوں گے۔ لوگوں نے کہا "اتوار" کے دن، تو اوروں نے کہا، ہم عیسائیوں کے ساتھ ان کے دنوں میں جمع نہیں ہوں گے۔ لوگوں نے کہا "عروبہ" کے دن اور انصار جمعہ کے دن کو یوم العروبہ کہتے تھے چنانچہ ابو امامہ اسعد بن زرارہ کے گھر لوگ جمع ہوتے۔ حضرت

EmaanLibrary.com

ابو امامہ نے ان کے لئے ایک بکری ذبح کی جو سب کیلئے کافی ہوئی۔"

الجواب: ہم الحمد للہ پوری کتاب پر ایمان رکھتے ہیں جو کچھ بھی اللہ کی طرف سے اور اس کے رسول کی طرف سے ثابت ہے سب کو تسلیم کرتے ہیں، ہم ان میں سے نہیں ہیں جو کتاب کے ایک حصّے پر ایمان لاتے ہیں اور دوسرے کا انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ دونوں کے درمیان کی راہ اختیار کریں۔ اور انصار کے جمع ہونے کا جو، قصہ بیان کیا ہے جسمیں انصار مطالبہ کر رہے تھے کہ کسی دن جمع ہو کر اپنے رب کی عبادت کریں تو یہ واقعہ جس طرح بیان کیا گیا ہے بالکل صحیح ہے، لیکن وہ نماز جمعہ ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے مشروع ہوئی تھی۔ جب مہاجرین مسلسل مدینہ آنے لگے تو آپؐ نے حضرت مصعب بن عمیر کو حکم فرمایا کہ وہ لوگوں کو جمعہ کی نماز پڑھائیں، اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جمعہ کی نماز دوسری فرض نمازوں کے ساتھ فرض کی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے پانچ وقت کی نمازیں فرض کیں اور جمعہ کو ان میں سب سے ضروری قرار دیا جو ہفتہ کی عید ہے اور جو عید الاضحیٰ اور عید الفطر سے افضل ہے، اللہ تعالیٰ نے اس امت کیلئے جمعہ کو پسند فرمایا ہے، جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے، ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ نے ہم میں سے پہلے والوں کو جمعہ سے بھٹکا دیا، یہود کے لئے سنیچر کا دن تھا، اور نصاریٰ کے لئے اتوار کا، اللہ نے ہم کو جمعہ کے دن کی ہدایت فرمائی، ہم آخری ہیں، سبقت کرنے والے ہیں، اور ایک روایت میں ہے کہ ان کو ہم سے پہلے کتاب دی گئی اور ہم کو بعد میں دی گئی۔ اُنھوں نے اپنے اس دن کے بارے میں اختلاف کیا تو اللہ نے ہمیں جمعہ کے دن کی رہنمائی فرمائی، بقیہ نمازوں کے ساتھ جمعہ بھی مکہ شریف میں فرض کر دیا گیا تھا، لیکن مشرکین کی روک ٹوک کی وجہ سے مکہ میں آپؐ جمعہ نہیں قائم کر سکے تھے، لیکن جب کچھ صحابہ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی

EmaanLibrary.com

تو آپؐ نے مصعب بن عمیر کو حکم فرمایا کہ لوگوں کو جمعہ کی نماز پڑھائیں۔

عبدالرحمن بن کعب (جو اپنے والد کے اندھے ہونے کے بعد ان کا ہاتھ پکڑ کر چلتے تھے) کا بیان ہے کہ میرے والد جب جمعہ کی نماز پڑھتے تھے تو اسعد بن ازارہ کے لئے رحم کی دعا کرتے تھے، میں نے کہا، ابا جان، آپ جب جمعہ کی اذان سنتے ہیں تو اسعد بن ازارہ کیلئے رحم کی دعا کرتے ہیں، انھوں نے کہا، میرے لخت جگر سب سے پہلے انھوں نے ہی ہم لوگوں کو بنو بیاضہ کے باڑے میں جمعہ کے لئے جمع کیا اور ہمارے لئے ایک بکری ذبح کی ہم نے انہیں کے پاس کھانا کھایا، میں نے پوچھا، آپ لوگ کتنے آدمی تھے؟ کہا، چالیس (ابوداؤد، ابن ماجہ)۔ اسی حدیث سے ان لوگوں نے استدلال کیا ہے جو جمعہ کی صحت کے لئے چالیس آدمیوں کی موجودگی کو ضروری سمجھتے ہیں، حالانکہ اس حدیث سے اس تعداد کی شرط کا قطعی ہونا ثابت نہیں ہوتا، کیوں کہ اس سے تو صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ پہلی بار جب جمعہ کی نماز ادا کی گئی تو اس وقت لوگوں کی تعداد چالیس تھی۔ یہ تعداد آنحضرت صلعم کی طرف سے خاص طور پر متعین نہیں کی گئی تھی۔ بلکہ صحیح یہ ہے کہ جمعہ کی نماز چالیس سے کم بلکہ بارہ آدمیوں سے کم میں بھی صحیح ہوتی ہے اور یہ سب کی طرف سے ہے۔ لیکن پہلا جمعہ جو اس کے فوراً بعد ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا وہ مدینہ میں بنو عبدالاشہل کی مسجد میں پڑھا تھا، جب آپؐ مدینہ طیبہ ہجرت کر کے تشریف لائے تھے اتفاق سے وہ جمعہ ہی کا دن تھا، آپؐ حضرت ابوایوبؓ انصاری کے مکان پر اترے اور جمعہ کی نماز پڑھائی

اس کو جمعہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ "جمع" سے مشتق ہے۔ اہل اسلام ہفتہ میں ایک مرتبہ اسی دن اکٹھا ہوتے ہیں اور اللہ کی بندگی نہایت اطمینان سے کرتے ہیں، اللہ نے اسی بارے میں یہ آیت نازل فرمائی ہے۔

يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ

اے ایمان والو، جب جمعہ کے دن نماز کیلئے

EmaanLibrary.com

لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۔

اذان کہی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جان سکو

(الجمعہ ۔ ۹)

اور اسی لئے فقہاء نے بلا ضرورت متعدد جگہ جمعہ پڑھنا حرام قرار دیا ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "جمعہ حق ہے ہر مسلمان پر جماعت کے ساتھ واجب ہے، سوائے چار شخصوں کے، غلام، عورت، بچہ اور بیمار (ابو داؤد) اور جمعہ کا یہ اجتماع کتاب و سنت اور اجماع امت سے مشروع ہے اور اس کی فضیلت، اس کی محافظت اور اسکے چھوڑنے پر سخت ترین وعید کی بابت کثرت سے احادیث مروی ہیں، چنانچہ مسلم نے عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منبر کی سیڑھیوں پر کہتے سُنا ہے: "لوگ جمعہ چھوڑنے سے باز آجائیں ورنہ اللہ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا، پھر وہ ہمیشہ کے لئے غافل ہو جائیں گے۔"

لہٰذا جمعہ کے اس مشروع اجتماع کو میلاد النبی کے اس اجتماع پر قیاس نہیں کرنا چاہیے جس کی کتاب و سنت اور عمل صحابہ سے کوئی اصل ثابت نہیں اور ائمہ مذاہب میں سے کوئی بھی اس کی مشروعیت کا قائل نہیں، اور اس سے بیشمار خرابیاں بھی پیدا ہوتی ہیں۔ لہٰذا اس کو جمعہ کے دن پر کیسے قیاس کیا جا سکتا ہے، جس میں مسلمان اللہ کی بندگی کیلئے جمع ہوتے ہیں، کچھ نمازیں پڑھتے رہتے ہیں، کچھ قرآن کی تلاوت کرتے رہتے ہیں، کچھ تسبیح و استغفار میں مصروف رہتے ہیں، اور جب امام خطبہ کیلئے کھڑا ہوتا ہے تو خاموش ہو کر توجہ سے سنتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ یہ بات مصلی کے لئے بہت مکروہ سمجھی گئی ہے کہ کوئی لوگوں کی گردن پھاندے اور امام کے خطبہ کے درمیان کسی سے بات چیت کرے، اور ایسا

EmaanLibrary.com

کرنے والا اُس گدھے کی طرح ہے جو اپنے اوپر بوجھ لادے ہوئے ہے، یا جس شخص نے اپنے ساتھی سے کہا "چپ رہو" تو اس نے لغو کام کیا، اُس کا جمعہ نہیں۔ اور ایک صحیح طور پر ادا کیا گیا جمعہ دوسرے آنے والے جمعہ کے درمیان کا کفارہ ہے، اور مزید تین دن کے لئے جمعہ کا یہ اجتماع جو اس طریقے پر ادا کیا جاتا ہے، اللہ کی وہ حکیمانہ شریعت اور اس کا ڈھیدھا دین ہے جس کے بارے میں اللہ کا ارشاد ہے:۔

ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۔ (الجاثیہ۔۱۸)

پھر ہم نے آپ کو دین کے ایک خاص طریقے پر کر دیا، آپ اسی کی اتباع کیجئے اور جاہلوں کی خواہشات پر نہ چلئے۔

لیکن میلاد النبی یا معراج النبی یا محض ذکر نعمت کا انعقاد مخلوق کی شریعت ہے تو کیا بالفاظ قرآن ان جاہلوں کے لئے ایسے شریک ہیں جو انہیں دین میں ایسی باتیں بنا کر دیتے ہیں، جن کی اجازت اللہ نے نہیں دی ہے اگر یہ بات نہیں تو پھر اللہ کی حکیمانہ شریعت کو مخلوق کی شریعت پر کیسے قیاس کیا جا سکتا ہے، جس کو گمراہ علماء نے گڑھا ہے اور عوام الناس یہ سمجھ کر ان کی پیروی کرتے ہیں کہ یہی دین اور حق ہے، جب کہ حقیقت میں وہ باطل ہے۔

پھر یہ علماء سوء عوام کو دھوکہ دیتے ہیں اور دین کے نام پر ان کے ساتھ فریب کرتے ہیں اور ان کے سامنے باطل کو حق اور بدعت کو سنت بنا کر پیش کرتے ہیں کیونکہ ان محفلوں میں ان کو لذیذ کھانے ملتے ہیں۔ کتنی جسارت کے ساتھ وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ محفل میلاد ادلۂ عقلیہ و نقلیہ و اجماعیہ سے مشروع ہے اور اس کو جمعہ اور عید کے لئے لوگوں کے اجتماع پر قیاس کرتے ہیں اور یوم عاشوراء کو "صوم النبی" قرار دیتے ہیں جس دن اللہ نے حضرت موسیٰ اور ان کی قوم کو نجات دی تھی اور اس کو محفل نعمت سے تشبیہ دیتے

EmaanLibrary.com

ہیں۔ اور دوشنبہ کے روزہ کو جس دن آپ پیدا ہوئے تھے "محفل نعمت" قرار دیتے ہیں۔

تعجب ہے کہ یہ محفل نعمت کب مشروع ہوئی، اور کس کتاب میں اس نے اس کو دیکھا ہے اور کون عالم اس کا قائل ہے اور محفل تو قوم کے اجماع کو کہتے ہیں اور یہ عاشورہ اور دوشنبہ کے روزہ کو محفل سے کیا تعلق؟ کیا اس مصنف نے خواب میں یہ کتاب لکھی ہے جس کو عقل و فکر سے کوئی واسطہ نہیں۔ جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے:۔

وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَّأَبْصَارًا وَّأَفْئِدَةً فَمَآ أَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَآ أَبْصَارُهُمْ وَلَآ أَفْئِدَتُهُمْ مِّنْ شَيْءٍ إِذْ كَانُوْا يَجْحَدُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ (الاحقاف ۲۶)

اور ہم نے ان کو کان اور آنکھ اور دل دیئے تھے لیکن چوں کہ وہ آیات الٰہیہ کا انکار کرتے تھے اس لئے اُن کے کان، ان کے کام آئے نہ ان کی آنکھیں نہ اُن کے دل۔

اور جو قول بلا دلیل ہو اس کو ہر شخص رد کر سکتا ہے، لیکن عامی آدمی اس قسم کی باتوں سے دھوکہ کھا جاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ قرآن سے مشروع ہے، خصوصاً جب کہنے والا اس کو اچھے الفاظ میں ملمع کر کے کہے تو عوام اور ضعیف العقل لوگوں میں اس کی صحت راسخ ہو جاتی ہے، جیسا کہ شاعر نے کہا۔

فی زخرف القول تزیین لباطله — والحق قد یعتریه سوء تعبیر

بات کی ملمع کاری میں باطل کے لئے زینت ہے — اور حق کبھی کبھی بُری تعبیر سے بُرا ہو جاتا ہے

تقول هٰذا اجاج النحل تمدحه — وان تشاء قلت هٰذا قیٔ الزنابیر

تم کہو گے کہ یہ شہد کی مکھی کا تھوک ہے، تب بھی اس کی تعریف ہو گی۔ — اور چاہو تو یوں بھی کہو کہ یہ زنبور کی قئ ہے

مدحا وذما وما جاوزت وصفهما — والحق قد یعتریه سوء تعبیر

تم نے تعریف اور شکایت میں حد سے تجاوز نہیں کیا — اور حق کبھی بُری تعبیر سے بُرا ہو جاتا ہے

EmaanLibrary.com

صاحب رسالہ نے کہا؛

"حدیث کل بدعة ضلالة"، معارض ہے یا اس سے زیادہ واضح اور کثرت طرق سے مروی حدیث کی تخصیص کرتی ہے، اور وہ حدیث یہ ہے:۔

من سن فی الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها الی یوم القیٰمة و من سن فی الاسلام سنة سیئة فعلیه وزرها ووزر من عمل بها الی یوم القیٰمة (مسلم)	جو شخص اسلام میں کوئی اچھا طریقہ ایجاد کرے گا تو اس کو اس طریقہ کا اور جو لوگ عمل کریں گے سب کا ثواب ملے گا، اور جو شخص اسلام میں کوئی بُرا طریقہ ایجاد کریگا تو اس پر اسکا اور اس پر عمل کرنے والوں کا گناہ قیامت تک کے لئے ہوگا۔

تو ہمارا جواب یہ ہے،

کہ صاحب رسالہ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ میلاد النبی کی محفل کا انعقاد ایک بدعت ہے لیکن اُس نے اس بدعت کو مذکورہ حدیث کے ذریعہ "سنة حسنة" قرار دینے کی کوشش کی ہے۔ لیکن جب یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ محفل میلاد بدعت ہے جیساکہ صاحب رسالہ نے بھی اقرار کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "کل بدعة ضلالة" ہر بدعت ضلالت ہے۔ لفظ بدعت یہاں نکرہ ہے جو عموم پر دلالت کرتا ہے اور ہر قسم کی بدعت پر شامل ہے۔ لہٰذا شریعت میں کوئی بدعت حسنہ نہیں، بلکہ ہر بدعت سنت اور 'حسنہ' کے مخالف ہے اور ہر بدعت 'سیئة' یعنی گناہ ہے، اگر ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت ہوتی تو آپ کے احکامات پر عمل کرتے اور ممنوعات سے اجتناب کرتے،

EmaanLibrary.com

اور جب یہ بات خود اُس کے نزدیک ثابت شدہ ہے کہ میلاد النبی کی یہ مروجہ بدعت نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں موجود تھی نہ صحابۂ کرام کے، تو اب اسے دین میں ایک اضافہ سمجھا جاتے گا اور یہ اضافہ آخر کس نے کیا؛ کیا ان کے کچھ ایسے شرکاء ہیں جو اُن کو دین میں ایسی باتیں بنا کر پیش کرتے ہیں جن کی اجازت اللہ نے نہیں دی ہے۔"

بدعت اس فعل کو کہتے ہیں جو ثواب کی نیت سے کیا جائے جس کی شریعت میں کوئی اصل نہ ہو، لہٰذا دین کے پورے ہو جانے کے بعد بدعت کا یہ فعل دین میں اضافہ ہے اور یہ نئی اور جھوٹی بات ہے۔ علماء نے کہا ہے "اتباع کرو اور ایجاد مت کرو" اور یہ بھی کہا ہے کہ "جس عبادت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا ہے اس کو تم بھی مت کرو۔ اس لئے کہ پہلوں نے بعد والوں کے لئے عبادت اور دینی طاعات سے متعلق امور میں کوئی گنجائش نہیں چھوڑی۔

کل خیر فی اتباع من سلف   وکل شر فی ابتداع من خلف

ساری بھلائی سلف صالحین کی پیروی میں ہے   اور ساری بُرائی بعد والوں کی بدعت میں ہے

رہی بدعت حسنہ تو وہ عادات میں ہوتی ہے عبادات میں نہیں۔

صاحب رسالہ نے کہا؛

"محفل میلاد نبوی کا انعقاد تو صرف اللہ کے ذکر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام اور آپ کی سیرت و فضیلت کے بیان کے لئے ہوتا ہے اور اس میں کھانا کھلایا جاتا ہے، ایک دوسرے کو سلام کیا جاتا ہے اور شرکاء محفل ایک دوسرے سے مل کر اللہ کی یاد تازہ کرتے ہیں"

اس کا جواب یہ ہے کہ تمام بدعات کا مزاج یہ ہے کہ وہ ذکر الٰہی سے ہٹ کر مختلف قسم کے منکرات کا مجموعہ بن جاتی ہے، کیوں کہ بدعات کفر کی قاصد ہیں اور بہت سے بھلائی

EmaanLibrary.com

کے طلبگار بھلائی سے محروم رہتے ہیں اسی لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سختی کیساتھ اس سے منع فرمایا ہے اور صحابہ کرام کو تاکید فرمائی کہ بدعات کو دور کریں۔ جیسا کہ حضرت عمرؓ نے اس درخت کو کاٹ دیا جس کے نیچے لوگ اس خیال سے نماز پڑھنے لگے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے نیچے صحابہ سے بیعت لی تھی۔ اسی طرح عبداللہ بن مسعودؓ ابو موسیٰ اشعری نے ان لوگوں کو منع فرما دیا تھا جو مسجد نبوی میں جمع ہو کر اجتماعی طور پر تسبیحات پڑھتے تھے، ان میں سے ایک شخص کہتا تھا "سو مرتبہ لا الہ الا اللہ پڑھو"، تو بقیہ لوگ سو مرتبہ لا الہ الا اللہ پڑھتے تھے، پھر کہتا "سو مرتبہ سبحان اللہ پڑھو" تو لوگ سو مرتبہ سبحان اللہ پڑھتے تھے۔ پھر کہتا "سو مرتبہ اللہ اکبر کہو" لوگ سو مرتبہ اللہ اکبر کہتے تھے۔ ان کو اس طریقہ پر تسبیحات پڑھنے سے منع فرمایا اور کہا اس کے بدلے اپنے گناہ شمار کرو، ہم ذمہ دار ہیں کہ تمہاری نیکی ضائع نہ ہوگی، اور انبیاء وصالحین کے بارے میں غلو کے سبب ہی سے عربوں میں بُت پرستی آئی، اور وہ ان صالحین کی قبروں کو استھان بنا کر پوجنے لگ گئے، اور جس قوم میں کوئی بدعت جاری ہوتی ہے وہاں سے کوئی سنت اٹھالی جاتی ہے، لہٰذا سنت کو مضبوط پکڑنا بدعت کے ایجاد سے بہتر ہے۔

اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ان لوگوں کا یہ عمل سچائی پر مبنی ہوتا تو یہ لوگ آپؐ کے ارشاد پر عمل کرتے اور بدعت سے بچتے، اور اپنے گھروں اور راستوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے، لیکن جیسا کہ صاحب رسالہ نے لکھا ہے کہ محفل میلاد میں مرغوب کھانے ملتے ہیں اور دوستوں سے ملاقات ہوتی ہے تو اس بدعت کی تائید و تقویت کا سب سے بڑا سبب دراصل یہی ہے۔ رہی یہ حدیث من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ فلہ اجرھا واجر من عمل بھا۔ تو "سنت" طریقہ کو کہتے ہیں جس کا اطلاق اچھے اور بُرے دونوں پر ہوتا ہے اور قرآن وحدیث

EmaanLibrary.com

میں دونوں ہی کا ذکر موجود ہے۔ سنت حسنہ کے بارے میں اللہ کا ارشاد ہے۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ" اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین من بعدی تمسکوا بہا وعضوا علیہا بالنواجذ وایاکم ومحدثات الامور، فان کل محدثۃ بدعۃ۔" میرے اور خلفاء راشدین کے طریقہ کو مضبوط پکڑ لو اس کو دانتوں سے پکڑو اور نئی نئی ایجاد شدہ باتوں سے بچو، اس لئے کہ سب نئی بات بدعت ہے۔

خلفائے راشدین کی سنت کا مطلب ان کا طریقہ، جیسا کہ حضرت عمرؓ بن عبدالعزیز نے فرمایا" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد خلفاء نے جو طریقے اختیار کئے ان پر عمل کرنا کتاب اللہ پر عمل کرنا ہے اور دین کی طاقت کا سبب ہے، کسی کو نہ اس میں تبدیلی کا اختیار ہے، نہ اس کے خلاف کسی بات پر غور کرنے کا حق، جس نے اس سے راہ پکڑی وہ راہ یاب ہوا، اور جس نے اس سے مدد چاہی فاتح و منصور ہوا، اور جس نے اس کو چھوڑ کر اہل ایمان کی راہ کے علاوہ دوسری راہ اختیار کی تو اللہ اس کو وہیں پھیر دے گا جس طرف اس نے رُخ کیا اور اس کو جہنم کے بدترین ٹھکانے میں پہونچا دے گا۔ لہٰذا کسی کو یہ خیال نہ ہونا چاہئے کہ خلفائے راشدین عبادات میں ایسا طریقہ ایجاد کرلیں گے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امر و نہی کے خلاف ہوگا، کیوں کہ قانون سازی خاص اللہ اور اس کے رسول کا حق ہے۔"

سنت سیئہ: اس کی بابت صحیحین میں ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے؛

"تم ضرور اپنے پہلے والوں کے طریقے پر چلو گے بالکل ان کے قدم سے قدم ملا کر، یہاں تک کہ اگر وہ کسی گوہ کی بل میں گھسے ہوں گے تو تم بھی

EmaanLibrary.com

گھسو گے"۔ لوگوں نے پوچھا، کیا آپ کا اشارہ یہود و نصاریٰ کی طرف ہے
آپؐ نے فرمایا "پھر اور کون ، یعنی تم لوگ یہود و نصاریٰ کی مکمل تقلید کروگے"

اسی طرح مسلم میں عبداللہ بن عباسؓ کی یہ حدیث بھی ہے کہ آپؐ نے فرمایا، سب سے زیادہ اللہ سے سرکشی کرنے والے تین قسم کے لوگ ہیں، جو غیر قاتل کو قتل کرے، جو جاہلیت کی وجہ سے قتل کرے، یا جو اسلام میں جاہلیت کے طریقہ کو رواج دینے کا خواہاں ہو، یعنی اپنے عمل اور قول میں جاہلیت کی تقلید کرے، اسی طرح یہ حدیث بھی اس سلسلے میں بیان کی جاسکتی ہے،" ظلم سے جو جان بھی ماری جائے گی اس کا گناہ آدم کے پہلے بیٹے پر لکھا جائے گا کیوں کہ قتل کا رواج اسی نے ڈالا۔ لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ ایجاد کیا اُس کو اُس سنت حسنہ کا بھی ثواب ملیگا، اور جتنے لوگ اُس پر عمل کریں گے اُن کا ثواب بھی اُس کو ملے گا"۔ اس کی توضیح خود اسی حدیث میں موجود ہے، جسے مسلم نے جریر بن عبداللہ سے روایت کیا ہے، اُن کا بیان ہے کہ ہم لوگ صبح سویرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ غازیوں کی ایک جماعت اس حالت میں آئی کہ ننگے بدن اون کی چادر اوڑھے ہوئے، تلواریں لٹکائے ہوئے عام لوگ بلکہ سبھی لوگ قبیلہ مضر کے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی یہ فاقہ مست حالت دیکھی تو آپؐ کے چہرہ کا رنگ بدل گیا، آپؐ بیتابی کے عالم میں اندر جاتے اور باہر آتے۔ اس کے بعد آپؐ نے لوگوں کو خطاب کرکے فرمایا "لوگو اپنے اُس رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک ہی جان سے پیدا کیا ہے اور اُس جان سے اُس کا جوڑا پیدا کیا اور اس سے بہت سے مرد اور عورتیں پیدا کردیں اور اُس اللہ سے ڈرو جس کے نام سے تم ایک دوسرے سے سوال کیا کرتے ہو اور قرابت سے بھی ڈرو" (النساء) ایک شخص نے دینار و درہم اور ایک صاع گیہوں صدقہ کیا، آپؐ نے

EmaanLibrary.com

مزید ترغیب دیتے ہوئے فرمایا "صدقہ کرو خواہ آدھی کھجور ہی سہی" اس کے بعد لوگوں کا تانتا بندھ گیا۔ ایک شخص ایک صاع کھجور لے کر آیا تو منافقین طعنہ مارنے لگے کہ بھلا اللہ کو اس ایک صاع کی کیا ضرورت، اس کے بعد دوسرا شخص دیناروں کی ایک اتنی بڑی تھیلی لے کر آیا جس کو وہ مشکل سے اٹھا رہا تھا، اس پر منافقین نے یہ فقرہ چست کیا کہ یہ محض ریاکاری ہے، اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیہوں کے دو ڈھیر جمع ہو گئے، آپؐ جب خوش ہوتے تو آپؐ کا چہرہ روشن ہو جاتا، اس موقع پر آپؐ نے فرمایا "جو شخص اسلام میں اچھا طریقہ جاری کرے تو اُس کو اپنا اجر بھی ملے گا اور اس پر عمل کرنے والے دوسرے سب لوگوں کا اجر بھی قیامت تک ملیگا۔ آپؐ نے اس تھیلی والے کی طرف اشارہ فرمایا جس کو دیکھ کر صدقہ دینے والوں کا سلسلہ قائم ہو گیا، اسی لئے اکثر علمائے اسلام اس کے قائل ہیں کہ جب ایک دوسرے کو دیکھ کر صدقہ دینے کی ترغیب ہو رہی ہو تو صدقہ چھپانے کے بجائے اعلان کر کے دینا افضل ہے، جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے:۔

اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَ	اگر تم صدقہ ظاہر کر کے دو تو یہ بھی اچھا ہے،
اِنْ تُخْفُوْهَا وَ تُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ	اور اگر اس کو چھپا کے دو تو یہ بھی بہتر ہے۔
خَيْرٌ لَّكُمْ۔	(البقرۃ - ۲۷۱)

دونوں ہی صورتوں کو اللہ نے پسند فرمایا، الغرض اس حدیث میں بدعت کو بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ جس کی طرف صاحب رسالہ نے اشارہ کیا ہے، کہنے کی کوئی دلیل نہیں ہے، اگر ہم "سنۃ حسنۃ" کی تفسیر کرنا چاہیں تو اس حدیث میں تھیلی والے واقعہ سے بہتر توضیح سنت حسنہ کی نہیں کی جا سکتی جس کی وجہ سے لوگوں نے اپنی حسب حیثیت صدقہ دینے کا سلسلہ شروع کر دیا لیکن فضیلت تو پیش قدمی کرنے والے کے لئے ہے اسی طرح "سنۃ سیئہ" کی مثال "محفل میلاد نبوی" سے زیادہ بہتر نہیں پیش کی جا سکتی،

EmaanLibrary.com

جو مصر کے فاطمیوں کی سنت تھی، پھر ان کے بعد اس کی ضلالت کی دوسروں نے پیروی کی اس لئے کہ لوگ خیر و شر میں ایک دوسرے کی نقالی کرتے ہیں۔ اور "الابداع فی مضار الابتداع" کے مصنف نے لکھا ہے کہ میلاد کی بدعت سب سے پہلے فاطمیوں نے شروع کی، انھوں نے یہ بدعت عیسائیوں سے سیکھی، کیوں کہ عیسائی حضرت مسیح علیہ السلام کے یوم ولادت کو بڑی اہمیت دیتے ہیں، اس دن کو بڑے تہوار کی طرح مناتے ہیں، اس دن دوکانیں، کارخانے، بازار اور لین دین کی عام تعطیل کرتے ہیں، ان کی دیکھی دیکھا فاطمیوں نے بھی میلاد نبوی کی ایسی ہی تنظیم شروع کردی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اندھی تقلید کے سبب دیکھتے دیکھتے یہ بدعت ایک شہر سے دوسرے شہر میں پھیلتی چلی گئی اور بدعت چاہے جیسی ہو اس کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ انڈے بچے دیتی ہے اور ایک بدعت سے دوسری بدعت پیدا ہوتی ہے، اور ہر پیدا ہونے والی بدعت پہلی سے بدتر ہوتی ہے جیسے محفل میلاد کی بدعت سے مصنف نے محفل ذکر نعمت کی بدعت پیدا کی جو اس کے نزدیک واجب ہے، معلوم ہوا کہ بدعت محفل میلاد فاطمیوں کی بدعت ہے اسلامی سنت نہیں ہے، جو عیسائیوں کی میلادی تہوار کی تقلید میں ایجاد کی گئی ہے۔ سلف صالح کے عمل سے اس کا دور کا بھی واسطہ نہیں۔ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ دونوں حدیثوں یعنی "ایاکم ومحدثات الامور فان کل محدثۃ بدعۃ" اور حدیث من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ فلہ اجرھا واجر من عمل بھا الی یوم القیٰمۃ" کے درمیان کوئی تعارض نہیں کیوں کہ دونوں دو الگ حقیقت کو بیان کرتی ہیں اور اپنی اپنی جگہ درست ہیں۔ خلاصہ یہ کہ سنت طریقہ کو کہتے ہیں، رسول کی سنت کو رسول کا طریقہ کہا جاتا ہے۔

یہ یاد رہے کہ بدعت اس نئے طریقہ کو کہتے ہیں جس کی شریعت میں کوئی اصل نہ

EmaanLibrary.com

ہو اور زیر بحث صدقہ والی حدیث ایک سنۃ ثابتہ یعنی صدقہ کے متعلق ہے جس کی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے اصل ثابت ہے، اس لئے کہ اس صحابی نے صدقہ کا طریقہ ایجاد نہیں کیا تھا بلکہ انھوں نے اپنے عمل سے صرف ایک ہدایت اور کار خیر کی طرف لوگوں کو راستہ دکھایا تھا ورنہ صدقہ تو کتاب وسنت اور تمام امتوں کے اجماع سے ثابت ہے جیساکہ اللہ کا ارشاد ہے :۔

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِنْكُمْ وَأَنْتُمْ مُعْرِضُونَ.

اور اس وقت کو یاد کرو جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور قرابت داروں اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ احسان کرنا، اور لوگوں سے اچھی بات کرنا اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا، لیکن تم میں سے چند کے سوا سب پھر گئے۔

(البقرۃ - ۸۳)

یہ علماء بدعت جو محفل میلاد نبوی کے اسٹیج پر بیٹھنے کے لئے ہر وقت آمادہ رہتے ہیں اور ان کی دیکھی دیکھا اور لوگ بھی اس پر عمل کرتے ہیں "یہ لوگوں سے کہتے رہتے ہیں کہ محفل میلاد کا انعقاد "سنۃ حسنہ" یا "بدعت حسنہ" ہے۔ جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عوام الناس میں آپ کی عظمت کا اظہار ہوتا ہے تو ان کا یہ سارا قول و فعل قطعاً باطل ہے، اور ہر سال پابندی کے ساتھ اس محفل کے منعقد ہونے کی وجہ سے عوام اس کو دینی سنت سمجھ بیٹھے ہیں اور جب اسے ترک کرنے کا حکم دیا جاتا ہے تو عوام بھڑک اٹھتے ہیں اور یہ سمجھ لیتے ہیں کہ دین کی کوئی اہم سنت بدلی جارہی ہے۔ اس طرح وہ اس کو دین کا ایک جزء سمجھتے ہیں، جب کہ دین سے اس کو کچھ تعلق نہیں ہے فالله

EmaanLibrary.com

اور اُس کے رسول نے اس کا حکم دیا ہے لہٰذا سنت کو مضبوطی سے تھامے رہنا بدعت کے ایجاد کرنے سے بہتر ہے، اور عوام نے یہ کہہ کر اس بدعت کو اور بھی مقبول عام بنا دیا ہے کہ جو شخص محفل میلاد میں حاضری دے گا وہ صحت مند رہیگا، اس کی اولاد کو عافیت نصیب ہوگی، اس کو زبردست مالی فائدہ ہوگا، عوام میں یہ پروپگنڈہ کیا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محفل میلاد میں تشریف لاتے ہیں اور حاضرین مجلس کو پہچانتے ہیں، لہٰذا آپ کے ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا واجب ہے اور جو شخص اس محفل میں نہیں آئے گا وہ اور اس کی اولاد کسی بیماری میں مبتلا ہوگی، اور اس کو مالی خسارہ ہوگا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اس کو نصیب نہ ہوگی۔ اس کے علاوہ مصنف نے میلاد النبی کو جمعہ، عید، صوم عاشوراء وصوم دوشنبہ وغیرہ کے ہم پلّہ قرار دیا ہے اور اپنے من مانی دعویٰ کے ثبوت وتائید کے لئے قرآن کی آیات اور ان کے معانی میں تحریف تک کر ڈالی ہے۔ اور جیسا کہ بار بار کہا گیا ہے کہ بدعات کا مزاج یہ ہے کہ وہ بہت جلد پھیلتی اور شر وفساد کو جنم دیتی ہیں، اگر آپ اس حقیقت کا مشاہدہ کرنا چاہتے ہیں تو مصر ولبنان، شام وعراق اور ایران وغیرہ ممالک[1] میں میلاد النبی کے نام سے عوام جو کچھ کرتے ہیں۔ ان کی تحقیق کیجئے وہاں غلو، مبالغہ، رونا، پیٹنا، نوحہ، قیام وقعود، گانا بجانا شراب نوشی، مرد وزن کا اختلاط اور بیسیوں قسم کے مفاسد کھیل تماشے کی شکل میں ایجاد و رائج کئے گئے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس بات سے بھی منع کیا ہے اس کا فساد بالکل واضح اور نقصان سب پر بھاری ہے، چاہے وہ فوراً ظاہر نہ ہو لیکن کچھ عرصہ کے بعد اس کے بُرے نتائج ظاہر ہوتے ہیں۔

---

[1] افسوس ہند وپاکستان، بنگلہ دیش وغیرہ بھی ان خرافات میں کسی سے پیچھے نہیں ہیں۔

EmaanLibrary.com

کوئی شخص یہ کہنے کی جرأت نہیں کر سکتا کہ محفل میلاد سنت ہے، لیکن صحابہ کرام اور سلف صالحین اس سے ناواقف تھے' یا واقف تھے لیکن اس پر عمل نہیں کیا، کیوں کہ یہ بے تکی بات ہے، دین تو ان سے پہلے ہی مکمل ہو چکا ہے۔ شاعر نے کہا ہے:۔

ثلاث تشقیٰ بھن الدار المولد والماتم والزار

تین چیزوں سے گھر منحوس ہوتا ہے میلاد، ماتم اور بھوت سے

مُصنف نے کہا:۔

"اس میں شک نہیں کہ اجر عظیم کا حصول بدعت حسنہ کے اتباع میں ہے جو اس حدیث کی روشنی میں سنۃ حسنہ ہے" من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ فلہ اجرھا واجر من عمل بھاالیٰ یوم القیٰمۃ " یہ حدیث بدعت حسنہ کے مخالفین پر فیصلہ کن حیثیت رکھتی ہے، اور ان کے دعویٰ کو تہہ و بالا کر ڈالا ہے کہ " محفل میلاد نبوی بدعت ہے اگر یہ کار خیر ہوتا تو صحابہ ہم سے پہلے اس پر عمل کرتے "، بلاشبہہ میلاد نبوی کی محفل کا انعقاد بدعت حسنہ اور سنۃ حسنہ ہے، جس نے اس سنت کو جاری کیا اور اُس پر عمل کیا اللہ تعالیٰ اس کو اسکا اور قیامت تک اس پر عمل کرنے والوں کا ثواب عطا فرمائے۔"

جواب میں ہم کہیں گے؛

اُلاتسالان المرء ماذا یحاول، أنحب نیقضیٰ أم ضلال و باطل

تم اس شخص سے پوچھو آخر وہ کیا چاہتا ہے نذر جو پوری کیجائے یا ضلالت و باطل پرستی

یہ اُس دَور کی آخری خصوصیت ہے کہ جب علم کو جہالت اور جہالت کو علم کہا جانے لگا ہے، بدعت کو سنت اور سنت کو بدعت بنا دیا گیا ہے، اسی ماحول میں بچہ پروان چڑھتا

EmaanLibrary.com

اور بڑا بوڑھا بنتا ہے۔ نوبت یہ آگئی ہے کہ جب کسی بدعت کے مٹانے کی کوشش کی جاتی ہے تو لوگ شور مچاتے ہیں کہ لو سنت مٹائی جا رہی ہے۔ اور رسالہ کے مصنف کو تول ومنقول میں حقائق کو بدلنے کی خاص علت ہوگئی ہے۔ اس کا خاص کام ہی یہ ہوگیا ہے کہ سنت کو بدعت اور بدعت کو سنت کہتا پھرے، اور بدعات کو رواج دینے والے مجرم کو مستحق ثواب قرار دے، اس کے لئے وہ باتوں کی ہیرا پھیری اور حق کی علانیہ مخالفت کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس نے اپنی عقل سے لوگوں کے لئے ایک دستور وضع کر دیا ہے، لیکن اس کی ان رکیک تعلیمات کا شکار صرف کم فہم جہلاء اور علم ومعرفت سے نابلد عوام ہی ہوتے ہیں۔

یہ شخص لوگوں کو معیوب اور باطل کو ملمع کرنے اور لوگوں کو صراط مستقیم سے روکنے کا خاص عادی ہے، اس پر بھی جسارت کے ساتھ کہتا ہے کہ ہم اہل بدعت ہی اہل ایمان سے زیادہ سیدھی راہ پر ہیں، اور اس نے خود ہی یہ اعتراف کیا ہے کہ محفل میلاد کا انعقاد بدعت ہے، لیکن بدعت کے لفظ سے بچنے کے لئے اس نے "بدعت حسنہ" کی نئی اصطلاح ایجاد کی اور بدعت حسنہ کی اسی بنیاد پر ان لوگوں کی جو میلاد نبوی کے قائل اور اس پر عامل ہیں خوب تعریف کر ڈالی اور انھیں مستحق ثواب قرار دیدیا، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے برعکس فرمایا ہے۔ ایسا قطعی فیصلہ جس سے اس اختلاف کی جڑ کٹ جاتی ہے اور جس پر ساری امت کا اجماع ہے کہ بدعت چاہے حسنہ ہو یا سیئہ "ہر بدعت ضلالت ہے" اب ناظرین ہی فیصلہ کریں کہ ہم صاحب رسالہ کی بات مانیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کو مقدم رکھیں، اس لئے کہ بدعت اور جھوٹ کا فعل کبھی صالح نہیں بن سکتا، اور نام بدلنے سے اشیاء کے حقائق نہیں بدل سکتے اور بدعت کا لغوی معنی ہے دین کے پورے ہونے کے بعد اس میں

EmaanLibrary.com

کسی چیز کو بڑھانا، ایک معنی اس کا یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جو کام از راہ ثواب کیا گیا ہو، اور شریعت میں اس کی کوئی بنیاد نہ ہو وہ بدعت ہے۔

اور شریعت اسلامیہ میں بدعت حسنہ کا کوئی وجود نہیں ہے۔ اس بارے میں بعض علماء کی غلط بیانی کا کوئی اعتبار نہیں، اور شریعت اسلامیہ نے مصالح کے حصول اور اس کو بڑھانے پر زور دیا ہے اور مفاسد کو دفع کرنے اور اس کو گھٹانے کا حکم دیا ہے، اور وسائل کو مقاصد کا حکم دیا ہے اور جس بدعت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے اس کی مضرت واضح اور مفسدت راجح ہے، خواہ فی الفور وہ لوگوں پر ظاہر نہ ہو لیکن مستقبل میں اس کا یہی انجام رونما ہوگا، لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ رد نہیں کیا جا سکتا اور آپ کی باتیں بدلی نہیں جا سکتیں۔

اور جس درخت کے نیچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام سے بیعت لی تھی اس کے نیچے لوگ خاص طور پر جا کر نماز پڑھتے تھے، حضرت عمرؓ نے اس درخت کو اس خطرہ کے پیش نظر کٹوا دیا کہ کہیں مستقبل میں نماز کے بجائے لوگ اس درخت کی عبادت نہ کرنے لگ جائیں، کیوں کہ ہم سے پہلے والے اسی بنا پر شرک میں پڑ کر تباہ ہوئے تھے، کہ انہوں نے اپنے انبیاء کے آثار کے پیچھے پڑ کر ان کی قبروں کو بت بنا لیا تھا۔ کسی چیز کا روک دینا اس کے ختم کرنے سے آسان ہے، اور سنت میں میانہ روی بدعت میں کوشش کرنے سے بہتر ہے۔

اور صاحب رسالہ کو معقول و منقول باتوں میں حقائق کے بدل ڈالنے کا خاص مرض ہے، اور قرآن و حدیث میں تاویل و تحریف کا بھی وہ خصوصی ماہر ہے، وہ اس شخص کے عمل کو صحیح اور سنت حسنہ قرار دیتا ہے جو بدعت و ضلالت کا مرتکب ہوتا ہے جس کی کتاب اللہ

EmaanLibrary.com

سنت رسول اللہ، نیز صحابہ، تابعین اور ائمہ مذاہب اربعہ میں سے کسی کے یہاں کوئی اصل اور وجود نہیں ہے۔ صاحب رسالہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وحکم کے الٹے مفہوم پر عمل کر رہا ہے، یعنی جو شخص ضلالت کی طرف دعوت دے تو اس پر اس کا گناہ ہوگا، اور قیامت تک جو لوگ اس پر عمل کریں گے، سب کا گناہ بھی اس پر ہوگا، اور اللہ اور اس کے رسول کا قول وحکم سچا ہے اور جو شخص ان پر افترا پردازی کرے اور دین میں ایسی بات کا اضافہ کرے جس کا اللہ اور اس کے رسول نے حکم نہیں دیا ہے وہ جھوٹا ہے۔

اور جو لوگ میلاد نبوی کو مسنون ثابت کرنے کیلئے بحث وجدال کر رہے ہیں وہ اس بدعت سے پیدا ہونے والے مفاسد کو ہم سے زیادہ جانتے ہیں، لیکن وہ اس مفاسد کا انکار کرتے ہیں، کیوں کہ جیسا کہ صاحب رسالہ نے لکھا ہے کہ ان میلادی اجتماعات کا بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ ان میں گلچھرے اڑانے کیلئے دوستوں سے ملاقات بھی ہوتی ہے اور عمدہ عمدہ کھانے بھی ملتے ہیں، لیکن محبت ایسی چیز ہے جو آدمی کو اندھا اور بہرا بنا دیتی ہے۔

اس کاتب کی اولوالعزمی اور عقل وہوش کا تقاضہ تو یہ تھا کہ وہ اپنی ساری جدوجہد اور دوڑ دھوپ لوگوں کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی دعوت قبول کرنے پر صرف کر دیتا اور لوگوں کو نصیحت کرتا کہ سلف صالحین کے طریقہ پر چلیں اور ان بدترین بدعات سے ان کو منع کرتا، اور ان کے سامنے ان آیات واحادیث کی تشریح کرتا جن میں انبیاء اور صالحین کی قبروں کو ان کے بارے میں غلو کی بناء پر بت قرار دیا گیا ہے، اور لوگوں کو منع کرتا کہ قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنائیں، ان کو بلند نہ کریں، ان کے اوپر قبے نہ تعمیر کریں ان پر چراغ نہ جلائیں، اور نہ قبر پر جن اور بھوت کیلئے جانور ذبح کریں، کیوں کہ یہ اللہ کے ساتھ شرک ہے اور سنتوں کا پاس اور بدعات سے اجتناب کا ان کو حکم دیتا، اور نماز، روزہ اور تمام شرائع اسلام کی پابندی کی تاکید کرتا، اور کثرت سے دعا وتضرع کی تاکید کرتا اور ہر

وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بکثرت درود بھیجنے کی ترغیب کرتا کیوں کہ یہ عظیم اطاعت اور افضل بندگی ہے اور لوگوں کو بتاتا کہ یہ امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی ایک کے سوا باقی سب کے سب جہنم میں داخل ہوں گے۔ آپ سے لوگوں نے پوچھا، یا رسول اللہ وہ کونسا ناجی فرقہ ہوگا؟ فرمایا جو اس طریقے پر قائم رہے گا جس پر آج میں اور اصحاب قائم ہیں۔ اگر صاحب رسالہ ان سب باتوں کی جد و جہد کرتا تو زیادہ بہتر اور لائق اجر و ثواب ہوتا اور جو لوگ بھی اس پر عمل کرتے سب کا ثواب بھی اس کو ملتا، لیکن افسوس؛

انادی فلا ألقیٰ مجیبا سوی الصدیٰ	واحسب ان الحی لیس باھل
میں آواز دیتا ہوں مگر صدائے بازگشت کے سوا جواب نہیں پاتا	میرا خیال ہے کہ یہاں کوئی زندہ شخص نہیں رہتا

رہا یہ کہنا کہ صحابہ کرام نے قرآن کو جمع کیا جب کہ وہ عہد نبوی میں متفرق تھا، تو یہ عمل بدعت حسنہ ہے، اسکا جواب یہ ہے کہ قرآن کا جمع کرنا ہرگز بدعت حسنہ نہیں، بلکہ وہ تمام اُمت خصوصًا صحابہ کرام پر فرض تھا اگر وہ ایسا نہ کرتے تو گنہگار ہوتے، کیوں کہ قرآن کو بھولنے اور ضائع ہونے سے بچانا ضروری ہے، اور قرآن واقعات و حالات کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر آہستہ آہستہ اترا کرتا تھا، جیسا کہ ارشاد ہے:۔

لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ جُمْلَةً وَاحِدَةً	یہ قرآن دفعۃ واحدہ کیوں نہیں نازل کیا گیا اس
كَذَٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهِ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنَاهُ	طرح تدریجًا اس لئے ہم نے نازل کیا تاکہ ہم،
تَرْتِيلًا وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا	اس کے ذریعہ سے آپ کے دل کو قوی رکھیں
جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا۔	اور ہم نے اس کو ٹھہرا ٹھہرا کر اُتارا ہے اور یہ
(الفرقان - ۳۳)	کیسا ہی سوال لائیں ہم اسکا ٹھیک جواب اور
	بہتر تفسیر کے ساتھ دیں گے۔

قرآن لوگوں کے سینوں میں، کتابوں میں، کپڑے کے ٹکڑوں میں اور پتلے پتھروں

EmaanLibrary.com

پر متفرق طور پر باقی تھا، مسیلمہ اور اُس کے ماننے والوں سے جب یمامہ کی مشہور لڑائی ہوئی جس میں بہت سے صحابہ اور حفاظ قرآن شہید ہوئے تو حضرت عمرؓ کو خوف ہوا کہ کہیں قرآن کے حفاظ کی اس طرح موت سے قرآن کا کچھ حصّہ ضائع نہ ہو جائے چنانچہ اُنھوں نے حضرت ابو بکر صدیقؓ سے اس مسئلہ پر گفتگو کی اور ان کے سامنے قرآن کے جمع کرنے کا مطالبہ پیش کیا، لیکن حضرت ابو بکرؓ اس مسئلے کو اہم سمجھ رہے تھے، کیوں کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے پہلے قرآن کو جمع کرنے کی کوئی مہم نہیں چلائی تھی، لیکن حضرت عمرؓ مسلسل حضرت ابو بکرؓ سے اس بارے میں گفتگو کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمرؓ کی طرح حضرت ابو بکرؓ اور باقی تمام صحابۂ کرام کے دل بھی اس مہم کے لئے کھول دیئے اور لوگ اس پر متفق ہو گئے، اور اسے ایک ضروری اور تقاضائے وقت کے مطابق عمل سمجھا۔

پھر قرآن کے جمع کرنے کا کام تین قرا صحابہؓ کے ذمّہ کیا، جن کے سربراہ حضرت زید بن ثابتؓ تھے۔ ان حضرات نے پورا قرآن جمع کر لیا صرف ایک آیت رہ گئی تھی، زید بن ثابتؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کو پڑھتے سُنا تھا۔ "لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیه ماعنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رّحیم" اس آیت کو میں نے خزیمہ بن ثابت الانصاری کے پاس پایا اور اس کی جگہ پر رکھ دیا۔

قرآن کا جمع کرنا صحابۂ کرام پر واجب تھا، اس کے بغیر قرآن سے پورے طور پر فائدہ اُٹھایا ہی نہیں جا سکتا تھا، اور جس چیز سے کوئی امر واجب پورا ہوتا ہو، اس کا انجام دینا بھی واجب ہے، نیز قرآن کے جمع کرنے کی مصلحت راجح اور منفعت واضح ہے، اور پھر صحابہ نے قرآن کے جمع کرتے وقت اصل قرآن پر کوئی زائد چیز کا اضافہ نہیں

EmaanLibrary.com

کیا، نہ قرآن کے لفظ میں نہ اس کے معنیٰ میں، اور شریعت کی بنیاد دین کی حمایت اور حفاظت پر قائم ہے جس میں قرآن کی حفاظت بھی شامل ہے، لہٰذا قرآن کا جمع کرنا مقاصد شریعت کے عین مطابق ہے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے قرآن کو خود جمع کرنے کی ذمہ داری لی ہے فرمایا "انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون" ہم نے ہی قرآن نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

اور شریعت الٰہیہ کا تقاضا بھی یہی ہے کہ قرآن اپنے الفاظ و خطاب کے اعتبار سے ایک جگہ جمع و محفوظ ہو، ارشاد الٰہی ہے :- "ان علینا جمعه و قرانه" ہمارے ذمہ ہے اس کا جمع کرنا اور اس کا پڑھوا دینا۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کے اترتے وقت شدت محسوس کرتے تھے، چنانچہ حضرت جبرئیلؑ جب قرآن آپ پر پیش کرتے تو اس ڈر سے کہ کہیں بھول نہ جائیں اپنے لب مبارک ہلایا کرتے تھے۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "لا تحرك به لسانك لتعجل به اِنّ علینا جمعه و قرانه" آپ قرآن کے ساتھ اپنی زبان جلد جلد مت ہلایئے، ہمارے ذمہ ہے قرآن کا جمع کرنا اور اس کا پڑھوا دینا، یعنی ہم پہلے اس کو آپ کے سینے میں جمع کر دیں گے پھر آپ پڑھتے رہیں گے، اور جب ہم وحی کے ذریعہ اس کو پڑھوا دیں تو آپ اس کو پڑھئے، یعنی پہلے توجہ سے سنیئے اور خاموش رہیئے،

معلوم ہوا کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے خود ہی قرآن کے جمع و ضبط کرنے کا فیصلہ صادر فرمایا ہے، جیسا کہ ارشاد ہے، انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون "، اس سے ثابت ہوا کہ قرآن کا جمع کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ خود اللہ تعالیٰ نے اس کے جمع و حفاظت کا اہتمام فرمایا ہے۔

EmaanLibrary.com

رہیں دوسری آسمانی کتابیں تو ان کی حفاظت کی ذمہ داری خود ان امتوں پر تھی اور انھوں نے اس بارے میں غفلت و بے توجہی برتی جس کا انجام یہ ہوا کہ ان میں بکثرت تغیر و تبدل ہوا اور وہ اصلی حالت میں محفوظ نہ رہ سکیں۔ جس کی بابت اللہ کا ارشاد ہے:

فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ (البقرۃ۔۹)

بڑی تباہی ہے ان لوگوں کے لئے جو اپنے ہاتھوں سے کتاب لکھ لیا کرتے تھے پھر کہتے تھے یہ اللہ کی طرف سے ہے تاکہ اس کے ذریعہ کچھ تھوڑی پونجی حاصل کرلیں تو بڑی تباہی ہے جو انھوں نے لکھا، اور بڑی تباہی ہے جو وہ کماتے تھے۔

اور چوں کہ اس اُمت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس کی آسمانی کتاب اُمت کے سینوں میں محفوظ رہے گی، جس کی وجہ سے یہ اندیشہ بجا تھا کہ انسان بھول چوک کا پتلا ہے ایسا نہ ہو کہ زمانہ گذرنے کے ساتھ ساتھ انسان کے حافظہ سے بھی اس کے کچھ حصّے ضائع ہو جائیں، کیوں کہ "انسان" کو انسان محض اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں "نسیان" کا مادہ موجود ہے، جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے:۔

وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا (طٰہٰ۔۱۱۵)

اور اس سے پہلے ہم نے آدم سے ایک عہد لیا تو وہ بھول گئے اور ہم نے اُن میں پختگی نہ پائی۔

اور شاعر نے اسی معنی کو اس طرح ادا کیا ہے:

وما سمی الانسان الا لنسیه — وما القلب الا أنه یتقلب

انسان کو انسان محض اسکے نسیان کیوجہ سے کہا جاتا ہے — اور قلب کو قلب محض اسلئے کہا جاتا ہے کہ وہ منقلب ہوتا رہتا ہے

اگر قرآن مجموعہ کی شکل میں نہ رہتا تو اس کے بھلا دیئے جانے کا خدشہ تھا اور اس طرح قرآن کے اکثر حصّوں کو ضائع ہو جانے کا خطرہ تھا، خصوصاً اس آخری زمانے میں جب

EmaanLibrary.com

کہ قرآن کے حفظ کرنے کا لوگوں میں کوئی اہتمام نہیں، پھر ارشاد الٰہی "ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ" (البقرۃ) اور "شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ" (البقرۃ) ہدایت سے مراد یہاں حق اور رشد اور سیدھی راہ کی طرف رہنمائی ہے،" اور "بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ"، کا مطلب ہے اللہ کے حدود، اس کے فرائض، حلال و حرام کو یہ کتاب بیان کرتی ہے، اور فرقان کا مطلب ہے حق و باطل کے درمیان فیصلہ کن، "کتاب انزلناہ الیک لتخرج الناس من الظلمٰت الی النور باذن ربھم الی صراط العزیز الحمید"، اور "کتاب اُحکمت اٰیاتہ ثم فصلت من لدن حکیم حمید" اور "کتاب فصلت اٰیاتہ قراٰنا عربیا لقوم یعلمون بشیرا و نذیرا فاعرض اکثرھم فھم لا یسمعون"، اور "کتاب انزلناہ الیک مبارک لیدبروا اٰیاتہ ولیتذکر اولوا الالباب" ان آیتوں میں "کتاب" اور "قرآن" کا مطلب ہے پورا مجموعہ، قرآن صرف کسی چھوٹی سورہ جیسے "انا اعطینٰک الکوثر"، اور "لاِیلٰف قریش"، وغیرہ پر پوری کتاب کا اطلاق اور اس کا یہ وصف منطبق نہیں ہوگا، یعنی کسی ایک متفرق سورہ کی حفاظت سے پورا قرآن محفوظ نہیں سمجھا جائے گا۔ اس لئے قرآن کا جمع کرنا اس اُمت پر فرض تھا تاکہ دین بھی محفوظ رہے اور کتاب الٰہی بھی، اگر جمع قرآن کا یہ اہتمام نہ کیا گیا ہوتا تو کتاب ٹکڑوں ٹکڑوں میں بٹ کر بکھر گئی ہوتی اور اس کی صحت پر لوگوں کا اعتماد ختم ہوگیا ہوتا اور پچھلی کتابوں کی طرح اس میں بھی حشو و زوائد داخل کر دیئے گئے ہوتے، اور اس فریضہ کی ادائیگی سے غفلت برتنے پر صحابۂ کرام بھی گنہگار رہوئے ہوتے۔

اپنی وحی میں سب سے پہلا جو حکم اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا وہ "کتابت" یعنی لکھنے

EmaanLibrary.com

کا تھا۔ فرمایا:۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ، اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِىْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ، عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ۔ (سورۃ العلق)

اپنے رب کے نام سے پڑھ جس نے پیدا کیا، جس نے انسان کو بندھے ہوئے خون سے پیدا کیا پڑھ اور تمہارا رب سب سے معزز ہے جس نے قلم سے سکھایا، جس نے انسان کو وہ بات سکھائی جو وہ نہیں جانتا تھا۔

یہاں یہ بتا دینا ضروری ہے کہ وہ کیا اسباب تھے جن کی بنا پر حضرت ابو بکرؓ نے جمع قرآن کی بابت حضرت عمرؓ کی رائے فوراً قبول نہیں کی۔ اہم وجہ یہ تھی کہ کچھ نئے مسائل جو صحابہؓ کرام کے زمانے میں اور ان کے بعد بھی پیدا ہوتے اُن کے حل کرنے میں مختلف رائیں ہو جائیں اور لوگ کتاب اللہ کے ہوتے ہوئے بھی فی الفور اس سے اس کا حل نہ معلوم کر پاتے کیوں کہ موضوع بحث سے متعلق آیت ان کے ذہن سے غائب ہوتی، لوگ بعد میں اس پر غور کرتے اور ایک دوسرے سے پوچھ کر مسائل کا حل تلاش کرتے تھے۔ مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا مسئلہ، جس کا بہت سے لوگوں نے انکار کر دیا تھا اور کچھ عرب یہ کہہ کر مرتد ہو گئے تھے کہ اگر آپؐ نبی ہوتے تو آپ کو موت نہ آتی، حضرت ابو بکرؓ اس موقع پر موجود نہ تھے مدینہ کے کنارے اپنی بیوی سے ملنے گئے تھے، اُنہیں وفات کی خبر ملی تو تشریف لائے اور آپؐ کا چہرۂ مبارک کھول کر فرمایا "آپؐ زندہ اور مُردہ دونوں حالتوں میں کتنے پاکیزہ تھے"، اور منبر پر تشریف لائے، حمد و ثنا کے بعد لوگوں کو خطاب فرمایا

"لوگو! جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بندگی کرتا تھا وہ سُن لے کہ، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مر چکے اور جو اللہ کی بندگی کرتا ہے وہ سن لے کہ اللہ ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے، کبھی نہیں مرے گا۔"

EmaanLibrary.com

اور یہ آیت پڑھی :-

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ وَ مَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۔ (آل عمران - ۱۴۴)

اور محمد صرف رسول ہیں آپ سے قبل اور بھی رسول ہو گذرے ہیں تو اگر وہ مر گئے یا شہید کئے گئے تو کیا تم لوگ الٹے پھر جاؤ گے اور جو شخص الٹا پھر بھی جائیگا تو اللہ کو ہرگز کچھ ضرر نہ پہونچا سکے گا اور اللہ حق شناسوں کو جلد جزا عطا کرے گا

حضرت عمرؓ کا بیان ہے کہ میں نے جب یہ آیت سُنی تو سخت تعجب ہوا ایسا معلوم ہوا کہ آج سے پہلے کبھی میں نے یہ آیت سنی ہی نہ تھی اور مجھے یقین ہو گیا کہ رسول اللہؐ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے۔" حضرت ابو بکرؓ کے اس آیت سے استنباط کے بعد مدینہ کے تمام مرد وزن اس آیت کو پڑھنے لگے، اور حکماء گہری رائے کو پسند کرتے ہیں، جذباتی رائے کو پسند نہیں کرتے۔

رہی یہ بات کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں قرآن کیوں نہیں جمع فرمایا، تو اس کی وجہ معقول یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن باری باری واقعات کے اعتبار سے اترا کرتا تھا اور وفات کے قریب اس میں بڑی تیزی اور تسلسل پیدا ہو گیا تھا چنانچہ آپ عرفہ میں وقوف فرما تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا۔

آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین پورا کیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کی اور تمہارے لئے اسلام سے راضی ہوا۔

اس کا مطلب یہ تھا کہ دین جب پورا ہو گیا تو اب تمام ہونے کے بعد اس کے ناقص،

EmaanLibrary.com

بھی ہونے کا وقت آرہا ہے اور یہ حجۃ الوداع کا موقع تھا، آپ اس کے بعد ہی لوگوں کو، رخصت فرمانے لگے تھے "شاید اس سال کے بعد آپ لوگ مجھ سے نہ مل سکیں"، اور اسی سبب سے اس کو حجۃ الوداع کہا جاتا ہے۔

پھر ایام تشریق کے درمیان ہی یہ آیت نازل ہوئی،

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا۔ (سورۂ الفتح)

جب اللہ کی مدد اور فتح آگئی اور آپ نے دیکھ لیا کہ لوگ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہو رہے ہیں تو آپ اپنے رب کی حمد کیجئے اور اس سے استغفار کیجئے، بیشک وہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔

اس سورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کے قریب ہونے کی خبر دی گئی ہے۔ جیسا کہ عبداللہ بن عباس رضؓ نے تفسیر کی ہے کہ اے محمد، جب اللہ کی مدد آپہونچی اور فتح یعنی مکہ فتح ہوگیا اور عرب اسلام قبول کرنے کے لئے فتح مکہ کے منتظر تھے اور کہتے تھے کہ اگر آپ نبی ہوں گے تو آپؐ کو قریش پر غلبہ حاصل ہوگا اور آپ مکہ فتح کرلیں گے، لیکن اگر نبی نہیں ہوں گے تو قریش آپؐ پر غالب آجائیں گے۔ لیکن جب مکہ بزور بازو فتح ہوگیا تو لوگ دین اسلام میں گروہ در گروہ داخل ہونے لگے، اور اسی وجہ سے ہجرت کے نویں سال کو "عام الوفود" کہا جانے لگا، اور آپؐ پر قرآن کی آخری آیت جو نازل ہوئی وہ یہ تھی :۔

وَاتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْهِ اِلَی اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰی كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ۝ (آخر سورۂ بقرہ)

اور اس دن سے ڈرو جب تم اللہ کی بارگاہ میں پیش کئے جاؤ گے پھر ہر نفس کو اس کی کمائی کا پورا بدلہ ملیگا اور لوگوں پر ظلم نہیں کیا جائے گا

EmaanLibrary.com

اس آیت کے نزول کے نو دن بعد آپؐ وفات پا گئے، یہ سبب تھا جس کی وجہ سے آپ قرآن جمع نہ کر سکے۔ دوسری مثال یہ ہے کہ جب عربوں نے زکوٰۃ بیت المال میں دینی روک دی اور حضرت ابوبکرؓ نے ان کے خلاف جنگ کا ارادہ کیا تو صحابہؓ نے ان کی رائے سے اختلاف کیا۔ ان کا کہنا تھا کہ آپ ان لوگوں سے کیسے جنگ کر سکتے ہیں جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے لڑوں یہاں تک کہ وہ لاالہ الا اللہ کا اقرار کریں، جب وہ لاالہ الا اللہ کہیں گے تو مجھ سے اپنا خون اور مال بچالیں گے، سوائے اس کے کہ اس کا لینا حق ہو۔" تو حضرت ابوبکرؓ نے اُن کو جواب دیا کہ زکوٰۃ لاالہ الا اللہ کا حق ہے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس دلیل سے یقین کر لیا کہ ابوبکرؓ حق پر ہیں اور ہم نے اُن کی پیروی کی۔

حضرت عمرؓ کو جب یہ معلوم ہوا کہ کچھ لوگ اُن کو حضرت ابوبکرؓ پر فضیلت دے رہے ہیں تو عوام کے مجمع میں کھڑے ہو کر کہنے لگے کہ میں اپنا اور ابوبکرؓ کا فرق بتاتا ہوں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو عرب بڑی تعداد میں مُرتد ہونے لگے، اور انھوں نے اپنے اونٹ، بکری زکوٰۃ میں دینی روک دیں۔ ہم اصحاب محمدؐ ایک رائے ہو کر ابوبکرؓ کے پاس آئے اور کہا، اے خلیفۂ رسول، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وحی الٰہی کے اشارے پر جنگ کرتے تھے، فرشتے آپ کی مدد کو حاضر رہتے تھے، اب یہ سلسلہ بند ہو گیا ہے لہٰذا مناسب ہے کہ آپ چُپ چاپ گھر میں بیٹھ جائیے، تمام عربوں سے لڑنے کی آپ میں طاقت نہیں ہے۔ اُنھوں نے جذبے میں پوچھا، کیا تم سب کا اسی پر اتفاق ہے؟ ہم نے کہا، ہاں۔ اُنھوں نے جواب دیا کہ "بخدا اس رائے کے مقابلے میں تو یہ پسند کروں گا کہ آسمان سے گرا دیا جاؤں اور پرندے مجھے اُچک کر کھانے لگیں، لوگو اگر تمہیں اپنی تعداد کم معلوم ہو رہی ہو اور تمہارے دشمن تم کو زیادہ معلوم ہو رہے ہیں تو شیطان تم میں

EmaanLibrary.com

اسی سواری پر سوار ہو گیا ہے، لیکن بخدا، اللہ اُس دین کو تمام ادیان پر ضرور غالب کر دے گا خواہ مشرک کتنا ہی بُرا مانیں، اُس کا قول حق ہے اور اس کا وعدہ سچّا" بل نقذف بالحق علیٰ الباطل فیدمغہ فاذا ھو زاھق ولکم الویل مما تصفون" بلکہ ہم حق کو باطل پر پھینک ماریں گے جو اس کو پاش پاش کر دے گا تب وہ مغلوب ہو جائے گا اور تمہارے لئے بڑی خرابی ہے جو تم گڑھتے ہو"کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ واللہ مع الصابرین"، کتنی بار ایسا ہوا کہ تھوڑی جماعت بڑی جماعت پر اللہ کے حکم سے غالب آگئی اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔" اور بخدا اگر انھوں نے مجھے اونٹ کی رسی بھی دینے سے انکار کیا جسے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں دیتے تھے تو میں ان سے اس پر قتال کروں گا اور ان کے خلاف اللہ سے مدد کا طالب ہوں گا، وہی سب سے بہتر مددگار ہے۔"

اور اس طرح کے ناگہانی واقعات متقدمین ومتأخرین کے درمیان ہوتے رہتے ہیں، جہاں عقل وفہم بیکار ہو جاتی ہے، اور حافظہ کبھی حاضر بھی رہتا ہے، کبھی غائب بھی ہو جاتا ہے، یاد رکھنے والا نہ یاد رکھنے والوں پر غالب آتا ہے، اور لوگ علم وفہم میں مختلف ہوتے ہیں اور معانی واحکام کے استنباط میں غور وفکر کا فرق عقل وجسم سے مختلف ہوتا ہے، آنکھ اور کان اپنے ذہن اور عقل ہی کے اعتبار سے نتیجہ حاصل کرتے ہیں اور ہر شخص اتنی ہی بات کرتا ہے جہانتک اسکے علم کی پہونچ ہے، اور جس کے پاس خود علم نہیں وہ دوسروں کو کیا دے گا، اور برتن میں جو ہوتا ہے وہی ٹپکتا ہے، لہٰذا کاتب رسالہ کا فرض تھا کہ بحث کی باریکیوں کو تحقیق کے ساتھ پیش کرتا، اور اس کے مشاکل اور دلائل کو صنعت تطبیق کے ساتھ واضح کرتا، اس کے ساتھ ساتھ اس کو یہ بھی جاننا چاہیئے کہ جو چیز حق اور تحقیق کی مضبوط بنیاد پر قائم ہے اس کو محض تھوک اور پھونک

EmaanLibrary.com

کرہلایا نہیں جا سکتا، کیوں کہ حق کے باقی رہنے کی ضمانت موجود ہے اور جھاگ تو سُوکھ کر اڑ جاتا ہے، آدمی حق کے ساتھ مخلوق کی پرواکئے بغیر رہتا ہے اور خلق کے ساتھ بلاغرض ولالچ۔

صاحب رسالہ نے کہا:۔

"عمر بن الخطاب نے جمعہ کی پہلی اذان کے بارے میں فرمایا، ہم نے اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ایجاد کیا ہے۔"

اس کا جواب یہ ہے:

جمعہ کی پہلی اذان کا حکم حضرت عثمانؓ نے دیا تھا، وہ چاہتے تھے کہ اس اذان کے ذریعہ جمعہ میں جلد آنے کیلئے لوگوں کو تنبیہ کریں، خلافت عمرؓ سے اس کا کوئی تعلق نہیں، نہ حضرت عمرؓ سے یہ قول ثابت ہے، البتہ اُنھوں نے تراویح کی نماز کے متعلق یہ کہا تھا، اور اذان اللہ کا ذکر ہے جو لوگوں کو نماز کے وقت کی خبر دینے کیلئے مشروع کی گئی ہے فجر کی نماز کی تیاری کے لئے بھی رات ہی میں اذان دے دینی جائز ہے، جمعہ کی پہلی اذان بھی اسی کے مشابہ ہے۔

علامہ شاطبی نے اس اذان کو ان مصالح میں شمار کیا ہے جو شارع کے مقاصد کے موافق ہیں۔ اور اذان آگ لگنے اور وباءِ عام کے وقت بھی مستحب ہے، اور بچے کی پیدائش کے وقت بھی، اور شریعت اسلامیہ کے بنیادی مقاصد کے حصول اور اُن کے بڑھانے پر، اور مفاسد کے دور کرنے اور ان کے گھٹانے پر قائم ہے، شریعت کی مصلحت راجح اور اس کی مفسدت واضح ہے۔ اور کوئی فساد انگیز چیز اس میں شامل نہیں۔ اذان جس طرح نماز کے وقت کے اعلان کے لئے ہے اُسی طرح نماز کے علاوہ دوسرے مصالح کے لئے بھی مستحب ہے، پس جمعہ کی پہلی اذان نماز کا اعلان ہے جیسے

EmaanLibrary.com

نماز کیوقت مؤذن کا گذر بیٹھے ہوئے غافل لوگوں پر ہو اور وہ بلند آواز سے اعلان کرے کہ "نماز کیلئے چلو" تو کیا ایسا کہنا بھی بدعت ہے؟

کچھ مسائل ایسے بھی ہیں جن کا کرنا اب ضرورت نے واجب کر دیا ہے حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ان پر عمل نہیں کیا گیا تھا، جیسے ایک ہی شہر میں متعدد جگہ جمعہ کا قیام، کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک ہی جگہ جمعہ مسجد نبوی میں ہوتا تھا۔ لیکن آپؐ کے بعد ضرورت نے عوام کی کثرت کی وجہ سے تعدد جمعہ کو ضروری بنا دیا تاکہ لوگ فریضۂ جمعہ پوری طرح ادا کر سکیں۔ اور ضرورت کا تقاضہ کے مطابق لحاظ کرنا ہی پڑتا ہے، یہاں شریعت کی مصلحت راجح اور اس کا نفع واضح ہے، اور یہ اعلان ان مصالح میں سے ہے جو مقاصد شریعت کے عین مطابق ہے اور اس کی حیثیت بھی جمعہ کی پہلی اذان کی طرح ہے۔

اسی طرح بدعت حسنہ کی مثال میں لوگ نماز تراویح کو بھی پیش کرتے ہیں حالانکہ تراویح کو بدعت حسنہ کہنا فہم و تدبر کی غلطی ہے، کیوں کہ شریعت میں بدعت حسنہ کا وجود ہی نہیں، چاہے اس کا کوئی بھی قائل ہو، کیوں کہ ہر بدعت ضلالت ہے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "کُل بدعۃٍ ضلالۃ" ہر بدعت ضلالت ہے لفظ بدعت نکرہ ہے جو عموم پر دلالت کرتا ہے۔ اس طرح نماز تراویح میں جماعت کے قیام کو بھی بدعت کہنا صحیح نہیں، کیوں کہ تراویح کی نماز تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت حسنہ ہے جس کو آپؐ نے اپنے قول و فعل اور اقرار سے مسنون فرمایا ہے۔

بخاری میں حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن آدھی رات کو مسجد میں تشریف لائے اور نماز پڑھی اور آپ کے ساتھ بہت سے لوگوں نے بھی نماز پڑھی، صبح ہوئی تو لوگوں نے رات کی نماز کا چرچا کیا تو دوسری رات کو

EmaanLibrary.com

پہلے سے زیادہ جمع ہوئے، صبح ہوئی اور لوگوں نے چرچا کیا تو تیسری رات اس سے بھی زیادہ لوگ جمع ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور آپؐ کیساتھ سب لوگوں نے تراویح پڑھی، لیکن چوتھی رات مسجد مصلیوں کے ہجوم سے بھر گئی، اس دن آپؐ فجر کی نماز کیلئے مسجد میں تشریف لائے اور فجر کی نماز کے بعد آپؐ لوگوں کی طرف مخاطب ہوئے اور کلمہ شہادت کے بعد فرمایا، لوگو! اتنی بڑی تعداد میں آپ حضرات کے جمع ہونے سے میں بے خبر نہیں تھا، لیکن میں ڈرتا تھا کہ کہیں یہ نماز تم پر فرض نہ ہو جائے تو تم اس کو ادا نہیں کر سکو گے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے اور لوگ اسی پر قائم رہے۔

ابن شہاب زہری کا بیان ہے کہ لوگ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت بھر اور حضرت عمرؓ کی خلافت کے ابتدائی ایام تک اسی طریقہ پر قائم رہے۔ اور بخاری میں عبدالرحمٰن بن عبدالقاری کا بیان ہے کہ میں حضرت عمرؓ کے ساتھ رمضان کی ایک رات میں مسجد کیطرف نکلا تو دیکھا مسجد میں لوگ منتشر اور متفرق تھے، ہر شخص اپنے لئے الگ نماز پڑھ رہا تھا اور کہیں چند آدمی مل کر بھی۔ یہ دیکھ کر حضرت عمرؓ نے کہا، میرا خیال ہے کہ اگر میں ان لوگوں کو ایک قاری کے پیچھے جمع کر دیتا تو اچھا ہوتا، چنانچہ ابی بن کعب کو تراویح کا امام مقرر کر کے سب کو ان کے ساتھ جمع کر دیا۔ دوسری رات کو بھی میں ان کے ساتھ مسجد گیا تو دیکھا لوگ اپنے قاری کے پیچھے تراویح پڑھ رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر حضرت عمرؓ نے فرمایا "یہ کتنی اچھی بدعت ہے اور جس وقت لوگ سوتے ہیں وہ وقت ان کی اس نماز کے وقت سے زیادہ افضل ہے۔" اُن کا مطلب تھا رات کے آخری حصہ میں جب عموماً لوگ سوتے رہتے ہیں اسوقت تراویح پڑھنا اوّل شب سے افضل ہے

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز تراویح سنت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

EmaanLibrary.com

نے اس کو مقرر فرمایا ہے۔ آپؐ نے مسلسل طور پر صحابہ کے ساتھ محض اس لئے یہ نماز نہیں پڑھی کہ کہیں فرض نہ کر دیجائے، تو لوگوں پر اس کی ادائیگی شاق ہو گی، محض لوگوں پر زحمت کے خیال سے آپؐ چوتھی شب مسجد میں تشریف نہیں لائے تھے۔ اس لئے نہیں کہ جماعت سے تراویح کا پڑھنا جائز نہ تھا یا بدعت تھا، لیکن آپؐ کی وفات سے فرضیت کا خوف جاتا رہا اور ہمیشہ کے لئے اس کا استحباب باقی رہ گیا۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس استحباب کی طرف اس حدیث میں اشارہ فرمایا ہے۔ "جو شخص امام کے ساتھ سلام پھیرنے تک نماز پڑھے تو اُس کو پوری رات کے قیام کا ثواب ملیگا۔" اور اسی عموم میں یہ حدیث بھی شامل ہے۔

من قام رمضان ایمانا واحتسابا غفرلہ ماتقدم من ذنبہ وما تاخر	جو شخص ایمان اور ثواب کی نیت سے رمضان کا قیام کریگا اُس کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہونگے

اور گناہوں کی مغفرت سے مُراد چھوٹے گناہ ہیں۔

اور اس نماز کا نام تراویح اس لئے رکھا گیا کہ لوگ اس میں قیام، رکوع اور سجدہ بہت لمبا کرتے ہیں جس کی وجہ سے تھک جاتے ہیں اور عصا وغیرہ پر ٹیک لگانے پر مجبور ہو جاتے ہیں، اور اس کا نام حضرت عائشہ کی اس حدیث سے بھی ماخوذ ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چار رکعت ایسی پڑھتے تھے کہ اس کے طول وحسن کو پوچھ مت، اس کے بعد آپؐ آرام فرماتے تھے۔ متفق علیہ۔

حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے، پہلے چار رکعتیں ایسی پڑھتے تھے کہ اس کے طول وحسن کو پوچھو مت، پھر ایسی چار رکعت مزید پڑھتے تھے کہ ان کے طول وحسن کو پوچھو مت، پھر تین رکعت وتر پڑھتے تھے"، متفق علیہ۔

EmaanLibrary.com

لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تراویح متفرق طور پر پڑھا کرتے تھے ایک شخص دوسرے کیساتھ مل کر کبھی ایک دو آدمیوں کے ساتھ، کبھی ایک آدمی چند آدمیوں کو پڑھایا کرتا تھا۔ حضرت ابو بکرؓ کے پورے زمانے میں ایسا ہی ہوتا رہا، حضرت عمرؓ کا زمانہ آیا تو انہوں نے فرمایا "اگر میں سب کو ایک امام کے پیچھے جمع کر دیتا تو اچھا تھا" چنانچہ ان کو حضرت ابی بن کعب کے پیچھے جمع کر دیا اور عورتوں کو تمیم داری کے پیچھے۔ حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ ابی بن کعب نے اس رات لوگوں کو آٹھ رکعت تراویح اور تین رکعت وتر پڑھائی، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل تھا، لیکن اگر اس کی تعداد بڑھا کر بیس[۲] تک پہونچا دی جائے اور قیام اور رکوع اور سجدہ مختصر کر دیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں، جیسا کہ ائمہ مذاہب کا عمل ہے۔ کیوں کہ یہ ایک ایسی عام نفل نماز ہے جس کی تعداد محدود نہیں۔

الغرض تراویح وہ سنت ہے جس کی سنیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل اور اقرار سے ثابت ہے اس لئے اس کو بدعت حسنہ کہنا جائز نہیں، کیوں کہ یہ "سنت حسنہ" ہے اور بدعت کی ہر قسم "سیئہ" ہے۔ لہٰذا تراویح کو میلاد النبی کی بدعت پر قیاس نہیں کیا جا سکتا، کیوں کہ اس کو تو ہر شہر اور ہر زمانے میں علماء رد کرتے رہے اور اس میں شرکت سے منع کرتے رہے اور اس کے وجود کا انکار کرتے رہے۔

اور جو محفل میلاد کے انکار کرنے میں ہم پر تشدد کا الزام لگاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ بدعت حسنہ ہے اور علماء نجد یا بالفاظ دیگر "وہابی علماء" ہی اس کی مخالفت میں مبالغہ کرتے ہیں، تو ہم یہاں دوسرے شہروں کے محقق علماء اہل سنت کے اقوال بھی پیش کرتے ہیں، جنھوں نے اس کو بدعت لکھا ہے اور اس کی عدم سنیت کے قائل ہیں۔

---

[۲] تراویح کی آٹھ رکعت مسنون کے یقین ہونے کی حدیث حضرت عائشہ کی روایت سے ثابت ہے اسی پر اکتفاء کرنا اولیٰ ہے۔ (مترجم)

EmaanLibrary.com

محفل میلاد کی بابت علامہ رشید رضا کا فتویٰ:

سوال: کیا کسی شخص کے لئے محفل میلاد النبی میں حاضر ہونا جائز ہے؟ جو شخص حاضری نہ دے تو کیا وہ کافر ہے؟ اور میلاد خوانی کے درمیان "مرحبا یا نبی"، سن کر قیام کرنا کفر ہے؟ جاوہ میں علوین ہر سال کثرت سے محفل میلاد النبی مختلف مقامات اور اوقات میں منعقد کرتے رہتے ہیں، جس کے لئے وہ جانور ذبح کرتے ہیں، اور دور دراز مقامات سے سفر کر کے خاص اسی نیت سے آتے ہیں، اور میلاد کے درمیان لوگوں کو تلقین کرتے ہیں کہ جو شخص میلاد النبی کی محفل میں حاضر نہیں ہوگا اور مرحبا سن کر قیام نہیں کرے گا وہ کافر ہے۔ آپ اس بارے میں ہماری رہنمائی فرمائیے، اللہ آپ کو اجر عطا کرے اور حق کیلئے آپ کو قائم رکھے، آمین۔

علامہ رشید رضا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ نقل میں حجت کا درجہ رکھتے ہیں، وہ سنت و آثار کے سب سے بڑے حافظ مانے جاتے ہیں، لیکن ائمہ مجتہدین کی طرح انھیں استنباط کا ملکہ حاصل نہ تھا، لہٰذا ہم نے صرف نقل سے متعلق ان کے فتویٰ پر اکتفا کیا ہے، اور وہ یہ کہ "میلاد کا یہ عمل بدعت ہے، خیر القرون کے سلف صالح میں سے کسی کی طرف سے اس کی بابت کوئی چیز منقول نہیں ہے، اور جس شخص کا یہ خیال ہو کہ اس دین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر اور سنت کے ناقلین کے عمل سے اچھی چیز وہ پیش کر سکتا ہے تو حضرت امام مالک رحمہ کے بقول وہ اس بات کا دعویدار ہے کہ (معاذ اللہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رسالت کا حق نہیں ادا کیا، اور صاحب "عقیدۃ الجوھرہ" نے کتنی اچھی بات کہی۔

کل خیر فی اتباع من سلف	وکل شر فی ابتداع من خلف
سلف کی سب سے اچھی بات اتباع میں ہے	اور خلف کی سب سے بدتر بات ایجاد کرنے میں ہے

EmaanLibrary.com

اور حافظ ابن حجرؒ کا کہنا کہ "میلاد میں جو شخص محاسن پر عمل کرے گا اور برائیوں سے بچے گا تو اس کا یہ عمل بدعت حسنہ ہوگا، ایسا نہیں کریگا تو بدعت حسنہ نہیں ہوگا"، اس قول پر ہمیں اعتراض ہے۔ محاسن اعمال سے مراد "قرآن کی تلاوت، سیرت نبوی کا بیان، آپؐ کی زندگی کے ابتدائی حالات ولادت، تربیت، بعثت اور صدقات وغیرہ ہیں جو سب کے سب مشروع ہیں، ان میں سے کسی کو بھی بدعت نہیں کہا جا سکتا۔

میلاد میں جو چیز بدعت ہے وہ اس کی مخصوص ہیئت کے ساتھ محفل منعقد کرنا، جس کا خاص وقت اور موسم ہے اور اس کو شعائر اسلام میں سے سمجھنا، جو شارع کی دلیل کے بغیر ثابت نہیں ہو سکتے، نیز جہلاء اور عوام کا اس رسم کو شریعت کے اعمال، اور کار ثواب میں شامل سمجھنا، ان قیود کے ساتھ یہ بدعت سیئہ ہے اور اللہ کے دین میں ایک جرم کے برابر ہے، دین میں ایک اضافہ ہے، جس کی اجازت اللہ تعالیٰ نے نہیں دی ہے، اللہ پر افتراء ہے، علم کے بغیر دین کے بارے میں کچھ کہنے کی جسارت ہے، اور اس کی قباحت کا کیا کہنا جب اس جیسی بدعت سیئہ کے تارک کو جاہل عوام کافر کہیں۔

جیسے معلوم ہوتا ہے کہ میلاد دین کے ضروری قواعد معلومہ میں سے ہے، ایسی صورت حال میں جب کہ ان جاہلوں کے نزدیک اس کی یہ اہمیت ہو گئی ہے، اُسے بدترین بدعت کہنا ہی ضروری ہوگا، کیوں کہ اس کے کفر ہونے کے دلائل پوری طرح پائے جاتے ہیں اور اس لئے بھی کہ دین کی قطعی ضروریات اور شعائر میں کسی قسم کی زیادتی کرنا ایسا ہی ہے جیسے دین کی بنیادوں میں سے کوئی چیز کم کر دی گئی ہو، اور یہ دونوں باتیں اُس دین سے خارج ہو جاتی ہیں جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر تشریف لائے تھے جس کے بارے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "الیوم اکملت لکم دینکم" آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو پورا کر دیا۔ یہ بدعت ایک ظاہری قانون ہے جو دین کے مکمل ہونے کے

EmaanLibrary.com

مخالف ہے۔ جس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ "معاذ اللہ" دورِ اوّل کے مسلمانوں کا دین ناقص تھا یا وہ کافر تھے۔

اور روایات سے ثابت ہے کہ حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ اور ابن عباسؓ نے عید الاضحےٰ کے روز قربانی چھوڑ دی تاکہ لوگ یہ نہ سمجھ بیٹھیں کہ قربانی واجب ہے۔ جیساکہ الاعتصام میں علامہ شاطبیؒ نے لکھا ہے۔ لہٰذا یہ ضروری نہیں ہے کہ ان محفلوں میں حاضری ترک کر دیجائے خواہ وہ تمام قبیح باتوں سے مُبرّا اور اس میں ہر طرح کے محاسن شامل ہی کیوں نہ ہوں تاکہ عوام یہ نہ سمجھ سکیں کہ یہ ایسا کام ہے جس کا نہ کرنے والا گنہگار ہوتا ہے، یا چھوڑنے والا کافر جیساکہ سوال میں بعض علوی جاہل بدعتیوں نے ذکر کیا ہے، لیکن جب حقیقتاً وہ بدعات اور دوسرے مفاسد پر مشتمل ہو جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت، اقوال، افعال کے بارے میں جھوٹی باتوں کا ذکر جو عام طور پر اکثر میلادی قصوں میں موجود ہے، جن کا ان محفلوں میں گانا معمول بن گیا ہے، تب تو ان محفلوں میں شریک ہونا سخت گناہ ہے۔

اسی طرح آپؐ کے ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا، اور اس کے متعلق کچھ اشعار اور گانے گانا وغیرہ بھی اسی قسم کی بدعت ہے، اس کی تصریح فقیہ ابن حجر مکی شافعی نے کی ہے جس کی کتابوں پر علوی اپنے دین کے بارے میں بڑا اعتماد رکھتے ہیں، ابن حجر نے آیت (اتی امر اللہ فلا تستعجلوہ) کی قرأت کے وقت قیام کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "اکثر لوگ آپؐ کی پیدائش اور آپؐ کی والدہ کے وضع حمل کے ذکر کے وقت قیام کرتے ہیں جو سراسر بدعت ہے، اس بارے میں کوئی چیز ثابت نہیں اور عوام ایسا محض، آپؐ کی تعظیم کے خیال سے کرتے ہیں۔"

مذکورہ بالا بیانات علماءِ اسلام کے اقوال کا خلاصہ ہیں کہ ذکر میلاد کیلئے محفل کا انعقاد بدعت ہے، جس سے دوسری بدعت پیدا ہوتی ہے، جیسے بدعت محفل نعمت، کیوں کہ بدعت

EmaanLibrary.com

کا یہ خاصہ ہے کہ اس سے دوسری بدعات پیدا ہوتی ہیں۔

جن شہروں میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اہتمام نہیں اور نہ ہی وہاں کوئی دینی نگرانی کا ادارہ ہے جو بدعات و منکرات سے روکے، وہاں لازماً باطل نظریات اور دین سے منحرف کرنے والی بدعات، اور بھانت بھانت کے مذاہب فکر پیدا ہو جاتے ہیں، ان بدعات کی طرف سے تغافل و سکوت ہی ان کے پھلنے پھولنے کا سبب ہے، اور پرہیز علاج سے بہتر ہے، اور کسی چیز کا روکنا اُس کے مٹانے سے زیادہ آسان ہے۔ بدعات و منکرات کا اگر کھل کر مقابلہ کیا جائے تو اس کا پھیلاؤ رک سکتا ہے اور اُس کے حامیوں کی کمر ٹوٹ جاتی ہے، اور اللہ تعالیٰ قرآن سے زیادہ حاکم و سلطان سے کام لیتا ہے، جیساکہ اُس کا ارشاد ہے:

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ۔ (البقرۃ - ۲۵۱)

اگر اللہ بعض کو بعض سے دفع نہ کرے تو زمین فساد سے بھر جائے۔

ارشاد الٰہی ہے:

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ، يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ط (التوبہ - ۷۱)

اور مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں معروف کا حکم دیتے ہیں اور منکر سے روکتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں، ایسوں ہی پر اللہ رحم کرے گا۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منکر اور مخالف اسلام باتوں کو دیکھ کر چُپ رہنے یا اُن کے کرنے والوں کو روکنے کی ایک مثال بیان کی ہے، جیساکہ بخاری میں ارشاد نبوی

EmaanLibrary.com

ہے کہ" امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ذریعہ حدود اللہ کو قائم کرنے والے اور منکرات کا ارتکاب کرنے والے کی مثال ایسی ہے، جیسے کچھ لوگ ایک جہاز پر سوار ہوں، کچھ تو عرشے پر ہوں اور کچھ نیچے ڈیک کے اندر ہوں نیچے والے جہاز کی سطح میں سوراخ کر کے پانی لینا چاہتے ہیں، اگر اوپر والوں نے آکر روک دیا تو خود بھی بچ جائیں گے، نیچے والوں کو بھی بچالیں گے، اگر اُن کو اس بُرے ارادے سے نہ روکا تو خود بھی تباہ ہوں گے اور نیچے والوں کو بھی تباہ کریں گے"۔ یہ ایک حقیقت افروز مثال پیش کی گئی ہے کہ اگر منکرات میں لت پت لوگوں کو چھوڑ دیا جائے اور اُن سے روک ٹوک نہ کیجائے تو اس کے عذاب میں سب ہی شریک ہوں گے، ارشادِ الٰہی ہے:۔

وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَّا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنكُمْ خَاصَّةً ۔ (الانفال - ۲۵)

اس فتنے سے بچو جو صرف ظالموں ہی تک محدود نہیں رہے گا۔

ساتویں اور آٹھویں صدی میں اللہ نے شیخ الاسلام علامہ احمد بن عبدالحلیم ابن تیمیہؒ کے ذریعہ مسلمانوں پر بڑا احسان کیا۔ ابن تیمیہؒ نے بڑی بے چینی اور اضطراب کے زمانے میں آنکھیں کھولی تھیں۔ مسلمان صلیبیوں اور تاتاریوں کے حملوں کا نشانہ بنے ہوئے تھے، ساتھ ہی مختلف مذاہب و افکار میں منتشر اور متفرق تھے۔ اس وقت شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے حجت و بیان، سنت و قرآن اور سیف و سنان سے مسلح ہو کر اسلام کا جھنڈا اُٹھایا اور راہ الٰہی کے غازیوں کے آگے آگے چلے۔ وہ اسلام کے بہادر سپاہی اور فکرِ عالی کے سب سے بڑے عالی نشان تھے، اللہ تعالیٰ نے ان میں علم کی وسعت، عقیدہ کی صحت اور ایمان کی غیرت کوٹ کوٹ کر بھر دی تھی، یہاں تک کہ عوام کی زبان پر اللہ نے ان کا لقب "شیخ الاسلام" جاری کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین اور اصحاب کرام کے بعد مشرق و مغرب میں تاریخ نے ان سے زیادہ اختراع و اجتہاد کی قوت اور

EmaanLibrary.com

فیصلے میں نقد وعدالت اور نقل وعقل کی مطابقت میں حق وبصیرت کی روشنی کے لئے کسی اور کا نام ثبت نہیں کیا، یہانتک کہ مسلمانوں کے ساتھ عیسائیوں نے بھی ان کے فضل وکمال، وسعتِ علم وذکاء کا بھرپور اعتراف کیا ہے۔

شیخ الاسلام نے ہر قسم کی بدعات کے خلاف جنگ آزمائی شروع کی، ان بدعات کو اُن کے مرکز میں لڑکر مٹایا اور اُن کی تائید کرنے والوں کے دلائل کو تار تار کر دیا، اسی طرح انبیاء وصالحین کی قبروں سے تبرک طلبی کا قلع قمع کیا، اور اللہ کی مشیت اور قدرت منکر اور جبر کے قائل جبریوں کی تردید فرمائی، اور صفات وکلام کے منکر جہمیوں کی تردید کی۔ جو خلق قرآن کے قائل ہیں۔ آپ نے ان کے خلاف یہ دلیل پیش کی کہ کلام صفت کمال ہے اور اللہ کمال کے ساتھ موصوف ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ صفات میں کلام کرنا ذات میں کلام، کرنے کے برابر ہے، اور جس طرح اللہ کی ذات برحق ہے اور کسی مخلوق کے ہرگز مشابہ نہیں اسی طرح اس کی صفات برحق ہیں، مخلوقات کی صفات کے مشابہ نہیں ہیں "لیس کمثلہ شیئ وھو السمیع البصیر"، اس کے مثل کوئی چیز نہیں اور وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔

اسی طرح فلاسفہ، منطقیوں اور صوفیاء اور اہل کلام کا رد کیا، اور اپنی کتاب "منہاج السنۃ" میں جو علوم اسلامیہ کا دائرۃ المعارف ہے نصاریٰ اور شیعہ کا رد فرمایا۔ آپ نے ہر فریق کو انھیں کے اصول وقواعد سے دلائل قطعیہ کے ساتھ مطمئن کیا، اور فلسفہ کے پھاوڑے سے اہل فلسفہ کی بنیاد منہدم کی، اور تصوف سے اہل تصوف کو مٹایا اور علوم کلام سے متکلمین کے خیالات کی تردید کی، اور ہر فریق کی اپنی حق گوئی اور خیر خواہی سے اس طرح تردید کی جو اس کے لئے مناسب تھی، کیوں کہ آپ تمام علوم ومعرفت کے جامع تھے۔ روایت اور درایت دونوں اعتبار سے فہم حدیث میں آپ کو ملکہ حاصل تھا، اسی طرح رجال وطبقات

EmaanLibrary.com

اور جرح و تعدیل میں پوری دسترس حاصل تھی، اور فہم دقیق کے ساتھ کتاب اللہ کے معانی کا استنباط اور اس کی تفسیر پر پوری بصیرت کے مالک تھے۔

نیز فقہ اور صحابہ و تابعین اور ائمہ اربعہ کے مذاہب کے نقل اور ان کے اقوال پر صحیح و ضعیف کی پہچان میں آپ منفرد و بے نظیر تھے۔ اسی طرح مذاہب و ملل، اصول کلام، اور جملہ علوم اسلامیہ اصول و فروع کے ساتھ اس کے دقیق و جلی پہلوؤں کے علم و مہارت میں آپ کا کوئی ہم پلّہ نہ تھا۔

ابن تیمیہؒ کی بابت امام ذہبیؒ کا بیان

امام ذہبی نے مدتوں شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کی صحبت اُٹھائی ہے اور ان کو شیخ سے گہری محبت رہی ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے ذکر میں حافظ ابن حجر درر کامنہ میں امام ذہبی سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

"شیخ الاسلام جب کسی اختلافی مسئلہ کا ذکر فرماتے اور استدلال کر کے اس کو راجح قرار دیتے، اس وقت وہ عجیب و غریب فیصلہ کا اظہار کرتے، اس مسئلہ سے متعلق آیات نکالنے، اُس کے متون بر وقت پیش کرنے میں اُن سے زیادہ تیز میں نے کسی کو نہیں دیکھا، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حدیث ان کی آنکھ کے سامنے اور اُن کے نوک زبان پر ہے۔ تفسیر اور وسعت معلومات میں وہ اللہ کی نشانی تھے۔ اسی طرح مخالفین کے اقوال کے جواب اور اُصول دین میں کوئی اُن کو زک نہیں دے سکتا، مختلف فنون میں ان کے فتاویٰ تیس جلدوں سے زائد تک پہونچ چکے ہیں، بڑے حق گو تھے۔ اللہ کے بارے میں کسی کی ملامت کا ان کو خوف نہ تھا، جس

EmaanLibrary.com

نے ان کو دیکھا اور ان سے ملا ہو گا وہ مجھے اُن کے بارے میں تکلف اور کوتاہی کا الزام دے گا، جس نے ان کی مخالفت کی اس کو تیزی کا احساس ہوا ہوگا، لیکن اپنے علم سے وہ اس کو مغلوب کر لیتے تھے، ان کے جیسا متواضع اور اللہ کی طرف کثرت سے عاجزی و فریاد کرنے والا بھی میں نے نہیں دیکھا، وہ اپنی علمی وسعت، ذہنی تیزی اور دین کی تعظیم وحرمت کے باوجود ایک بشر تھے۔ فریق مخالف سے بحث میں تیزی اور غصہ ضرور پیدا ہو جاتا تھا۔ جس کی وجہ سے دلوں میں عداوت بیٹھ جاتی تھی، ورنہ اگر وہ اپنے فریق مخالف سے نرمی کے ساتھ بات کرتے تو وہ سب کے لئے قابل قبول تھے، بڑے بڑے علماء اُن کے علم کے سامنے جھکے ہوتے تھے، اُن کی ندرت خطاب کے معترف تھے، وہ بحر بیکراں و گنج گرانمایہ تھے۔ نماز اور روزہ کے بیحد پابند، شریعت کی بڑی تعظیم فرماتے تھے، کوئی بات ناسمجھی کی نہیں فرماتے تھے، کیوں کہ بے حد چالاک و زیرک تھے، اُن پر قلت علم کا شبہہ بھی نہیں کیا جا سکتا کیونکہ وہ علم کا بحر زخار تھے۔ دین کے ساتھ کھیل نہیں کرتے تھے، اور کسی مسئلے میں محض من مانی بلا دلیل فتویٰ نہیں دیتے تھے، بلکہ قرآن وحدیث اور قیاس کے ساتھ پورے دلائل مہیا کرتے اور ائمہ متقدمین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ہر چیز دلیل و برہان سے تلاش کرتے تھے، اس لئے ان کی اجتہادی غلطیوں پر اُن کو اکہرا اجر ملے گا اور درست و صحیح اجتہاد پر دوہرا۔" انتہیٰ، ج۔ ا، ص۔ ۱۵۰

اُن کے ہم عصر حاسدین جو خود کو آپ سے عمر میں اور مرتبے میں بڑا سمجھتے تھے، آپ سے بہت حسد رکھتے تھے، وہ چاہتے تھے کہ آپ کے علم اور تعلیم کے نور کو زبردستی مٹا دیں، اور اس حاکم وقت سے چغلی کھا کر آپ کے نور علم کو بجھا دیں، جس نے آپ کو بار بار جیل میں ڈالا، اور "سبکی" نے آپ کے فتویٰ ایک مجلس کی تین طلاق کے ایک رجعی ہونے پر آپ کے ساتھ بڑی سخت کلامی کی۔ اسی طرح آپ نے طلاق کی قسم کو قسم کفارہ قرار دیا

EmaanLibrary.com

جس سے طلاق واقع نہیں ہوتی" سبکی" نے ان مسائل کی رد میں آپ کے ساتھ بڑی سختی کا برتاؤ کیا۔

امام ذہبی نے جب "سبکی" سے شکایت کی کہ انھوں نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رح پر لعن طعن کیوں کیا، تو انھوں نے جواب میں لکھا:۔

"شیخ تقی الدین کے بارے میں آنجناب نے جو کچھ لکھا ہے اُس کی بابت عرض ہے کہ یہ غلام اُن کی عظیم المرتبت شخصیت، علمی گہرائی اور علوم نقلیہ و عقلیہ میں ان کی بے پایاں وسعت کا اعتراف کرتا ہے۔ اُن کی حد سے بڑھی ہوئی سمجھ بوجھ، قوت اجتہاد اور تمام امور میں اُن کی مہارت تامہ وصف و بیان سے باہر ہے، یہ غلام ہمیشہ ہی ان باتوں کا اعتراف کرتا رہتا ہے میرے دل میں اُن کی قدر و منزلت اس بیان سے کہیں زیادہ ہے۔ اُن علمی اوصاف کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اُن کو جو زہد و ورع، دیانت، حق کی نصرت اور اُس کے لئے بے غرض جدّ و جہد عطا کی ہے، نیز اُن کا سلف صالحین کے طریقہ پر عمل اور اس کو پوری طرح اختیار کرنا، موجودہ دَور تو کیا کسی زمانے میں، بھی اس کی مثال پیش کرنی مشکل ہے۔" (درر کامنہ، ج۔۱، ص۔۱۵۱)

ابوحیان کا بیان

ابوحیان، شیخ الاسلام سے بڑی محبت رکھتے تھے، اُن کے فضل اور وسعت علم کا اعتراف کرتے تھے، ان اشعار میں انھوں نے شیخ کی تعریف کی ہے۔

لمّا أتانا تقی الدین لاح لنا	داع الی اللہ فرد امالہ د زر
جب تقی الدین ہمارے پاس آتے تو ہم پر واضح ہوا	کہ وہ داعی الی اللہ ہیں اور بے مثال فرد

EmaanLibrary.com

حبر تسربل من دهره حبرا — بحر تقاذف من امواجه الدرر

وہ عالم جس نے اپنے زمانے کو زینت بخشی — وہ سمندر جس کی موجوں سے موتی برآمد ہوتے،

قام ابن تیمیۃ فی نصر شرعتنا — مقام سید تیم اذ عصت مضر

شریعت کی مدد میں ابن تیمیہ اس مقام پر کھڑے ہوئے — جہاں مضر کی نافرمانی کے وقت سید بنو تیم کھڑے تھے

فأظهر الحق اذ آثاره اندرست — وأخمد الشر اذ طارت لہ شرر

انھوں نے حق کو اس وقت غالب کیا جب وہ مٹ گیا تھا — اور شر کو اس وقت بجھایا جب اسکی چنگاریاں اڑ رہی تھیں

اس کے بعد ابو حیان نے شیخ الاسلام سے ایک نحوی مسئلے پر مناظرہ کیا اور کہا کہ سیبویہ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ اس بارے میں حق و صواب یہ ہے "شیخ الاسلام نے جواب دیا کہ سیبویہ نحو کا نبی نہیں تھا، اس نے اپنی کتاب میں ایسی اسی غلطیاں کی ہیں جن کو تم اور تمہارے باپ بھی نہیں جانتے، اس پر ابو حیان شیخ سے ناراض ہو کر چلے گئے اور اُن سے الگ ہو گئے۔ اور اپنی تفسیر "البحر المحیط" میں اس نحوی کلمہ کی بحث میں شیخ الاسلام پر سخت و سُست لکھا۔

لیکن اس کی اصل وجہ وہی ہے جسے عمر بن الوردی نے بیان کی ہے کہ یہ ساری مخالفت محض اس بنا پر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شیخ الاسلام کو جو علم و فضل عطا کیا ہے اس پر ان کے مخالفین حسد سے بوکھلا اُٹھتے ہیں، وہ لکھتے ہیں

عشا فی عرضہ قوم سلاط — لهم من نثر جوهره التقاط

انکے صحن میں زبان درازوں نے بسیرا ڈال لیا ہے — جو اُن کے بکھرے ہوئے موتی چُن رہے ہیں

تقی الدین احمد خیر حبر — خروق المعضلات بہ تخاط

بہترین عالم تقی الدین احمد — مشکل مسائل کی بخیہ گری اُنھیں سے کیجاتی ہے

EmaanLibrary.com

هم حسدوہ لما لم ینالوا — مناقبہ فقد مکروا وشاطوا

جب وہ اُن کے مرتبے کو نہیں پا سکے — تو اُن کے ساتھ مکر و فریب سے کام لیا

وکانوا عن طرائقہ کسالیٰ — ولکن فی أذاہ لہم نشاط

وہ ان کے طریقے پر چلنے سے تو معذور رہے — لیکن اُن کو تکلیف دینے میں بڑے جست نکلے

یہ بھی تاریخ نے شیخ الاسلام کی آزمائش اور اُن کے مخالفین کے حالات کی وضاحت کر دی ہے، اور اللہ تعالیٰ نے عوام کی زبان پر "شیخ الاسلام" اور "تقی الدین" کا نام جاری کر دیا ھے، کیوں کہ شیخ الاسلام نے اپنا یہ نام خود نہیں رکھا بلکہ لوگوں نے اس کو خود مشہور کیا ہے۔ کچھ لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ اپنے مخالف کی رائے اور مذہب کو برداشت نہیں کر پاتے اور اللہ کے فضل و کرم سے جو بھی علم میں ان سے فوقیت پاتا ہے اس پر وہ جلنے لگتے ہیں اور چھوٹی بات ہو جب بھی اس کی مخالفت کے لئے تیار رہتے ہیں۔ اس طرح کے اختلافات ہمیشہ پائے گئے کہ مخالف کی رائے کو اہمیت نہ دینا، اس کے مرتبہ کو گرانا، تاکہ لوگ اُس کی بات کی پروا نہ کریں، اس طرح کا جلاپا جدید و قدیم ہر دَور میں رہا اور ہے۔ تعجب ہے کہ اب بھی کچھ ایسے لوگ موجود ہیں جو شیخ الاسلام کی عداوت کا کھلم کھلا اظہار کر رہے ہیں، جیسا کہ خلیج کے ایک شخص کے متعلق لوگ بیان کرتے ہیں کہ وہ، شیخ الاسلام کی عداوت و کینہ میں حد سے بڑھ گیا کہ اس علم و سائنس کے دَور میں اس نے شیخ الاسلام کی کتابیں جلائیں، جو اُس کے پکے ملحد اور سخت جاہل ہونے کا ثبوت ہے۔

وکم سید متفضل قد سبّہ — من لا یساوی طعنۃ فی نعلہ

کتنے ایسے جو اس بزرگ سید کو طعنہ اور گالی دیتے ہیں — جو اس کے جوتے کے برابر بھی نہیں ہیں

آج تمام اسلامی کتب خانے یہاں تک کہ عیسائیوں کی لائبریریاں بھی شیخ الاسلام کی کتابوں سے بھری پڑی ہیں۔ لیکن اس ملحد کے کینہ کی پیاس آپ کی کتابوں کو جلائے بغیر

EmaanLibrary.com

نہیں بھی سچ ہے :

يُرِيدُونَ اَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَاللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْكَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۔ (التوبہ ۔ ۳۲)

وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو منہ سے بجھادیں ۔ حالانکہ اللہ اپنے نور کو پورا ہی کرے گا ، خواہ کافر کتنا ہی برا مانیں ۔

یا محنۃ الاسلام والقرآن من جھل الصدیق وبغی ذی طغیان

دوست کی جہالت اور سرکش کی سرکشی سے اسلام اور قرآن کی مشقت و آزمائش پر افسوس ہے ۔

وأخو الجہالۃ فی خفارۃ جھلہ والجھل قد یاتی من الکفران

اور جاہل اپنی جہالت کی روشنی میں مست ہے اور جہالت کا سبب اکثر کفر بھی ہوتا ہے ۔

تبا لہا تیک العقول فأنہا واللہ قد مسخت علی الأبدان

ان عقلوں پر مار پڑے ، جن کو اللہ نے جسموں پر مسخ کر دیا ہے

قل لی متی سلم الرسول وصحبہ والتابعون لھم علی الاحسان

بتا دو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، آپ کے اصحاب و تابعین کب

من جاھل ومعاند ومنافق ومحارب بالبغی والطغیان

جاہل ، دشمن اور منافق وجنگجو کے ظلم وستم سے محفوظ رہے ۔

میلاد النبی کا شرعی طریقہ

امام احمد نے عرباض ابن ساریہ السلمی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ، میرا نام اللہ کی کتاب میں عبداللہ اور خاتم النبیین ہے اور جب کہ آدم مٹی کی تسکل میں تھے ۔ اور یہ میرے والد ابراہیم کی دعا اور عیسیٰ کی بشارت اور میری ماں آمنہ کے خواب کا ظہور ہے ۔ میری ماں نے یہ خواب دیکھا تھا کہ ان کے اندر سے ایک نور نکلا جس

EmaanLibrary.com

نے شام کے محلات کو روشن کر دیا۔ یہ اس معنی میں سب سے واضح اور صحیح حدیث ہے
اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی تقدیر میں آپ کو عبد اللہ اور خاتم النبین کہا گیا، کیوں کہ اللہ
تعالیٰ نے مخلوقات کی تخلیق آسمان و زمین کی پیدائش سے پچاس ہزار برس پہلے لکھ دی تھی۔
اور لکھنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو آپ کی نبوت کا علم پہلے سے تھا، اور یہ کہ آپؐ
خاتم النبین والمرسلین ہونے والے ہیں، اور آپؐ کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا۔ اور ابراہیم
کی دعا سے مُراد اللہ کا یہ ارشاد ہے :۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ۔

اے ہمارے رب اور ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیج، جو اُن پر تیری آیتیں تلاوت کرے اور اُن کو کتاب و حکمت کی تعلیم دے۔

اور حضرت عیسیٰؑ کی بشارت سے مُراد اللہ کا یہ ارشاد ہے :۔

وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ۔

اور میں بشارت دینے والا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئے گا، جس کا نام احمد ہوگا

اس آیت میں جس رسول کو احمد کہا گیا ہے اُس کا دوسرا نام محمدؐ بھی ہے۔ اور آپؐ
کی والدہ آمنہ کے خواب کی تفصیل یہ ہے کہ اُنہوں نے یہ دیکھا تھا کہ ان کے اندر سے ایک
نور نکلا جس نے شام کے محلات کو روشن کر دیا۔ یہ اگرچہ نیند کا خواب تھا، لیکن وہ حقیقتاً،
واقع ہوا۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجسم ہدایت اور نور تام تھے، جنہوں
نے آپؐ کے طریقہ کو پکڑا اُن کے لئے بچاؤ اور جنہوں نے آپؐ کی اتباع کیا اُن کے لئے
نجات کا ذریعہ تھے۔ ارشادِ الٰہی ہے :۔

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِّمَّا

اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارا رسول آچکا جو تم سے وہ اکثر باتیں بیان کر رہا ہے جس کو

EmaanLibrary.com

كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ قَدْ جَاءَ كُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتَابٌ مُّبِيْنٌ، يَهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔ (المائدہ - ۱۵)

تم کتاب میں سے چھپاتے تھے اور کثرت سے معاف کرتا ہے۔ بیشک تمہارے ربّ کے پاس اللہ کی طرف سے آچکا نور اور وہ کھلی ہوئی کتاب جس کے ذریعہ اللہ اُن کو ہدایت دیتا ہے جو اس کی رضا کی پیروی کرتے ہیں، سیدھی راہ کیطرف اور ان کو اللہ کے حکم سے ظلمتوں سے نکال کر نور کی طرف لیجاتا ہے اور انہیں صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روایت کے مطابق ۸ ربیع الاوّل اور دوسری روایت کے مطابق ۱۲ ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے۔ اور چالیس سال تک زندہ رہے اس عرصہ میں آپؐ کو وحی نہیں ہوئی۔ رہی یہ روایت جو میلادی قصّہ گو بیان کرتے ہیں کہ آپؐ سجدہ کی حالت میں پیدا ہوئے، یا آپؐ کے ساتھ ایک نور نکلا جو ایسا تھا اور ویسا تھا۔ یا یہ کہ حضرت آدم محمدؐ کے نور سے پیدا کئے گئے اور تمام خشکی اور تری کے درندوں نے آپؐ کے حمل کی ایک دوسرے کو بشارت دی، اور حضرت مریم آپؐ کی پیدائش کے وقت موجود تھیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محفلِ میلاد میں حاضر ہوتے اور حاضرین محفل کو پہچانتے ہیں۔ یہ اور اس طرح کی تمام باتیں من گھڑت اور بے ثبوت ہیں، جن کا کوئی اعتبار نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کے سامنے حُجّت پیش کرتے ہوئے فرمایا تھا:

لقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون۔

اور بیشک میں تم میں اس سے پہلے ایک لمبی عمر تک ٹھہرا رہا۔ کیا تم سوچتے نہیں ہو۔

EmaanLibrary.com

اور یہ عمر جس کا ذکر یہاں کیا گیا چالیس سال تھی۔ اس چالیس سال کے بعد اچانک آپؐ کے پاس حق آیا اور آپ پر غار حرا میں وحی نازل ہوئی۔

اس میں شک نہیں کہ آپؐ کی بعثت اور وحی کے نزول کا درجہ آپ کی ولادت سے کہیں زیادہ بلند و برتر اور افضل ہے۔ اس لئے کہ آپؐ اسی طرح پیدا ہوئے جس طرح سب لوگ پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو سب لوگوں پر نبوت اور رسالت کے سبب فضیلت دی۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں پر آپؐ کی نبوت و بعثت ہی کے ذریعہ احسان جتایا ہے صرف پیدائش سے نہیں، جیساکہ ارشاد ہے:۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۔

بیشک اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر احسان کیا ہے کہ اُنہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو لوگوں پر اللہ کی آیتیں تلاوت کرتا ہے اور اُنکے اخلاق صاف کرتا ہے اور انکو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اگرچہ وہ اس سے پہلے بڑی گمراہی میں مبتلا تھے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو آپ کی نبوت کے ذریعہ بندوں پر احسان جتانے کے لئے پیش کیا ہے کہ اس نے اپنے اُس نبی کریم کو مبعوث فرمایا، جس پر تمہاری تکلیف شاق گذرتی ہے جو تمہاری ہدایت کا حریص ہے اور مومنوں پر بڑا مہربان اور نرم خو ہے۔ اسی آیت کی تائید میں اللہ نے مزید فرمایا:۔

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝

اسی نے اُمیوں میں سے ایک رسول بھیجا جو اُن پر اللہ کی آیتیں تلاوت کرتے ہیں اور اُن کو بُرے اخلاق سے پاک کرتے ہیں اور اُن کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے ہیں اور یہ لوگ آپؐ کی نبوت

EmaanLibrary.com

وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ط وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔ (الجمعہ۔۲۔۳)

سے پہلے کھلی ہوئی گمراہی میں تھے۔ اور ان کے علاوہ دوسروں کیلئے جو ابھی نہیں ملے تھے۔ اور وہ غالب حکمت والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کامل دین اور ایسی جامع شریعت دے کر بھیجا، جو ہر زمان و مکان کے لئے لائق ہے۔ آپؐ نے حکمت اور مصلحت اور عدل و احسان کے ساتھ لوگوں کی زندگی کو بہترین سانچے میں ڈھال دیا۔ اگر لوگ آپؐ کی تعلیمات پر ایمان لائیں اور آپ کے حکم فیصلہ اور تنظیم کو تسلیم کریں اور آپ کے حدود و قوانین کا پاس رکھیں تو باسعادت و نیک بخت بن جائیں۔ اللہ نے آپ کو اس وقت مبعوث فرمایا تھا، جب مدت سے رسول نہیں بھیجے گئے تھے، اور لوگوں میں جہالت اور ضلالت رچی ہوئی تھی، اور ہر قوم کے پاس ان کا اپنا معبود تھا، جسے اللہ کے مقابلے میں وہ پوجتے تھے۔ وہ درختوں، پتھروں اور قبروں کی پوجا کرتے تھے۔ آپؐ نے ان کو تاریکی اور جہالت سے نکال کر بصیرت و روشنی عطا کی، اور ضلالت سے نجات دلاکر ہدایت کی راہ پر لگایا اور دین کے ذریعہ اندھی آنکھوں اور بند بہرے کانوں کو کھولا۔ لوگ آپ کی نبوت کی برکت سے برضا و رغبت اللہ کے دین میں گروہ در گروہ داخل ہوئے۔

یہاں اُمیوں سے مُراد خالص عرب ہیں۔ اُن کو اُمی اس لئے کہا گیا کہ اُن میں لکھنے اور پڑھنے کا رواج بالکل نہیں تھا۔ نہ وہاں مدارس اور کتب خانے تھے۔ بالکل خانہ بدوش بدو تھے۔ وہ قرآن کے نازل ہونے اور نبوت محمدی کے بعد ہی کتابت اور علم سیکھے۔ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے جو آیت نازل کی وہ یہ تھی:۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ، اِقْرَاْ وَرَبُّكَ

اپنے رب کے نام سے پڑھ جس نے انسان کو بندھے ہوئے خون سے پیدا کیا، پڑھ اور تمہارا رب

EmaanLibrary.com

الْاَکْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ۔ (العلق - ۱-۵)

بزرگ ہے جس نے قلم سے سکھایا، جس نے انسان کو وہ بات بتائی جو وہ نہیں جانتا تھا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے علم اور کتابت سیکھنے کے لئے تنبیہ فرمائی ہے۔ اور خود اللہ نے اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو امّی کہا، کیوں کہ آپؐ بھی پڑھنا لکھنا نہیں جانتے تھے۔ جیساکہ اللہ کا ارشاد ہے:۔

اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْکَرِ وَیُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَیَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ کَانَتْ عَلَیْهِمْ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ (الاعراف - ۱۵۷)

وہ لوگ جو پیروی کرتے ہیں اس رسول نبی امّی کی جس کو اپنے پاس توریت، انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ جو ان کو معروف کا حکم دیتا ہے اور منکر سے روکتا ہے اور ان کے لئے پاکیزہ چیزوں کو حلال کرتا ہے اور خبیث چیزوں کو ان پر حرام کرتا ہے اور ان سے ان کے بوجھ کو اتارتا ہے، اور ان بیڑیوں کو بھی جو ان پر بوجھ تھیں، تو جو لوگ آپ پر ایمان لائے اور آپ کی حمایت کی اور آپ کی مدد کی اور اس نور کی پیروی کی جو آپ کے ساتھ اتارا گیا، تو یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمیّت آپ کی نبوت کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے۔ جیساکہ شاعر نے کہا:۔

ع۔ کَفَاکَ بِالْاُمِّیِّ مُعْجِزَةً

یعنی آپؐ کی سچائی کیلئے یہی معجزہ کافی ہے کہ آپؐ امّی تھے۔

EmaanLibrary.com

اور اللہ تعالیٰ نے اُمیت کو آپؐ کی کرامت اور عصمت کے لئے پسند کیا تاکہ آپ کے پاک قرآن کے بارے میں جھوٹے شکوک وشبہات نہ پیدا کئے جا سکیں۔ یعنی لوگ کہنا شروع کریں کہ آپ نے یہ قرآن فلاں سے سیکھا یا فلاں کتاب سے نقل کیا۔ اللہ کا ارشاد ہے :-

وَمَا كُنتَ تَتْلُوا مِن قَبْلِهِ مِن كِتَابٍ وَلَا تَخُطُّهُ بِيَمِينِكَ إِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُونَ بَلْ هُوَ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِي صُدُورِ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا الظَّالِمُونَ ۔ (العنکبوت - ۴۸-۴۹)

اور آپ اس کتاب کے نازل ہونے سے پہلے نہ تو کوئی کتاب پڑھ سکتے تھے اور نہ اپنے ہاتھوں سے لکھ سکتے تھے، ورنہ باطل پرست شک کرتے۔ بلکہ یہ قرآن وہ آیات بینات ہے علم والوں کے سینوں میں۔ اور ہماری آیات کا انکار صرف ظالم ہی کرتے ہیں۔

یتلوا علیھم ایاتہ کا مطلب یہ ہوا کہ آپ قرآن کی آیات لوگوں کو پڑھ کر سناتے اور اُس کی تفسیر بیان کرتے، اور لوگ اپنے اعتراضات آپ سے پوچھتے۔ عبداللہ ابن مسعود کا بیان ہے کہ جب ہم دس آیتیں سیکھ لیتے تو جب تک ہم اُن کے معانی نہ سمجھ لیتے اور اُن پر عمل نہیں کرتے آگے نہ پڑھتے تھے۔ اور تزکیہ کا مطلب یہ ہے کہ آپ قرآن کی تعلیمات اور فضائل ومکارم کا لوگوں کو پابند بناتے اور بُرے اور رذیل اخلاق سے لوگوں کو بچاتے اس طرح لوگوں کے نفوس کو صاف اور پاک کرتے، اور ساری دنیا میں فخر انسانی کو عام کرتے۔ سچ فرمایا اللہ نے جس نے نفس کو پاک کیا وہ کامیاب ہوا اور جس نے اس کو ملوث کیا وہ ناکام رہا۔ اور کتاب وحکمت کی تعلیم کا مطلب قرآن اور سنت کی تعلیم ہے یعنی اسلام اور بعثت محمدی سے پہلے عرب بڑے شر اور نحوست اور اندھی گمراہی میں مبتلا تھے۔ ایک دوسرے کو قتل کیا کرتا، اور اِن کی اُن کی عورتیں قید ہوتی رہتیں، مال لوٹے جاتے رہتے اور قیصر وکسریٰ کی سیاست کے درمیان وہ کچلے ہوئے تھے۔ اجنبی ان کی زمین پر حکومت کرتے

EmaanLibrary.com

اور باہر والوں نے ان کو ان کی سرزمین میں ذلیل بنا رکھا تھا، اُنہیں مکمل آزادی اسلام اور پیغمبر اسلام ہی کے ذریعہ ملی اور اسلام اور بعثت محمدی ہی کے بعد قوموں نے ان کو پہچانا اور اُن کے سامنے جھکی، اور اُن کے دبدبے سے ڈریں۔ اسلام ہی کے ذریعہ عرب سردار بنے اور قوموں میں ممتاز ہوئے۔ اسلام اور اس کی تعلیمات پر عمل کرنے سے ہی عربوں کو ایک نئی زندگی ملی، وہ اپنے جزیرے سے ہاتھوں میں قرآن شریف لئے ہوئے نکلے اور فتح و سیادت کا جھنڈا گاڑتے گئے۔ اسلام ہی کے ذریعہ وہ اُٹھے اور فتح پائے اور سیادت و مجد اور ترقی اور عزت کی اعلیٰ منازل تک پہونچے، اور اسلام ہی کی ہدایت و برکت سے وہ اختلاف اور گروہ بندی کی راہ سے نکل کر اتحاد و اتفاق کی نعمت سے سرفراز ہوئے۔ اور سختی و سنگدلی سے نکل کر نرمی اور مہربانی اور ظلم و ناخواندگی سے نکل کر تمدن و تہذیب سے مشرف ہوئے اور اپنی خشک جاہلی عادات سے نکل کر نئی تازہ دینی روح سے سرشار ہوئے۔ جس نے ان کو عزت و خودداری، علم و شرافت تک پہنچا دیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اُن سے جو وعدہ کیا تھا، وہ پورا کر دیا۔ یعنی

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِىْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِىْ شَيْئًا۔ (النور۔ ۵۵)	اللہ نے تم میں سے ایمان والوں کے ساتھ وعدہ کیا ہے، اور جنہوں نے صالح عمل کیا کہ اُن کو زمین میں ضرور خلافت عطا کرے گا، جس طرح پہلے والوں کو عطا کیا اور ان کے لئے اس دین کو مضبوط کریگا جس کے لئے اُن سے راضی ہے۔ اور خوف کے بعد ان کو امن سے بدل دیگا۔ وہ میری عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کرینگے

اور اللہ نے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے۔ پہلے وہ دیہاتوں اور وادیوں میں چرواہے

EmaanLibrary.com

تھے، اب ملکوں کے بادشاہ بن گئے۔ پہلے ان کو اپنی ستر پوشی اور بھوک کی آگ کا بجھانا ہی بھاری تھا جیسا کہ مسلم میں عتبہ بن غزوان کا بیان ہے کہ میں اُس دن کو یاد کرتا ہوں، جب ہم سات اصحاب نبی اس حالت میں تھے کہ ہمارے پاس درخت کے پتوں کے سوا کھانے کو کچھ نہیں تھا جس کے کھانے سے ہماری انتڑیوں میں زخم پڑ گئے تھے، اور میں نے ایک چادر کو دو حصّے کر کے سعد بن وقاص کے درمیان تقسیم کر لی۔ آدھی میں نے پہنی، اور آدھی سعد نے۔ اور آج یہ عالم ہے کہ وہ ایک شہر کے گورنر ہیں۔ میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں کہ خود کو دل میں بڑا سمجھوں اور عنداللہ چھوٹا رہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ان نعمتوں کیساتھ ساتھ ان مصائب اور سختیوں کا بھی ذکر فرمایا، جنمیں وہ پہلے مبتلا تھے۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔

وَاذْكُرُوْا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِى الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔ (الانفال — ۲۶)

اور اس وقت کو یاد کرو جب تم تھوڑے زمین میں کمزور تھے، ڈرتے تھے کہ کہیں تم کو اچک نہ لیں، تو اللہ نے تم کو ٹھکانا دیا اور اپنی مدد سے تائید کی اور تمہیں پاکیزہ روزی عطا کی تاکہ تم شکر ادا کرو۔

قتادہ کا بیان ہے کہ اسلام اور بعثت محمد سے قبل عربوں کا یہ حال تھا کہ وہ لوگوں میں سب سے ذلیل تھے، سب سے بدتر زندگی گذارتے تھے، سب سے زیادہ بھوکے تھے ننگے تھے اور گمراہی میں سب سے بڑھے ہوئے تھے، اُن کو کھلایا جاتا تھا خود نہیں کھا سکتے تھے۔ اور ہم روئے زمین پر اپنے کو سب سے بدترین سمجھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کی نعمت سے ہمیں نوازا اور شہروں میں اس کی جڑیں مضبوط کی۔ اس کے ذریعہ رزق کو وسیع کیا اور لوگوں پر ہمیں بادشاہت عطا کی۔ اسلام ہی کی وہ برکت ہے جس کے ذریعہ اللہ نے ہماری یہ موجودہ حالت بنائی، اس نعمت پر اللہ کا شکر ادا کرو کیوں کہ تمہارا رب

EmaanLibrary.com

بڑا منعم ہے اور شکر کو پسند کرتا ہے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فتح اور وسعت رزق کی پہلے ہی سے پیشین گوئی فرما دی تھی۔ جیسا کہ بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام حرام بنت ملحان، کے پاس تشریف فرما تھے کہ آپ کو ہنسی آئی۔ لوگوں نے پوچھا، یارسول اللہ! آپ کیوں ہنس رہے ہیں؟ فرمایا، میرے سامنے میری امت کے کچھ لوگ پیش کئے گئے جو اس سمندر کے، کنارے تک سوار ہوں گے، شہنشاہوں کی حیثیت سے۔ ام حرام نے کہا اللہ سے دعا فرمائیے کہ مجھے بھی ان میں شامل کر دے۔ آپ نے فرمایا، تم ان میں رہو گی۔ چنانچہ وہ اپنے شوہر عبادہ بن صامت کے ساتھ مجاہدہ بن کر نکلیں، راستہ میں اپنی سواری سے گر کر شہید ہو گئیں۔

حاصل کلام یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی میلاد کی عظمت کے لئے ان محفلوں کے انعقاد اور اس میں اجتماع کرنے، اور تقریر و نظم خوانی کو مشروع نہیں فرمایا ہے بلکہ اس کے برعکس آپ کی کراہیت کا ثبوت ملتا ہے، جیسا کہ بخاری میں یہ ارشاد موجود ہے

لا تطرونی کما اطرت النصاریٰ	مجھ کو میرے مقام سے مت بڑھاؤ جس طرح
عیسیٰ ابن مریم انما انا عبد	عیسائیوں نے عیسیٰ ابن مریم کو بڑھایا، میں تو
فقولوا عبد اللہ ورسولہ۔	بندہ ہوں، مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو

"اطراء" کہتے ہیں تعریف میں مبالغہ آرائی کرنا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ایاکم والغلو فانما اھلک من کان قبلکم الغلو۔ اپنے کو غلو سے بچاؤ، غلو ہی نے تم سے پہلے والوں کو ہلاک کیا ہے۔

اسی طرح خلفاء راشدین اور صحابہ و تابعین اور ائمہ اربعہ امام احمد، شافعی، مالک اور ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کی طرف سے میلاد الرسول کی تعظیم اور اس دن کا اجتماع، نیز شب معراج کا جلسہ ثابت نہیں، اگر یہ کوئی اچھی بات ہوتی تو ہمارے اسلاف ضرور اس کی

EmaanLibrary.com

طرف سبقت کئے ہوتے۔

"الابداع فی مضار الابتداع" کے مصنف نے لکھا ہے کہ میلاد کی بدعت سب سے پہلے مصر کے فاطمیوں نے شروع کی۔ اُنہوں نے عیسائیوں کو دیکھا کہ وہ حضرت مسیح کی پیدائش کے دن کو بڑی اہمیت دیتے ہیں اور اسے عید کی طرح خوشی کا دن مناتے ہیں، جس میں کاروبار اور بازار بند رکھتے ہیں۔ اُن کی دیکھی دیکھا انھوں نے بھی میلاد الرسول کی بدعت شروع کی یعنی ایک بدعت کے مقابلہ میں دوسری بدعت اور ایک منکر کے مقابلہ میں دوسری بُرائی کو پیدا کیا، جس کا گناہ اس پر عمل کرنے والے تمام لوگوں کے گناہ کے برابر ان کو ملتا رہے گا۔ کیوں کہ میلاد النبی کی تعظیم نہ اسلام کا کوئی جز ہے نہ سلف صالح کا کوئی عمل، بلکہ وہ نصاریٰ کی تقلید اور اُن کے ساتھ مشابہت ہے۔

ہمیں معلوم ہے کہ کچھ نام نہاد علماء میلاد النبی کی لوگوں سے حوصلہ افزائی کرتے ہیں اور ان کو سمجھاتے ہیں کہ یہ ایک بدعت حسنہ ہے جس سے عوام کے دلوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عظمت پیدا ہوتی ہے۔ ساتھ ہی دوست احباب اس مجلس میں جمع ہو جاتے ہیں اور کھانا بھی کھلایا جاتا ہے، لوگ ایک دوسرے کو سلام بھی کرتے ہیں۔ ان چیزوں سے یہ لوگ عوام کو یہ باور کراتے ہیں کہ میلاد بدعت حسنہ ہے۔ لیکن یہ قول سراسر باطل ہے۔ اس لئے کہ شریعت میں بدعت حسنہ ہے ہی نہیں۔ بلکہ ہر بدعت ضلالت ہے اور ضلالت کا انجام جہنم ہے۔ میلاد کی رسم مسلسل ہر سال پابندی سے انجام دینے کی بناء پر لوگوں کے دلوں میں یہ خیال بیٹھ گیا ہے کہ یہ بڑی افضل اور کوئی فرض عبادت ہے۔ اسی لئے جب اس کو مٹایا جاتا ہے یا اس سے دُور کیا جاتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ دیکھو ایک سنت مٹائی جا رہی ہے۔ اسی کے ساتھ لوگ میلاد کے بارے میں ایسی ایسی باتیں کہتے ہیں جس سے عوام اس پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ یہ علماء ان کو سمجھاتے ہیں کہ جو شخص محفل میلاد

EmaanLibrary.com

میں شریک ہوگا، اُس کے کاروبار میں اتنا فائدہ ہوگا، اُس کے جسم اور بال بچوں کو عافیت ملے گی، اور اس طرح کی دوسری بہکا دے کی باتیں اور جو شخص وہاں حاضر نہیں ہوگا اس کو مالی خسارہ ہوگا اور اُس کے جسم اور بال بچوں کو مختلف امراض لاحق ہوں گے، بلکہ کچھ شہروں میں تو یہاں تک نوبت ہے کہ جو لوگ میلاد میں شرکت نہیں کرتے یا ذکر ولادت کے وقت قیام نہیں کرتے ان کو کافر کہتے ہیں۔ اور بدعت کا خاصہ ہے بڑھنا اور پھیلنا اور ایک شہر سے دوسرے شہر منتقل ہوجانا۔ اس طرح کہ وہ اچھی طرح پھیل جائے اور عوام میں مقبول ہوجائے۔ ان بدعات کا روکنا ختم کرنے کے مقابلہ میں آسان ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ ہمارے شہر میں یہ بدعت نہیں ہے، بحمداللہ ہم بڑی عافیت میں ہیں۔

میلاد ہی کی طرح رجب میں معراج النبی کے نام سے ادا کیجانے والی بدعت بھی ہے۔ کیوں کہ ان بدعات کا ایک خاص مزاج یہ ہے کہ وہ ایک دوسرے سے وجود میں آتی ہیں، اور ہر پیدا ہونے والی بدعت پُرانی سے بدتر ہوتی ہے، اور ہر آنے والا سال پہلے سے خراب ہوتا جارہا ہے۔ رسالہ کے مصنف نے میلاد کی بدعت میں بڑا غلو کیا ہے۔ اور اس کے سبب آیات الٰہیہ میں معنوی تحریف بھی کرڈالی، جس سے ایک دوسری بدعت پیدا ہوگئی جو پہلے سے بھی زیادہ خراب اور سخت ہے۔ یعنی محفل ذکر نعمت کی بدعت۔

شہروں میں اس بدعت کے موقع پر بڑی عجیب وغریب چیزیں کیجاتی ہیں۔ مثلاً دف بجانا، طرح طرح کے موسیقی کا استعمال، شراب نوشی، مرد وزن کا اختلاط وغیرہ۔ اس کے علاوہ دوسرے مفاسد، جن کو یہ لوگ حب رسول کی علامت کہتے ہیں۔ جب کہ یہ افعال حب رسول کے عین منافی ہیں۔ شاعر کہتا ہے:۔

لو کان حبک صادقا لاطعتہ ان المحب لمن یحب مطیع،

اگر تمہاری محبت سچی ہوتی تو تم رسول کی اطاعت کرتے کیونکہ محبت کرنے والا جس سے محبت کرتا ہے اسکی اطاعت بھی کرتا ہے۔

EmaanLibrary.com

تمام عبادات شرعیہ کی بنیاد توفیق اور اتباع پر ہے۔ استحسان اور ابتداع پر نہیں۔ لہٰذا جس، عبادت کو رسول اللہ اور آپ کے اصحاب نے نہیں کیا ہے اس کو تم بھی مت کرو۔ اس لئے کہ پہلوں نے عبادات دینیہ کے بارے میں بعد والوں کے لئے کچھ نہیں چھوڑا ہے۔ اور بدعت حسنہ عادات میں ہوتی ہیں عبادات میں نہیں۔ جہانتک ہم سمجھتے ہیں کہ جو لوگ میلاد النبی کا اہتمام کرتے ہیں اور اس مجلس پر کافی خرچ کرتے ہیں ان کا مقصد رسول کی محبت ہے، اور وہ اس محفل کے ذریعہ محبت رسول کی تعظیم کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن یہ بات جان لینا چاہیئے کہ اچھا مقصد بھی فعل بدعت کو جائز نہیں کرتا، اور فطری محبت دینی محبت کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ دیکھو ابو طالب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے، اُن کو آپ سے بڑی محبت تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی گود ہی میں پلے تھے اور اُنھوں نے آپ کی زبردست حمایت کی اور مدد بھی کی تھی بلکہ آپ کی نبوت کی سچائی کی گواہی بھی دیتے تھے۔ لیکن جب اُنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی اطاعت نہیں کی، اور نہ آپ کی نہی سے بچے، اور نہ آپ کے دین کی پیروی کی تو کفر پر ان کی موت ہوئی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منع کر دیا گیا کہ آپ ان کے لئے استغفار کی دُعا نہیں کر سکتے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے اسلام نہ لانے پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعزیت اور تسلی کے لئے یہ آیت نازل فرمائی

اِنَّكَ لَا تَهْدِىْ مَنْ اَحْبَبْتَ	آپ جس کو چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے بلکہ
وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ ۚ	اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور وہی
وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ (القصص ۵۶)	ہدایت لانے والوں کو خوب جانتا ہے۔

جب لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کی محبت کا دعویٰ کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت محبت نازل فرمائی:۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ	کہدو، اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری

EmaanLibrary.com

يُحْبِبْكُمُ اللهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۔ اتباع کرو اللہ تم سے محبت کریگا اور تم کو بخشدیگا

لہٰذا جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی محبت کا دعویدار ہے لیکن نہ اللہ کے حکم کو مانتا، نہ اُس کی نہی سے بچتا ہے تو اس کی محبت کا دعویٰ باطل ہے۔

اُمّت پر رسُول کا حق

محمد رسول اللہ کی شہادت کا مطلب ہے کہ اللہ کے رسول کے امر کی اطاعت کی جائے، آپ کی خبر کی تصدیق کی جائے، اور آپ نے جس چیز سے منع فرمایا ہے باز آیا جائے اور اللہ کی بندگی شریعت کے مطابق کیجائے، استحسان اور بدعت کا سہارا لے کر نہیں۔ اور یہ کہ تمام اوقات اور حالات میں کثرت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجا جائے۔ اس لئے کہ آپ پر درود وسلام کا بھیجنا بہترین بندگی اور اعلیٰ ترین اطاعت ہے۔ جو شخص آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا، اللہ اُس پر دس مرتبہ درود بھیجے گا۔ اور آپ پر درود بھیجنے کا مطلب آپ کے حق میں امت کی طرف سے دعا کرنا ہے۔ کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہے کہ ہم نماز کے اندر اور باہر کثرت سے درود بھیجیں۔ درود کے الفاظ یہ ہونے چاہئیں۔ اللّٰھمّ صلّ علیٰ محمّد وعلیٰ اٰل محمّد، اللّٰھم بارک علیٰ محمّد وعلیٰ اٰل محمّد۔ اور امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک آپ پر درود بھیجنا نماز کا رکن ہے، اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک وہ مستحب ہے واجب نہیں

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم فرمایا ہے کہ موذن کو جواب دینے کے بعد بھی، ہم آپ پر درود بھیجیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے آپ کیلئے وسیلہ کا سوال کریں حضور کا ارشاد ہے:۔

"جب تم مؤذن کی اذان سنو تو موذن جیسے کہتا ہے ویسے ہی کہتے

EmaanLibrary.com

جاؤ، پھر میرے اوپر درود بھیجو، جو شخص میرے اوپر ایک مرتبہ درود بھیجے گا، اللہ تعالیٰ اُس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرمائے گا۔ پھر میرے لئے اللہ سے وسیلہ مانگو، وسیلہ جنت میں ایک مرتبہ کا نام ہے، جو اللہ کے بندوں میں سے میرے سوا کسی کیلئے مناسب نہیں۔ اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں گا۔ پس جو شخص میرے لئے اللہ سے وسیلہ مانگے گا، قیامت کے دن میری شفاعت اُس کے لئے حلال ہو گی۔" اور حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔" جو شخص اذان سننے کے وقت یہ دُعا پڑھے گا۔

اللهم رب هذه الدعوة التامة	اے اللہ اس پوری دُعا کے رب اور کھڑی
والصلوة القائمة آت محمد	ہونیوالی نماز کے مالک تو عطا فرما محمد صلی اللہ
الوسيلة والفضيلة وابعثه	علیہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت اور ان کو اس مقام
مقاما محمود الذی وعدته۔	پر بھیج جس کا تو نے وعدہ کیا ہے۔

تو قیامت کے دن میری شفاعت اس کے لئے واجب ہو گئی۔"

(احمد، ابوداؤد، نسائی، ترمذی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی جب اپنے لئے دُعا مانگیں تو آپ کے لئے بھی دُعا کریں، لیکن اللہ کے سِوا کسی کو پکاریں نہیں، بلکہ اپنی سب دعا اللہ کے لئے خالص کریں اور اللہ کے رسول کے ساتھ دُعا یا وسیلہ کا کوئی جملہ استعمال نہ کریں۔ اس لئے کہ جس کیلئے دعا کی جاتی ہے خود اس کو اللہ کے سِوا پکارا نہیں جاتا۔ یہ بھی جاننا چاہیئے کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مشرق و مغرب کے کسی حصہ میں درود و سلام بھیجتا ہے تو اس کا اور جو آپ کی قبر کے کنارے پر کھڑا ہو کر درود بھیجتا ہے، دونوں کا درود و سلام حضورؐ تک یکساں پہنچایا جاتا ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے فرشتے مقرر کر رکھے ہیں جو آپ کی اُمت کے سب لوگوں کے درود و سلام پہونچاتے ہیں۔ لہٰذا آپ کی قبر پر

EmaanLibrary.com

بھیڑ لگانے کا کوئی مطلب نہیں، کیوں کہ درود وسلام پہونچانے کا مقصد اس بھیڑ کے بغیر بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

لَا تجعلوا قبری عیداً و لا بیوتکم قبوراً وصلوا علیّ فان صلوتکم تبلغنی حیث کنتم (ابوداؤد)

میری قبر کو تیوہار نہ بناؤ اور نہ اپنے گھروں کو قبرستان اور میرے اوپر درود بھیجو، تم جہاں رہو گے، تمہارا درود مجھ تک پہونچ جائے گا۔

علی بن حسین سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ قبر نبوی کے پاس والے ایک شگاف پر آتا اور دعا مانگتا، آپ نے اسے منع کیا اور فرمایا "میں تم کو ایک ایسی حدیث سناتا ہوں جس کو میرے والد نے میرے دادا سے اور میرے دادا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپؐ فرماتے تھے کہ میری قبر کو تہوار مت بنانا اور نہ اپنے گھروں کو قبرستان اور میرے اوپر درود بھیجو، تم جہاں رہو گے، تمہارا درود وسلام مجھ تک پہونچ جائے گا۔ ہم اللہ کو گواہ بنا کر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے ساتھ پوری خیر خواہی کی اور امانت نبوت ادا کی۔ ہمارا ایمان ہے کہ حج قبر نبوی کی زیارت کے بغیر صحیح ہو جاتا ہے۔ رہی یہ حدیث "من حج ولم یزرنی فقد جفانی" یعنی جس نے حج کیا اور میری زیارت نہیں کی، اس نے مجھ پر ظلم کیا۔ تو تمام علماء حدیث اس بات پر متفق ہیں کہ یہ روایت جھوٹی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صریح بہتان ہے۔ اور اس حدیث کے مخالف بھی ہے جسمیں آپؐ نے فرمایا "لا تجعلوا قبری عیداً" میری قبر کو تہوار مت بناؤ"، یعنی بار بار قبر پر آنے کی عادت مت ڈالو، اور مجھ پر درود بھیجو تمہارا درود جہاں کہیں سے بھی بھیجو گے پہونچے گا، اور فرمایا "اللھم لا تجعل قبری وثنا یعبد" اے اللہ میری قبر کو استھان نہ بنا دینا جس کو پوجا جائے، جہاں لوگ آکر گڑگڑائیں اور سوال کریں اور اس طرح کہیں "اے محمد میری شفاعت فرمایئے وغیرہ۔

EmaanLibrary.com

اور جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے کہا، ہم شفاعت چاہتے ہیں اللہ کے ذریعہ آپ سے اور آپ کے ذریعہ اللہ سے۔ تو آپؐ نے فرمایا، سبحان اللہ، سبحان اللہ۔ آپؐ مسلسل سبحان اللہ، سبحان اللہ کہتے رہے جس سے صحابہ کے چہروں میں ناگواری کے آثار نمودار ہوئے اور فرمایا، اللہ کے ذریعہ کسی مخلوق کی شفاعت طلب نہیں کی جاتی ہے۔

اور آپ نے فرمایا، غلو سے بچو، غلو ہی نے تم سے پہلے والوں کو ہلاک کیا ہے اور بخاری و مسلم میں ہے کہ آپ نے فرمایا، مجھے میرے مرتبہ سے زیادہ نہ بڑھاؤ، جیسے، نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریم کو بڑھایا، میں ایک بندہ ہوں مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو۔ اور "اطرا" کہتے ہیں مدح و ثنا میں حد سے آگے بڑھ جانا۔

بیشک رسولؐ اللہ نے تبلیغ فرمائی اور امت کے ساتھ خیر خواہی کی اور لوگوں کو ڈرایا، دھمکایا۔ والحمد للہ رب العلمین وسلام علی عبادہ المرسلین وصلی اللہ وسلم علی نبینا وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات

حمد و ثناء کے بعد معلوم ہو کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے دنیا کے لئے فنا اور آخرت کے لئے بقاء لکھ دی ہے جس کے لئے فنا مقرر ہے وہ باقی نہیں رہ سکتی، میری قوم کے لوگو، یہ دنیا چند روزہ سامان ہے اور آخرت ہی پائدار جگہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو متاع کہا۔ اور متاع اس چیز کو کہتے ہیں جس سے آدمی تھوڑی دیر کیلئے فائدہ اٹھاتا ہے، پھر وہ ختم ہو جاتا ہے اور متاع، متاع مسافر سے بنا ہے۔ اللہ کا ارشاد ہے:-

أَرَضِيتُم بِالْحَيَوٰةِ الدُّنْيَا مِنَ — کیا تم آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی پر

EmaanLibrary.com

الْاٰخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِیْلٌ (التوبہ - ۳۸)

مطمئن ہو چکے ہو، لیکن آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی بہت تھوڑی ہے۔

دنیا کا سب سے بڑا عیب اس کا فنا ہونا اور حوادث کا شکار ہونا ہے، جو اس کے زوال کی سب سے بھاری دلیل ہے۔ صحت بیماری سے بدلتی رہتی ہے اور نعمت سختی سے اور زندگی موت سے اور آبادی ویرانے سے اور لوگوں کا ملاپ احباب کی جدائی سے اور جو کچھ مٹی کے اوپر ہے وہ سب مٹی ہونے والا ہے۔

موت جس سے لوگ گھبراتے ہیں اور جس نے دنیا والوں کی آسائش و نعمت کو کرکرا کر رکھا ہے، وہ موت ہمیشہ کے لئے فنا نہیں، بلکہ موت نام ہے ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل ہو جانے کا، تاکہ بُروں کو بُرائی کی سزا اور اچھوں کو اچھائی کی جزا دی جا سکے۔ لہٰذا موت کے ہول سے وہی شخص گھبراتا ہے جس نے آخرت کے لئے کچھ جمع نہیں کیا ہے، ایسے شخص پر مرنے کے وقت موت کی سختی اور فنا کی حسرت اور مستقبل کا خوف سب اکٹھا ہو جاتا ہے، اس وقت وہ بہت پچھتاتا ہے، لیکن یہ ندامت بیکار ہے۔

حسب فرمان الٰہی :-

یٰلَیْتَنِیْ قَدَّمْتُ لِحَیَاتِیْ فَیَوْمَئِذٍ لَّا یُعَذِّبُ عَذَابَهٗۤ اَحَدٌ وَّلَا یُوْثِقُ وَثَاقَهٗۤ اَحَدٌ۔ (الفجر - ۲۶)

اے کاش میں نے آخرت کی زندگی کے لئے کچھ کیا ہوتا، اس دن اللہ جیسا نہ کوئی عذاب دے سکتا اور نہ اس کے جیسا کوئی پکڑ سکتا ہے۔

لوگوں کی حیثیت دنیا میں مسافروں جیسی ہے جن کو جاننا چاہیئے کہ اس دنیا کے علاوہ ایک دوسرا گھر ہے، وہ اسی گھر کے لئے کام کرتے ہیں، اور وہیں جانے کی تیاری میں سب کچھ کر رہے ہیں، جو شخص کوئی چیز پہلے بھیج دیتا ہے، وہاں جانے کے لئے وہ تیار رہتا ہے، اس طرح اپنے رب سے ملنے کی محبت میں موت سے بھی محبت کرتا ہے، اور جو شخص

EmaanLibrary.com

اللہ سے ملاقات کو محبوب رکھتا ہے، اللہ بھی اس کی ملاقات کو محبوب رکھتا ہے۔ اور جو شخص اللہ سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے، اللہ بھی اُس سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے۔ صحابہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم میں سے ہر شخص موت کو ناپسند کرتا ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا "بات ایسی نہیں ہے بلکہ انسان کا تعلق جب دنیا سے ختم ہونے لگتا ہے، اور وہ آخرت کی طرف جانے لگتا ہے، تو اگر وہ صاحب خیر رہا ہے تو اُس کو خیر کی بشارت دیجاتی ہے، اس وقت وہ اللہ کی ملاقات کو چاہنے لگتا ہے تو اللہ بھی اس کی ملاقات کو چاہنے لگتا ہے۔ اگر وہ بدکار تھا تو اس کو برائی کی خبر دیجاتی ہے، اس وقت وہ اللہ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے، اور اللہ بھی اس کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس سال تک کوئی وحی نہیں کی گئی۔ چالیس سال کے بعد آپؐ کے پاس حق آیا اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ، خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ، اِقْرَأْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ (سورہ العلق)	اپنے اس رب کے نام سے پڑھو جس نے انسان کو بندھے ہوئے خون سے پیدا کیا۔ پڑھو تمہارا رب بڑی عزت والا ہے جس نے انسان کو قلم سے سکھایا، انسان کو وہ چیز سکھائی جو وہ نہیں جانتا تھا

اس کے بعد وحی کا سلسلہ جاری ہو گیا۔ ہجرت کا جب دسواں سال ہوا تو آپؐ کی موت کے قریب ہونے کی نشانیاں ظاہر ہونے لگیں، اور آپؐ کے دنیا سے کوچ کرکے اللہ کی ملاقات کا وقت معلوم ہونے لگا، اسی سال آپؐ نے لوگوں کو حج کرایا اور جب آپ عرفات میں کھڑے تھے تو یہ آیت نازل فرمائی

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم	آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور تمہارے لئے

EmaanLibrary.com

الاسلام دینا۔ دین اسلام سے راضی ہو گیا۔

اب اس کے پورے ہونے کے بعد اس کے کم ہونے کی باری ہے:۔

اذا تم شیئ بدا نقصہ توقع زوال اذا قیل تم

جب کوئی چیز پوری ہو جاتی ہے تو اس کا نقص ظاہر ہونے لگتا ہے، جب کسی چیز کیلئے تم سے کہا جائے کہ وہ پوری ہو گئی تو سمجھو اس کے زوال کا وقت آ گیا۔

اور عرفہ کے دن رسول اللہ ﷺ نے اپنے خطبہ میں لوگوں سے یہ اشارہ فرما دیا تھا کہ آپ کی موت اب قریب ہے۔ اسی لئے آپ نے خطبہ میں فرمایا "شاید میں اس سال کے بعد آپ لوگوں سے نہ مل سکوں، لہٰذا میرے بعد کافر ہو کر ایک دوسرے کی گردن مت مارنے لگنا۔" اسی لئے اس حج کو حجۃ الوداع کہا جاتا ہے، کیوں کہ آپ ﷺ نے اسمیں لوگوں کو الوداع فرمایا اور ایک عظیم خطبہ دیا جس میں فرمایا: "بیشک تمہارا خون اور تمہارا مال تم پر اسی طرح حرام ہے جس طرح آج کا یہ دن اور یہ شہر حرمت والا ہے اور یاد رکھو، جاہلیت کی ہر چیز مرے پاؤں کے نیچے دبا دی گئی ہے، جاہلیت کا خون بھی ختم کر دیا گیا ہے اور اپنے خونوں میں سے پہلا خون میں ربیعہ بن حارث کا معاف کرتا ہوں جو قبیلہ بنو سعد میں رضاعت کی مدت گذار رہے تھے، اور ہذیل کے قبیلہ والوں نے ان کو قتل کر دیا تھا۔ اور جاہلیت کا سود بھی معاف کر دیا گیا اور پہلا سود جس کو میں معاف کرتا ہوں وہ عباس ابن عبد المطلب کا سود ہے، وہ سب کا سب معاف ہے۔

عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا، کیوں کہ تم نے اُن کو اللہ کی امانت سمجھ کر لیا ہے۔ اور اُن کی شرمگاہ کو کلمۂ الٰہی کے ساتھ حلال کیا ہے۔ اُن پر تمہارا حق ہے کہ وہ تمہارے بچھونوں پر ان کو نہ بٹھائیں جن کو تم ناپسند کرتے ہو، اور تمہارے گھر اُن کو نہ آنے دیں جن کو تم ناپسند کرتے ہو، اور تم پر اُن کا حق ہے کہ اُن کو کھانا اور کپڑا دو۔ اور بیشک

EmaanLibrary.com

میں نے تم میں وہ چیز چھوڑی ہے کہ جب تک اس کو تم مضبوط پکڑے رہو گے، گمراہ نہیں ہو گے اور وہ ہے اللہ کی کتاب۔ اور تم سے میری بابت سوال کیا جائے گا تو تم کیا جواب دو گے۔ سب نے جواب دیا، ہم گواہی دیں گے کہ بیشک آپ نے دین پہونچایا اور حق نبوت ادا کیا اور اُمت کے ساتھ خیر خواہی فرمائی۔ یہ سُن کر آپ نے اپنا ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھایا اور تین بار فرمایا، اے اللہ تو گواہ رہنا۔" (مسلم)

ایام تشریق کے وسط میں اللہ تعالیٰ نے سورہ اذا جاء نصراللہ والفتح ورأیت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا، فسبح بحمد ربك واستغفرہ أنہ کان توابا۔ نازل فرمائی۔ یعنی جب اللہ کی مدد اور فتح آچکی اور آپ نے دیکھ لیا کہ لوگ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہو رہے ہیں تو آپ اپنے رب کی حمد کیجئے اور اس سے مغفرت چاہیئے، بیشک اللہ توبہ قبول کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔

تو جیسا کہ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ، نے اس آیت کی تفسیر کی ہے کہ اس سورہ میں آپ کی موت کے قریب ہونے کی خبر دی گئی ہے، فرمایا: اے محمدؐ جب آپ کی مدد اور فتح آچکی ہے اور آپ نے دیکھ لیا کہ لوگ اللہ کے دین میں برضا و رغبت فوج در فوج داخل ہو رہے ہیں تو سمجھ لیجئے کہ موت کے قریب ہونے کا وقت آگیا، لہٰذا آپ ہماری ملاقات کی تیاری کیجئے اور حمد باری کی تسبیح پڑھیئے اور اس سے استغفار کیجئے وہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔ چنانچہ اس سورہ کے نازل ہونے کے بعد آپؐ اُٹھتے بیٹھتے "سُبْحٰنَكَ اللّٰھُمَّ وَ بِحَمْدِكَ اللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ" پڑھا کرتے تھے۔ جب آپ مدینہ تشریف لے آئے تو لوگوں کو خطبہ دیا، جس میں آپؐ نے یہ فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا کہ وہ دُنیا کی زیب و زینت کو چاہے پسند کرے اور چاہے تو اللہ کے پاس کی نعمتیں پسند کرے۔ اس بندے نے اللہ کے پاس کی نعمتوں کو پسند کیا۔" اس خطبہ کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ

EmaanLibrary.com

رضی اللہ عنہ اُٹھے اور آپؐ سے معانقہ فرمایا، اور کہا "ہم آپؐ پر اپنے ماں باپ کے ساتھ فدا ہیں"۔ بعض صحابہ نے کہا کہ ابوبکرؓ پر ہمیں تعجب ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے متعلق فرما رہے ہیں کہ اللہ نے اس کو دنیا و آخرت کی نعمتوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے کی اجازت دی، اس نے آخرت اختیار کی، اور ابوبکرؓ کہہ رہے ہیں کہ ہم آپ پر اپنے ماں باپ کے ساتھ فدا ہیں۔ آخر اس کا مطلب کیا ہے؟ ظاہر ہے اس کا مطلب یہی تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی اختیار دیا جا رہا تھا کہ چاہیں تو دنیا کی زیب و زینت پسند کریں، چاہے اللہ کے پاس کی نعمتیں۔ اور ابوبکرؓ ہم میں سب سے زیادہ آپ کو جاننے والے تھے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرماتے تھے، اور اس سال بیس دن کا اعتکاف فرمایا۔ اور ہر سال حضرت جبرئیل کے ساتھ ایک مرتبہ قرآن کا دور کرتے تھے، اور اس سال دو مرتبہ کیا۔ اور صفر ۱۱ھ کے مہینہ کے آخر میں آپؐ کو درد شروع ہوا، آپ حضرت عائشہ کے کمرے میں تشریف لائے اور وہ چٹائی پر لیٹی ہوئیں کہہ رہی تھیں، ہائے سر کی تکلیف۔ آپؐ نے اُن سے کہا، میں چاہتا ہوں کاش ایسا ہی ہوتا کہ میں اس وقت زندہ رہتا اور تم کو غسل اور کفن دیتا، اور تمہاری جنازہ کی نماز پڑھتا۔ حضرت عائشہ نے کہا، گویا کہ میں آپ کی جگہ ہوں آپ کے بدلے اور آپ دلہن ہیں اپنی کسی عورت کی جگہ۔ پھر آپ نے فرمایا، نہیں بلکہ ہائے میرا سر۔ اور درد مسلسل باقی رہا۔ آپ کے پاس آپ کی صاحبزادی فاطمہ آئیں۔ آپ نے اُن سے چپکے سے کچھ کہا تو وہ رونے لگیں، پھر دوبارہ کچھ کہا تو وہ ہنسنے لگیں۔ اُن سے اس بارے میں پوچھا گیا تو جواب دیا کہ آپؐ نے جب مجھ سے چپکے سے کہا اور میں رونے لگی تو آپ نے اس وقت مجھ سے کہا تھا کہ میں اسی مرض میں انتقال کرنے والا ہوں، تم صبر کرنا اور اللہ سے ثواب حاصل کرنا۔ یہ سُن کر میں رو پڑی۔ اور جب دوبارہ چپکے سے فرمایا تو ہنس پڑی، اس وقت

EmaanLibrary.com

آپ نے فرمایا تھا کہ میرے گھر والوں میں سب سے پہلے تم ہی مجھ سے ملنے والی ہو۔ اس پر میں ہنس پڑی۔ چنانچہ حضرت فاطمہ رضؓ آپ کی وفات کے چار ماہ بعد وفات پا گئیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اس بیماری میں فرمایا کرتے تھے "الصلاۃ الصلاۃ وما ملکت ایمانکم" نماز کا خیال رکھنا، نماز قائم رکھنا اور اپنی عورتوں کا خیال رکھنا اور آپ سے کہا گیا کہ لوگ آپؐ کا انتظار کر رہے ہیں، تو آپؐ نے فرمایا، ابو بکر رضؓ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، کیوں کہ اللہ اور اُس کے رسول ابو بکر رضؓ ہی کو چاہتے ہیں۔ اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجرہ کا پردہ اُٹھایا اور لوگوں کو صف بند نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو جماعت میں جا کر اُن کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے بیقرار ہو گئے۔ چنانچہ علی رضؓ اور عباس رضؓ کو بلایا اور اُن سے کہا کہ مجھ کو لے چلیں۔ وہ لوگ آپ کو کسی طرح لے کر چلے۔ آپ پاؤں کے بل زمین پر تو چل رہے تھے لیکن بوجھ اُن کے اُوپر تھا، اور لے جا کر حضرت ابو بکر کے پہلو میں بٹھا دیا۔ آپ کو دیکھ کر لوگوں کو اتنی خوشی ہوئی کہ خطرہ تھا کہ نماز میں خلل نہ پڑ جائے۔ آپ نماز پڑھ کر گھر واپس آئے تو دوبارہ نکل کر نہ جا سکے، یہانتک کہ اللہ کو پیارے ہو گئے۔ آپ پر قرآن کی آخری آیت یہ نازل ہوئی تھی۔

واتقوا یوما ترجعون فیہ الی اللہ ثم توفی کل نفس ما کسبت وھم لا یظلمون (البقرۃ-۲۸۱)	اور اُس دن سے ڈرو جب تم اللہ کے پاس پیش کیے جاؤ گے پھر ہر نفس کو اُس کے کیے کا پورا بدلہ دیا جائیگا اور لوگوں پر ذرا بھی ظلم نہیں کیا جائیگا

اس کے نویں دن بعد آپؐ وفات پا گئے۔ ربیع الاول کی دو تاریخ تھی۔ اس وقت آپ کی عمر ترسٹھ سال تھی۔ اور حضرت ابو بکر رضؓ کی وفات ہوئی تو اُن کی عمر بھی ترسٹھ سال تھی، اور حضرت عمر رضؓ کی وفات ہوئی تو اُن کی عمر بھی ترسٹھ سال تھی، اور حضرت علی رضؓ کی وفات ہوئی تو اُن کی عمر بھی ترسٹھ سال تھی، رضی اللہ عنہم۔ اور یہ عمر عام طور پر مرنے کی عمر ہوتی

EmaanLibrary.com

ہے۔ اللہ کا ارشاد ہے :۔

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ فَإِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ۝ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً وَإِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ۝

(انبیاء - ۳۵)

اور ہم نے آپ سے پہلے کسی آدمی کو بھی ہمیشہ زندہ نہیں رکھا۔ اگر آپ مر گئے تو کیا وہ لوگ ہمیشہ رہیں گے۔ ہر نفس موت کا مزہ چکھنے والی ہے اور ہم تمہیں شر اور خیر کے ساتھ آزمائیں گے، اور تم ہماری ہی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

آپ نے اپنی بیماری میں تین باتوں کی وصیت فرمائی۔ فرمایا: اسامہ کے لشکر کو بھیج دینا اور وفد کو جس طرح میں بھیجتا تھا، بھیجتے رہنا۔ اور یہود و نصاریٰ کو جزیرۃ العرب سے نکال دینا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیماری میں اپنی عورتوں کی باری مقرر کرتے تھے۔ لہٰذا کسی کو حکم دیتے کہ جس عورت کی باری ہوتی اُس دن آپ کو اُس کے پاس لیجائے محض عدل و مساوات کے شوق میں۔ اور فرماتے تھے، میں کل کہاں رہوں گا، اس شوق میں کہ عائشہ رضہ کے پاس رہوں۔ جب آپ کی بیویوں کو معلوم ہو گیا کہ آپؐ عائشہ کے پاس رہنا پسند کرتے ہیں تو سب نے آپؐ کو اجازت دے دی کہ عائشہ ہی کے پاس آپؐ کی خدمت کی جائے۔ چنانچہ عائشہ ہی کے گھر میں آپؐ رہ گئے۔ حضرت عائشہ کہتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے ہوئی۔ اور آپ نزع کی شدت کا احساس فرما رہے تھے۔ حضرت عائشہ کا بیان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کا جو حال میں نے دیکھا اُس کے بعد میں کسی کی موت پر رشک نہیں کرتی تھی کہ اس پر موت آسان ہوئی ہو گی، آپؐ چہرے سے پسینہ کو پونچھتے تھے اور فرماتے تھے موت میں کتنی سختی ہے۔ اے اللہ رفیق اعلیٰ نصیب ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد لوگوں میں شدید بے چینی پھیل گئی

EmaanLibrary.com

کچھ لوگ کہتے تھے کہ آپؐ وفات پا گئے اور کچھ لوگ کہتے تھے کہ آپ کی وفات نہیں ہوئی اور حضرت ابو بکرؓ موجود نہیں تھے وہ اس دن حوالی مدینہ میں اپنی کسی بیوی کے پاس تھے۔ جب اُنہیں حادثہ کی خبر ملی تو تشریف لائے اور آپ کا چہرہ کھولا اور اُس کو بوسہ دیا، اور کہا "آپ زندگی اور موت دونوں ہی حالتوں میں کتنے پاکیزہ تھے۔" پھر مسجد کی طرف آئے تو دیکھا کہ لوگ منتشر ہو کر رو رہے ہیں۔ آپ منبر پر تشریف لائے، آپ کو دیکھ کر سب لوگ آپ کے پاس جمع ہو گئے۔ آپ نے حمد و ثناء کے بعد فرمایا:۔

"لوگو! جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا تو سنو، بیشک محمدؐ وفات پا گئے، اور جو اللہ کی بندگی کرتا تھا تو بیشک اللہ ہمیشہ زندہ ہے گا کبھی نہیں مرے گا۔" پھر یہ آیت تلاوت فرمائی:۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ (البقرۃ - ۱۴۴)

اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول تھے۔ آپؐ سے پہلے بھی رسول گذر چکے ہیں۔ پس اگر آپ مر گئے یا شہید کر دیئے گئے تو کیا تم اُلٹے پاؤں لوٹ جاؤ گے اور جو شخص اُلٹے پاؤں لوٹے گا تو ہر گز اللہ کو تکلیف نہیں پہونچا سکتا اور اللہ قدر داں لوگوں کو جزا دے گا۔

حضرت عمرؓ کا بیان ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے جب یہ آیت تلاوت فرمائی تو میں کمر کے بل دہرا ہو گیا (یعنی مارے حیرت کے جھک گیا) ایسا معلوم ہوا کہ آج سے پہلے میں نے اس آیت کو سُنا ہی نہیں تھا، اور مجھے بھی یقین ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے اور مدینہ کے تمام مرد و زن کی زبانوں پر یہی آیت تھی۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر تیار کیا تھا جس کا امیر اسامہ بن زیدؓ

EmaanLibrary.com

کو بنایا تھا۔ حضرت عمرؓ بھی اس لشکر میں شامل تھے۔ لوگ مدینہ سے قریب مقام جرف میں پڑاؤ ڈال کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیفیت کا انتظار کر رہے تھے کہ دیکھیں آپؐ اپنی بیماری سے شفا پاتے ہیں یا نہیں؟ جب آپؐ کی وفات ہوگئی تو مدینہ میں بڑا بھونچال اُٹھا بہت سے عرب دین سے پھر گئے، اور کہنے لگے کہ اگر آپؐ نبی ہوتے تو وفات نہ پاتے چنانچہ صحابہ نے مدینہ کی گلیوں پر پہریدار دن کو مقرر کر دیا۔ جب معاملہ بڑا سنگین ہوگیا تو صحابہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے اور ان سے مطالبہ کیا کہ اسامہ کی فوج کو مدینہ میں لوٹا دیں تاکہ مُرتد ہونے والوں کے مقابلہ کیلئے طاقت حاصل کی جا سکے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا بخدا میں اُس جھنڈے کو کھول نہیں سکتا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا ہے چاہے فتنہ اتنا بڑھ جائے کہ ہمارے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات پر حملہ کیا جانے لگے۔ لوگوں نے کہا اگر آپ نہیں مانتے تو عمرؓ کو اجازت دیجئے کہ وہ ہمارے پاس چلے آئیں۔ آپ نے کہا اگر صرف تنہا عمرؓ کا معاملہ ہے تو کچھ حرج نہیں۔ اور اسامہ اپنے لشکر کو لے کر پروگرام کے تحت نکل پڑے، چنانچہ اس لشکر کی وجہ سے مسلمانوں کو برکت، عزت اور فتح نصیب ہوئی کیوں کہ لشکر مرتد ہونے والوں میں سے جس کے پاس سے بھی گذرتا، اُس کو دین اسلام میں واپس لے آتا اور صحابہ کی ایک جماعت بیعت لینے میں لگ گئی تاکہ مسلمانوں کی جماعت کا اتحاد قائم رہ جائے، چنانچہ سب نے برضا و رغبت حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کی، اور سب نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے دین کیلئے آپ سے راضی تھے تو کیا ہم اپنی دنیا کیلئے آپ سے راضی نہ ہوں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد تھا "یأبی اللہ و رسولہ الا ابا بکر"، اللہ اور اسکے رسول ابوبکر ہی سے راضی ہیں۔ آپؐ کی وفات کے تیسرے دن لوگ آپ کی تجہیز و تکفین میں لگے اور حضرت علی و عباس نے آپ کو غسل دینے کا کام انجام دیا اور حضرت عائشہ

EmaanLibrary.com

نے کہا کہ اگر میں پہلے سے جانتی تو پیچھے نہ ہٹتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عورتوں کو غسل دیا ہے اس لئے عورت کیلئے بھی جائز ہے کہ اپنے شوہر کو غسل دے۔ جس طرح شوہر کیلئے جائز ہے کہ اپنی بیوی کو غسل دے۔ تجہیز و تکفین کے بعد لوگ آپ کو نماز جنازہ کے لئے لائے۔ آپ پر سب سے پہلے مردوں نے جنازہ کی نماز ادا کی، پھر بچوں نے پڑھی، پھر عورتوں نے۔ اور آپ فرماتے تھے کہ نبی جس جگہ مرتا ہے اسی جگہ دفن بھی کیا جاتا ہے، اس لئے آپ کو حضرت عائشہ کے گھر میں دفن کیا گیا۔ آپ کے بعد حضرت ابو بکرؓ کی وفات ہوئی تو ان کو آپ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ ان کے بعد حضرت عمرؓ کی وفات ہوئی۔ حضرت عائشہ سے انھوں نے پہلے ہی یہ اجازت طلب کی تھی کہ انہیں اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن کیا جائے جس کی انہوں نے اجازت دیدی تھی۔ اور حضرت عائشہ نے اپنے خواب میں دیکھا کہ ان کے گھر میں تین چاند آکر گرے ہیں، جس کا مطلب ان تینوں مقدس ہستیوں کا ان کے کمرے میں مدفون ہونا ہے۔ اور تعزیت کا مسنون طریقہ یہی ہے کہ گھر والوں سے کہا جائے، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، ہر ضائع ہونے والی چیز کیلئے تسلی اللہ ہی کی ذات میں ہے، اور ہر تباہ ہونے والی چیز کا بدل اللہ ہی کی طرف سے ملتا ہے۔ پس اللہ پر بھروسہ رکھو، اور اس کی رحمت کے امیدوار بنو، کیوں کہ حقیقت میں تو مصیبت زدہ وہ ہے جو ثواب سے محروم کر دیا جائے۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

یہ ہے مختصر حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا۔ اور یہ بتایا گیا ہے کہ آپ کی امت کے اعمال آپ پر پیش کئے جاتے ہیں، آپ امت کی استقامت اور اللہ کی اطاعت کیلئے ان کی پابندی پر خوش ہوتے ہیں، اور امت کی مخالفت اور معصیت سے آپ ناخوش ہوتے ہیں۔ ہم اللہ سے ان اعمال کی پناہ چاہتے ہیں جن کے سبب اپنے رب اور اپنے نبی کے سامنے ہمیں رسوائی اٹھانی پڑے۔ وصلی اللہ علیٰ محمد وآلہ وصحبہ وسلم۔

۱۸ ربیع الثانی ۱۳۹۶ھ

EmaanLibrary.com

رسالۃ الخلیج

فی منع الاختلاط

ومایَنجم عنہ من مساوی الأخلاق

اختلاط اور اُس کے

بدترین نتائج

(۵)

EmaanLibrary.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسلم امراء اور وزراء اور عقلاء و مفکرین، سب پر اللہ کیطرف سے سلام ورحمت نازل ہو، میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھکو اور ان سب کو اطاعت الٰہی اور تمسک بالدین کی توفیق عطا کرے اور ہم سب کو ہمارے نفسوں کی برائی اور اعمال کی سیہ کاری اور شیاطین کے وسوسے سے بچائے۔ آمین۔

سلام ودعا کے بعد معلوم ہو کہ دین نام ہے اللہ، اس کے دین اور اس کے بندوں کے لئے خیر خواہی کرنے کا، اور اللہ تعالیٰ نے نص قرآنی کے ذریعہ ہم پر یہ واجب کر دیا ہے کہ نیکی اور تقویٰ کے ساتھ ہم ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں اور گناہ اور ظلم سے ایک دوسرے کو باز رکھیں اور اسلام کامل دین اور جامع شریعت ہے، جس کی بنیاد مصالح کے حصول اور مفاسد کے دفع کرنے پر قائم ہے، یہی وجہ ہے کہ اسلام محرمات میں سے جب کسی چیز کو حرام کرتا ہے تو محض اس لئے کہ وہ چیز اس حرام کا ارتکاب کرنے والے اور عام لوگوں کے لئے براہ راست یا بالواسطہ مضر ہے، اور اسلامی سیاست کی بنیاد چھ چیزوں پر ہے۔ دین کی حفاظت، جان کی حفاظت مال کی حفاظت، نسب کی حفاظت، عقل کی حفاظت اور چھٹے آبرو یعنی شرمگاہ کی حفاظت۔

آبرو کی حفاظت کے لئے اللہ نے زنا اور ظاہری و باطنی فواحشات کو حرام کیا، اور مسلمان عورت کے لئے اپنے شوہر اور محرم کے علاوہ دوسروں کے سامنے اظہار زینت کو حرام قرار دیا اور غیر محرم کے ساتھ خلوت اور محرم کے بغیر سفر سے منع کیا۔ اسی طرح عورت کی طرف شہوت کے ساتھ نظر ڈالنا بھی حرام کیا یہ ساری باتیں محض اسلئے

EmaanLibrary.com

حرام قرار دیں کہ فاحشۂ کبریٰ کا سبب تھیں اور وسائل و ذرائع کا حکم بھی مقصد ہی کے برابر ہے اور دفع مفاسد کو حصول مقاصد پر ہمیشہ مقدم رکھا گیا ہے۔ اور شرع حکیم نے آبرو کی حدود کی حفاظت کی ہے اور ان سب راستوں کو بند کر دیا ہے جو بے حیائی اور فساد کی طرف لے جاتے ہیں اور نکاح حلال کے نظام کو درہم برہم کرنے والے ہیں۔ اس سلسلے میں اس کا ارشاد ہے:۔

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ۔

(الطلاق ـ ۱)

یہ اللہ کی مقرر کردہ حدیں ہیں ان سے تجاوز مت کرو اور جو حدود اللہ سے تجاوز کریگا وہ اپنے آپ پر ظلم کرے گا۔

"حدود اللہ" اللہ کی حرام کردہ چیزیں ہیں،

امراء علماء اور وزراء کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے دین اور وطن کی سرحدوں کے محافظ بنیں اور بندگان خدا میں الحاد اور بگاڑ پیدا ہونے سے روکیں اسلئے کہ ان کا فرض ہے کہ حصول مصالح اور دفع ضرر کے لئے ایک دوسرے کے ساتھی اور معاون بنیں بھلی باتوں کا حکم دیں اور بری باتوں سے روکیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں، اگر یہی حضرات اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی کریں گے، اور اپنے دین و وطن کی حمایت سستی کریں گے اور شراب کو کھلی چھوٹ دیدیں گے کہ ملک میں لائی جائے اور دوکانوں پر فروخت کیجائے اور ملک میں فساد و بے حیائی کو پروان چڑھنے دیں، اور نقصان دہ چیزوں سے روکنے کے لئے ظالموں کا ہاتھ نہ پکڑیں تو پھر ملک کی بربادی اور عوام کا بگاڑ یقینی ہے، خصوصاً عورتوں اور بچوں کا بگڑنا تو لازمی ہے۔ اس آزادی سے آوارگی پھیلے گی آبروئیں برباد ہوں گی اور ملک فسق و فساد سے بھر جائے گا، کیوں کہ قومیں اخلاق ہی سے زندہ رہتی ہیں اخلاق

EmaanLibrary.com

کے خاتمہ کے ساتھ ساتھ قومیں بھی ختم ہو جاتی ہیں۔ ارشاد الٰہی ہے۔

واذا اردنا ان نھلک قریۃ امرنا مترفیھا ففسقوا فیھا فحق علیھا القول فدمرناھا تدمیرا (الاسراء ۱۶)

اور ہم جب کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو بستی کے خوش عیش لوگوں کو حکم دیتے ہیں اور وہ اسمیں خوب فسق وفجور کرتے ہیں جب حجت پوری ہو جاتی ہے تو ہم اس کو پوری طرح تباہ وغارت کر ڈالتے ہیں۔

ہلاکت سے یہاں اخلاقی ہلاکت مراد ہے کیونکہ اخلاق کی تباہی جسم کی تباہی سے زیادہ نقصان دہ ہے اور فتنہ قتل سے زیادہ شدید ہوتا ہے صاحب عقل وہوش حضرات کے لئے یہ کسی طرح مناسب نہیں کہ مفسد اخلاق اشیاء کے حصول کے لئے عوامی مطالبہ کے سامنے گھٹنے ٹیک دیں۔ کیونکہ مطالبات کی کثرت محرمات کی اباحت کے لئے حجت نہیں ہو سکتی جبکہ محرمات کے بطلان پر دلیل وبرہان موجود ہے۔ نیز مطالبات کی کثرت اکثر اشیاء کی ہویٰ وہوس ہی کے جذبے سے ہوتی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔

وَاِنْ تُطِعْ اَکْثَرَ مَنْ فِی الْاَرْضِ یُضِلُّوْکَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا یَخْرُصُوْنَ ۔ (الانعام ۱۱۶)

اور اگر آپ ملک کی اکثریت کی اطاعت کریں گے تو آپ کو راہ الٰہی سے بھٹکا دیں گے وہ محض بے اصل خیالات پر چلتے ہیں اور بالکل قیاسی باتیں کرتے ہیں۔

اور آجکل اکثر لوگ یہی چاہتے ہیں کہ دین اور اس کے اخلاق وآداب اور حلال وحرام کے بندھن سے آزاد ہو جائیں اور جانوروں جیسی بے لگام زندگی گذاریں جسمیں نہ امر ونہی کی پابندی ہو نہ نماز روزہ اور حلال وحرام کی قید۔

جن ملکوں میں اسلام کے خیمے اکھاڑ دئیے گئے اور وہاں والوں نے نماز وروزہ

EmaanLibrary.com

کا فریضہ ترک کر دیا اور کھلم کھلا بداخلاقی اور نافرمانی میں مبتلا ہو گئے اور پوری عقل و دانش اور قوت کا صرف دنیا کمانے اور خواہشاتِ بطن و فرج کی اتباع میں لگادی اور فرائضِ الٰہی کو چھوڑ کر امرِ آخرت کو فراموش کر ڈالا ان سے عبرت پکڑو اور دیکھو انکا حال کیا ہوا۔ اور نقص و جہالت و کفر اور اخلاق و عقائد اور اعمال کی بربادی کس طرح ان میں سرایت کر گئی یہاں تک کہ وہ جانور ہو گئے، راستوں میں قتل و خونریزی کرنے لگے نہ انھیں روزے کا حال معلوم نہ نماز کا نہ انھیں معروف سے محبت نہ منکر سے نفرت، نہ کسی ناگوار بات سے رکتے نہ حق کی راہ پکڑتے۔ اللہ نے ان کے دلوں کو ایک دوسرے سے ٹکرادیا ہے، اس طرح ان سے دیانت ختم ہو گئی اور خیانت عام ہو گئی اور انارکی و فساد پھوٹ پڑا ان کی بدحالی اور اعمال کی بربادی سے عبرت پکڑنا چاہئے کیونکہ سب سے اچھا وہ شخص ہے جو دوسروں کے حال سے عبرت حاصل کرے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تمھارے لئے اس کی ایک بہترین مثال دی ہے جس کو چپ چاپ توجہ سے سنو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ آپ نے فرمایا جو لوگ حدود اللہ کو قائم کرتے ہیں اور منکرات کا انکار کر کے اس کو دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور بدکاروں کا ہاتھ پکڑ کر برائی میں پڑنے سے روکتے ہیں ان کی مثال اور جو لوگ برائی میں پڑتے ہیں ان کی مثال ان لوگوں کی طرح ہے جو کسی کشتی پر سوار ہیں، کچھ مسافر تو کشتی کے عرشے پر ہیں اور کچھ نیچے ہیں۔ نیچے والوں نے چاہا کہ کشتی سے ایک تختہ نکال کر نیچے سے سمندر کا پانی اپنے پاس ہی سے نکال لیں۔ آپنے فرمایا اگر اوپر والوں نے ان کا ہاتھ پکڑ کر کشتی پھاڑنے سے روک دیا تو خود بھی بچے اور سب کو بچا لیا، اور اگر ان کو اپنے کام پر چھوڑ دیا تو وہ بھی ہلاک ہونگے اور سب لوگ بھی ہلاک ہو جائیں گے۔ یہ مثال حقیقت کے مطابق ہے اس لئے کہ برائی کو روکنے سے برائی کرنے والوں، روکنے والوں اور سب کی نجات ہوتی ہے، کیونکہ

EmaanLibrary.com

روکنے سے اس کا پھیلاؤ کم ہو جاتا ہے۔ اور برائی اگر چھپی رہ گئی تو اس کا ضرر صرف کرنے والے تک محدود رہ جاتا ہے، لیکن برائی کو روکنے سے خاموشی اختیار کرنا ڈوب جانے کی دعوت دینا ہے کیونکہ برائی کو دیکھ کر چپ رہ جانے سے برائی مزید بڑھتی ہے اور پھیل جاتی ہے اور اس طرح نیکوکار چپ رہ کر بدکار کا شریک بن جاتا ہے۔ اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بدکار کا ہاتھ ضرور پکڑ کر اس کو حق کی طرف موڑو ورنہ وہ دن دور نہیں کہ اللہ تم پر بھی اپنی طرف سے عذاب نازل کر دے گا۔

جوان لڑکوں اور لڑکیوں کے درمیان یہ اختلاط اور ایک دوسرے کے پہلو بہ پہلو رہنا، آپس میں ہنسی مذاق کا ہوتے رہنا اور جیسا کہ ہمنشینی اور صحبت کا تقاضا ہے مصاحبت اور خلوت کی آزادی، تو یہ سارے کام اپنی نوعیت اور انجام کے اعتبار سے فاحشۂ کبریٰ کی تمہید و ذریعہ ہیں، انھیں اعمال کے ذریعہ معصوم و بے داغ لڑکیوں کو خراب کیا جاتا ہے اور فساق طرح طرح کے مکر و فریب کا جال بچھا کر ان کو بہکا لیتے ہیں اور یہی فاسق و فاجر ہیں جو اس طرح کے اختلاط کے حریص و متمنی ہیں تاکہ اس کے ذریعہ وہ ان پردہ نشین لڑکیوں کو جی بھر کر دیکھ کر اپنی لذت نظر کی تسکین کریں جنھیں اختلاط کے بغیر وہ عمر بھر نہیں دیکھ سکتے تھے، یہ پردہ نشینی بھی پاکدامنی اور عصمت کے لئے کتنی مفید ہے جس کے ذریعہ کبھی ان بچیوں پر قابو نہیں پایا جا سکتا تھا، اور جو نگاہ عام ہوتی ہے شیطان کا اسمیں حریصانہ حصہ ہوتا ہے۔ آخر ہم کب تک خود کو یا اپنی بچیوں اور اہل ملت کو دھوکہ دیتے رہیں گے اور اختلاط کے سبب ادب و اخلاق کی بربادی سے آنکھیں بند کئے رہیں گے؟ یہ نگاہ، بظاہر تو صرف نگاہ معلوم ہوتی ہے لیکن دل میں چوٹ بنکر اتر جاتی ہے، پھر پیش قدمی ہوتی ہے، اس کے بعد جرم، کتنی نگاہیں ایسی ہیں جو دل میں حسرت پیدا کرتی ہیں، یہ زنا کا پیش خیمہ ہیں جیسا کہ بخاری میں ارشاد نبوی ہے:-

EmaanLibrary.com

العینان تزنیان وزناهما النظر والقلب یتمنی ویشتهی والفرج یصدق ذلک او یکذب۔ (بخاری)

آنکھیں زنا کرتی ہیں ان کا زنا دیکھنا ہے اور دل تمنا اور خواہش کرتا ہے اور شرمگاہ اس خواہش کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو حکم دیا ہے کہ اپنی نگاہوں کو پست رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کا اظہار نہ کریں مگر جتنا ظاہر کرنے کا حق ہے اور اپنی اوڑھنیوں کو اپنے گریبانوں پر ڈال لیں۔ اسی طرح اللہ نے اپنے نبی اور عام مومنوں کی بیویوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادر لٹکا لیں اور قدیم جاہلیت کی طرح نہ گھومیں پھریں۔

برادرانِ اسلام! مسلمان عورتوں کا اسلامی آداب اور عربی عادات ترک کر کے نصاریٰ کے اخلاق و لباس و عادات کی تقلید کرنا، اسلامی رابطہ اور دینی اخلاق کی جڑ کو کاٹنے کی تمہید ہے اس سے شرف و حیا اور پردے کی بنیاد جس پر اسلامی تہذیب کی عمارت کھڑی ہے درہم برہم ہو جائے گی، اور زنا و فساد کے دروازے کھل جائینگے، اور نصاریٰ کی تہذیبی تقلید کا نقصان صرف اسی حد تک محدود نہیں رہیگا کہ عورتیں اجنبیوں کے سامنے اپنی زینت ظاہر کر کے اللہ کی نافرمانی کی مرتکب ہوں گی اور اغیار کے ساتھ اختلاط میں جری ہو جائیں گی اور اس سے دین، شرف، عزت و حسب کی بربادی ہو گی، نہیں بلکہ اگر اس کا مقابلہ نہیں کیا گیا اور عدل و اصلاح کے منصب پر فائز حضرات نے روک ٹوک نہیں کی تو یہ فتنہ ایک شہر سے دوسرے شہر اور ایک رنگ چھوڑ کر دوسرے رنگ میں رنگ کر اندھی تقلید اور متعدی مرض کی طرح وباء عام کی شکل میں پھیل جائے گا کیونکہ اخلاق و عادات بڑی تیزی کے ساتھ بدلتی اور پھیلتی ہیں جیسا کہ بدعات اور برے اخلاق کی اشاعت کا حال سب کو معلوم ہے۔

EmaanLibrary.com

اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کی بڑی تعریف فرمائی ہے جو عوام الناس کے بگڑ جانے پر بھی دین پر مضبوطی سے قائم رہتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔

طوبیٰ للغرباء الذین یصلحون اذا افسد الناس۔ وفی روایۃ یصلحون ما افسد الناس

ان غرباء کو مبارکباد ہو جو عوام کے بگڑ جانے پر بھی اصلاح میں لگے رہتے ہیں۔ (دوسری روایت میں ہے) جس چیز کو لوگوں نے بگاڑ دیا اس کو یہ سدھارتے ہیں۔

لیکن بہت سے بُروں کے درمیان ایسے چند صالح ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ایسے مرد صالح کی برکت سے اس کے گھر والوں اور شہر کے بہت سے لوگوں کی اصلاح فرماتا ہے۔ اور ایک دوسرے کی تقلید وہ بدترین برائی ہے جو لوگوں میں شر کو جنم دیتی ہے اور منکرات کا ارتکاب کراتی ہے اس لئے کہ عوام دوسرے کی تقلید میں بُرا کام نہایت آسانی سے کر گذرتے ہیں، حالانکہ برائی میں کسی کی نقل و پیشوائی جائز نہیں، اسی لئے کہا گیا ہے چلنے والوں کی قلت دیکھکر اسلام کے راستوں سے وحشت مت کھاؤ اور اخلاق دین ترک کرنے والوں کی کثرت سے دھوکہ بھی مت کھاؤ کیونکہ ارشاد الٰہی ہے۔

وَمَا اَکْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِیْنَ (یوسف - ۱۰۳)

تم کتنی ہی لالچ کر لو لوگوں کی اکثریت ایمان نہیں لائے گی۔

مسلمان عورتوں کو اُن کے دینی اخلاق سے پھیر کر اجنبی اخلاق کی روح سے متاثر کرنے کا خاص مقصد یہی ہے کہ مسلم خواتین اپنے دین اور عمدہ اخلاق کو ترک کر کے یوروپین لیڈیوں کی عادتیں اختیار کر لیں جیسا کہ ارشاد ہے۔

وَلَنْ تَرْضٰی عَنْكَ الْیَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰی حَتّٰی تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ قُلْ اِنَّ هُدَی اللّٰهِ

اور یہود و نصاریٰ آپ سے ہرگز خوش نہ ہونگے جبتک کہ آپ اُنکی ملت کی پیروی نہ کریں، کہدیجئے

EmaanLibrary.com

هُوَ الْهُدٰی ۔ (البقرہ ۱۲۰) کہ ہدایت تو وہی ہے جو اللہ نے بتلائی ہے ۔

لہٰذا اس قسم کے اختلاط میں مسلمانوں کا غیر مسلموں کی تقلید کرنا دراصل ملک میں بڑے عظیم فتنہ و فساد کو دعوت دینا ہے ۔ جسکا نقصان ہر وہ شخص سمجھ سکتا ہے جس میں ذرا بھی عقل یا دین ہوگا لیکن خواہش نفس اندھی ہوتی ہے اور اندھا بنا دیتی ہے ۔

اور نصاریٰ بھی اپنے کفر کے باوجود سخت تکالیف اور مصیبت کا شکار ہیں کیونکہ اُن کے لڑکے اور لڑکیاں عورتیں اور سارا گھرانا اخلاقی تباہی کا شکار رہے ۔ اور اب تو یہ سب آرزو کرتے ہیں کہ کس طرح اس بھنور سے نکلیں اور عزت و آبرو کی حفاظت میں مسلمان گھرانوں کی تقلید کریں اور جو عرب مسلمان غیروں کی تقلید کرتے ہیں اُن کی مثال اس چھوٹے بچے کی سی ہے جو کسی بیوقوف بدکار آدمی کی نقل اتارتا ہے بچہ سمجھتا ہے کہ یہ فاجر احمق جو کچھ کر رہا ہے سب اس کے لئے مفید ہے ۔ بچہ جب اسکو شراب پیتے ہوئے دیکھتا ہے تو خود بھی پینے لگتا ہے ، سگریٹ پیتے دیکھتا ہے تو سگریٹ پینے لگتا ہے ، یہی حال اس امت کا ہے جو اپنے مصالح سے ناواقف اور اپنے دین و علوم میں کمزور رہے وہ سمجھتی ہے کہ نصاریٰ جو کچھ کرتے ہیں وہ سب اس کے لئے بھی مفید ہے اس طرح اپنے معاملات سے بے بصیرت ہو کر انکی تقلید کرنے لگتی ہیں ۔ ان کے نزدیک نصاریٰ کی یہ تہذیب ، تمدن اور روشن خیالی ہے ، ان کو نہیں معلوم کہ اس نئی روشنی کے نام نہاد علمبردار خود اس اختلاط اور اس کے پیدا ہو جانے والے مختلف قسم کے نقصانات اور اخلاق کے بگاڑ سے عاجز اور تنگ آچکے ہیں کتنے ایسے ہیں جو اس بُرے عادات و اطوار کو دیکھکر شادی کرنے سے گریز کرتے ہیں ، وہ خود کہتے ہیں کہ آخر اس عورت سے کس طرح شادی کیجائے جس کا ہاتھ پکڑ کر اس کا جوان یار صحرا اور غاروں میں لے کر چلا جاتا ، اور وہاں دو تین دن اس کے ساتھ رہ کر واپس آتا ہے اور ہم نہ اس سے چھٹکارا دلا سکتے نہ روک سکتے ۔ ایک

EmaanLibrary.com

دوسرا شخص کہتا ہے، مجھے مسلمانوں کی جن چیزوں پر رشک آتا ہے ان میں میرے نزدیک سب سے اہم چیز ان کی عورتوں کا محفوظ رہنا ہے۔

ہم نے ابتک جو کچھ کہا انکی صحت میں کسی بحث وجدال کی گنجائش نہیں، کاش مسلمانوں میں ایسے عقلمند رؤسا ہوتے جو ان احمقوں کو اس آوارگی سے روکتے اور انھیں حق کا پابند بناتے اور اپنی بہتر تدبیر اور عمدہ نگرانی کے ساتھ ملک کے کاموں کو چلاتے اور مفید چیزوں کے حصول اور نقصان دہ چیزوں کے دور کرنے میں معاون ثابت ہوتے لیکن افسوس سب نزاج میں مبتلا ہیں جن کا کوئی سردار نہیں۔

تهدى الامور باهل الرائى ما صلحوا فان تولوا فبالاشرار تنقاد

جبتک اہل رائے درست رہتے ہیں سب کام ٹھیک چلتے ہیں اگر وہ پشت پھیر لیں تو امور شریروں کے تحت ہوجاتے ہیں۔

لا يصلح الناس فوضى لا سراة لهم ولا سراة اذا جهالهم سادوا

بے سرے لوگ جنکا کوئی سردار نہیں ہوتا کبھی درست نہیں ہوتے اور جب جہلا سردار بنجائیں تو سرداری بھی نہیں رہتی۔

اور حکماء نے کہا ہے، جب دو قسم کے لوگ ٹھیک رہتے ہیں تو سب لوگ ٹھیک رہتے ہیں اور جب یہ خراب ہوجاتے ہیں تو سب لوگ خراب ہوجاتے ہیں، یعنی علماء اور امراء۔

مسلمانو، میں تمھیں اس فتنے سے خبردار کر رہا ہوں جو تمھارے قریب آچکا ہے، تمھیں اس کا احساس ہونا چاہئیے کہ تم ملت اسلامیہ کے پیرو ہو، یہودی اور عیسائی نہیں ہو، ہمارا دین فضائل و فرائض کی پابندی کی تعلیم دیتا ہے۔ بُرے اخلاق و رذائل سے بچنے کی تاکید کرتا ہے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسی لئے بھیجے ہی گئے تھے کہ ہمارے لئے مکارم اخلاق کو پورا کر دیں۔ اور مرد وزن کا یہ اختلاط بدترین اخلاق میں شمار ہوتا ہے، اسکو مسلمانوں کے

EmaanLibrary.com

اخلاق سے کوئی تعلق نہیں بلکہ عرب جاہلیت کا اخلاق بھی ایسا نہیں تھا کیونکہ اپنے شرکیہ عقائد کے باوجود وہ اپنے حسب ونسب اور عورتوں کی حفاظت کے لئے لڑنے مرنے پر تیار رہتے تھے، وہ بیحد خودداد اور عصمت کے محافظ تھے، یہاں تک کہ اُن میں زنا بھی شاذ ونادر ہی ہوا کرتا تھا، جیسا کہ ہندہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعجب کے ساتھ کہا، کیا آزاد عورت بھی زنا کرے گی، یعنی لونڈی کے بارے میں تو ایسا سوچا جا سکتا ہے لیکن شریف زادیوں کے بارے میں تو زنا کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ نیز مرد عورتوں پر حاکم ہیں کیونکہ اللہ نے اُنکو عورتوں پر فضیلت بخشی ہے، لیکن جب مرد کی حاکمیت اور اپنی ماتحت پر اسکی نگرانی وغیرت ختم ہو جاتی ہے تو عورت کا مزاج بھی بدل جاتا ہے اور اس سے وہ سب کچھ ہونے لگتا ہے جو مرد نہیں چاہتا۔

اختلاط کی یہ بدعت یورپ کے عیسائیوں میں شروع ہوئی، ان کی شریعت میں زنا اور محرکات زنا حرام تھے لیکن اپنی عورتوں کے بارے میں شدت عفو کی بنا پر انھوں نے جوان لڑکیوں اور لڑکوں کے درمیان اختلاط کی بدعت شروع کی تاکہ وہ اپنی عورتوں کی خواہشات کا ساتھ دیں جس سے دونوں جنسوں کے درمیان حیا، دبدبہ اور اجنبیت ختم ہو جائے، پھر انھوں نے بداخلاقی اور بدکاری کے لئے کھلی چھوٹ دے دی اور عورت کو پوری پوری آزادی دے دی کہ وہ جس طرح چاہے رہے اس کے شوہر اور باپ کو روک ٹوک کا کوئی حق حاصل نہیں۔ وہ جس یار کے ساتھ چاہے گذر بسر کرے اور اسی بنیاد پر زنا اور لواطت کے جواز کا قانون بھی بن گیا، اور زنا ان کے درمیان ایک عادی چیز بن گیا جس کے ارتکاب سے عورت معیوب نہیں سمجھی جاتی بلکہ رفتہ رفتہ حالت یہ ہو گئی کہ اس عورت کی تعریف کی جانے لگی جو شادی سے قبل ہی ایک یا دو بچے کی ماں بنکر ازدواجیت کا تجربہ حاصل کر چکی ہو، یہ ہے وہ آزادی جس کے لئے عیسائیوں کی تعریف کی

EmaanLibrary.com

جاتی ہے حالانکہ اس آزادی نے خاندان کو تتر بتر کر ڈالا ہے اور اُن کو اسلامی پاکدامنی کی حفاظت کی مخالفت میں پھنسا رکھا ہے جو کمال و جمال کی جامع ہے۔ ایک صاحب عقل کے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اختلاط کے مبدا اور اس کے مقصد اور بُرے انجام کو جان لے اور یہ سمجھ لے کہ اختلاط کے حامی و داعی چاہتے ہیں کہ اُن کی عورتیں اور بیٹیاں اور شہر والے بھی مغربی عورت کی طرح بن جائیں، اگر وہ ایسا نہیں بھی چاہتے تو اہل یورپ کی تقلید و اتباع ہی انکو اختیاراً نہ سہی جبراً اس اختلاط تک پہنچا دے گی اور بُرائیوں کا دور کرنا انکے پھیلنے کے پہلے ہی آسان ہے عام ہو جانے کے بعد ان کا مقابلہ مشکل ہے۔ ان منکرات کا سننا ہی جب اتنا برا ہے تو ان کا دیکھنا کتنا بُرا ہوگا۔

مرد و زن کے اختلاط کا یہ فتنہ کچھ عرب مسلم ملکوں میں بھی پایا جاتا ہے جس کی عام وجہ یہی ہے کہ وہاں دینی حالت حد درجہ کمزور ہے، ان عرب مسلمانوں کا ملنا جلنا جب یورپ کے عیسائیوں کے ساتھ زیادہ بڑھا اور یہ انہیں کے اسکولوں میں تعلیم حاصل کرنے لگے اور اپنی آنکھوں سے وہاں یورپین عورتوں اور مردوں کے باہمی اختلاط کا مشاہدہ کیا تو مسلسل مشاہدہ کیوجہ سے اختلاط کی برائی کا احساس ان سے ختم ہوگیا، کیونکہ بُرائی کا مشاہدہ اس کے ارتکاب کے برابر ہے اس کی وجہ سے حق و باطل کی تمیز اور برائی کے انکار کا نور دل سے ختم ہو جاتا ہے۔ جسکی خاص وجہ یہ ہے کہ برائیاں جب دل پر کثرت سے پڑتی ہیں اور آنکھیں اُنکا بار بار مشاہدہ کرتی ہیں تو انکی وحشت دھیرے دھیرے دل سے ختم ہو جاتی ہے پھر حالت یہ ہو جاتی ہے کہ لوگ ان بُرائیوں کو دیکھکر بھی بُرا نہیں سمجھتے اور نہ کسی کے خیال میں یہ بات آتی ہے کہ یہ بُرائیاں ہیں اور ایسا محض اسلئے ہوتا ہے کہ دلوں سے تمیز و انکار کا نور سلب ہو جاتا ہے جیسا کہ مثل مشہور ہے کہ "جب چھونا زیادہ ہوگا تو احساس کم ہوگا"۔ یہی وجہ ہے کہ دینی کمزوری کی وجہ سے لوگ عیسائیوں کے اخلاق کو آہستہ آہستہ جذب کرتے جاتے ہیں اور یہ کچھ

EmaanLibrary.com

عربی ممالک تو ایسے ہیں جو عوامی مطالبات سے مجبور ہو کر یونیورسٹیوں میں اختلاط کو دعوت دے رہے ہیں جس کا نتیجہ ہے کہ وہاں اخلاقی فسادات، منکرات، بے آبروئی، اختلاف و نفاق و بداخلاقی اس کثرت سے عام ہوگئی ہے جو اب کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم برُے اخلاق واعمال واقوال سے اللہ کی پناہ مانگا کرتے تھے۔ صاحب المنار علامہ رشید رضا مصری نے لکھا ہے کہ، مصر میں جو لوگ اختلاط کے مطالبہ کو عملی جامہ پہنا رہے ہیں وہ دین اسلام اس کے اخلاق وآداب سے نکل چکے ہیں اور چاہتے ہیں کہ سب مسلمان بھی دین سے آزاد ہو جائیں، انکی خواہش ہے کہ مسلمان دنیا میں جانوروں جیسی زندگی گذاریں جن پر نہ امر ونہی کی ذمہ داری ہو نہ نماز وروزہ کی نہ حلال وحرام کی۔

اس اخلاقی بگاڑ میں سب سے بڑا ہاتھ ان ننگی فلموں، بیہودہ تصویروں اور شرمناک فواحشات کا دیکھنا اور مشاہدہ کرنا بھی ہے جو عقلوں سے کھیلتی اور فضولیات میں مبتلا کرتی ہیں یہ فلمیں اس درس کا کام دیتی ہیں جو عورتوں اور جوانوں کے دلوں میں عشق اور برائیوں کیطرف رغبت کی خواہش پیدا کرتی ہیں، اس طرح کہ خالی دل کو فکرمند بنا دیتی ہیں جسمیں صدمہ اور غم چھپا رہتا ہے اور ایسے مسلسل سوچ وفکر میں مبتلا کر دیتی ہیں جس کا انجام بیداری اور اس نیند کی لذت سے محرومی ہے جس کو اللہ نے لوگوں کے لئے راحت اور جسم کے لئے صحت کا سبب بنایا ہے۔ یہ فلمیں کمزور دل جوان لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے مکر وفریب کے شکاری جال کا کام دیتی ہیں خصوصاً عورتوں کے لئے جنکی دل شکستگی اور سرعت میلان کی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو "آبگینے" سے تعبیر کیا ہے۔ ان فلموں میں چلتی پھرتی تصویروں کو دیکھنے اور طرب انگیز گانوں کی آواز سننے سے یہ صاف احساس ومشاہدہ ہوتا ہے کہ وہ دلوں کو ورغلاتے ہیں اور ان فلموں میں عشق ومعانقہ اور مار دھاڑ کے

EmaanLibrary.com

مناظر کا مشاہدہ دلوں میں ہیجان پیدا کرتا ہے جس سے ایمان کمزور ہوتا ہے اور فسق وعصیان کا پرستار بنکر ذلت ورسوائی کی پستی میں غرق ہو جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ فلمیں اتنی نقصاندہ ہیں جو عقائد، پاکدامنی، اخلاق وآداب سب کو برباد کر دیتی ہیں اور اس انار کی کے سبب روابط زوجیت اور دینی تعلق کو بھی ختم کر ڈالتی ہیں۔

آج فلم کی بدولت بچوں اور بچیوں اور پورے خاندان کی اخلاقی حالت پر جو تباہی آئی ہوئی ہے اس پر مسلمان حکماء اور امراء افسوس در افسوس کر رہے ہیں۔ اس فتنے نے دین کو برباد کر رکھا ہے اور بے شمار فتنوں کی طرف مائل کر رکھا ہے۔ البتہ یہ فلمی فتنہ میرے گھر میں کبھی نہیں پایا گیا اور نہ میں نے اپنی آنکھ سے کبھی اسکا مشاہدہ کیا بلکہ مجھ تک اس کا ضرر اس طرح پہنچا جیسے کنواری دوشیزاؤں کو ان کے پردے میں پہونچ جاتا ہے جب تک بے دین وبے حیا لوگ ان فلموں کو پھیلاتے رہیں گے اور ان فواحشات کو مسلمانوں میں عام کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے اسوقت تک ملک میں اسکا فتنہ اور فساد عظیم ظاہر ہوتا رہے گا، الغرض فلم ان اخلاقی برائیوں اور گمراہ کن فتنوں میں سے ہے جنمیں مبتلا ہونے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی پناہ مانگا کرتے تھے۔

میں فلم کے مراقبین کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ ایسی فلمیں پیش کریں جو عمدہ ہوں اور اچھے اخلاق اور بلند کردار پیدا کرنے کے لئے مفید ثابت ہوں اور ایسی فلموں کو پیش کرنے سے اجتناب کریں جو گرے ہوئے اخلاق اور پست کردار کی داعی ہوں، ان مراقبین کا فرض ہے کہ وہ دین وعزت وامانت کے حقوق کا پاس رکھیں کہ اللہ فحش و بے حیائی کو پسند نہیں کرتا اور اگر تم کو حیا نہیں تو جو چاہو کرو۔

حاصل کلام یہ کہ حکومت کو چاہیے کہ انصاف پسند سنسر بورڈ قائم کرے جو دینی اخلاق سے پوری طرح بہرہ ور ہو جو وحشتناک بے حیائیوں کی اشاعت پر پابندی

EmaanLibrary.com

لگائے اور تبیح المنظر وبے فائدہ چیزوں کی اشاعت کو روکے تاکہ لوگوں کی عزت محفوظ رہے لوگ فتنے سے بچیں اور ان کی حسن شہرت باقی رہے۔ اسی طرح بیہودہ عریاں رسالوں اور اخبارات کے مدیروں کو کھلی چھوٹ دیدینا جوامت کو جہالت کی کھائیوں میں ڈھکیل دیں اور ان کے درمیان فساد اور جہالت کے عوامل کو پھیلا دیں انکا حال تو اس آیت کے مطابق ہے۔

لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا وَدُّوا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ

(آل عمران ۱۱۸)

وہ تمہارے ساتھ فساد کرنے میں کوئی کمی نہیں کریں گے تمہاری مضرت کی وہ تمنا کرتے ہیں عداوت انکے منہ سے نکلی پڑتی ہے اور ان کے سینے جو کچھ چھپائے ہوئے ہیں وہ اس سے بڑھ کر ہے۔

وہ اپنی گفتگو کے انداز ہی سے لادینی افکار کی اور حیوانی اخلاق کی اشاعت کا اظہار کرتے ہیں، کیونکہ ان میں سے ہر شخص اباحت مطلقہ کو عقل وادب اور دین پر ترجیح دیتا ہے جس سے خواہشات پر پابندی لگائی جا سکے۔ لہذا تحریری جرم جس سے چھوٹے اور بڑے واقف ہوتے ہیں اس سے بھی ملک میں بڑا فتنہ وفساد پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ عوام جو طبیعت کے سادہ اور بدبخت علم ومعرفت سے محروم ہیں وہ ان لوگوں کے فریب میں آجاتے ہیں اور انکی باتوں کو ہلکی اور معمولی سمجھتے ہیں جبکہ وہ اللہ کے نزدیک بڑی اور اہم ہیں اسلئے کہ جن کو چکنی چپڑی باتیں کہنے کا ملکہ ہے ان سے آج کے عوام اور کمزور عقل وفہم کے لوگ دھوکہ کھا جاتے ہیں، اور آجکل کے منافقین ان منافقین سے زیادہ بدتر ہیں، جنکے بارے میں قرآن کا یہ بیان ہے۔

يَبْغُونَكُمُ الْفِتْنَةَ وَفِيكُمْ سَمَّاعُونَ لَهُمْ

یہ تمہارے درمیان فتنہ پردازی کیلئے کوشاں

EmaanLibrary.com

ہیں اور تم میں ان کے جاسوس موجود ہیں۔ (التوبہ ۴۷)

انکی خواہش ہے کہ شہر میں بے حیائی عام ہو، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بابت فرمایا ہے کہ یہ لوگ جہنم کے دروازوں پر کھڑے ہوئے لوگوں کو آواز دے رہے ہیں جو ان کی سنے گا جہنم میں گرے گا۔

اسی طرح اس زمانے میں لادینی اور کمیونزم کا عقیدہ بھی پھیل رہا ہے۔ جس سے آجکل کے اکثر نوجوانوں کے دل متاثر و زہر آلود ہو رہے ہیں۔ جسکو انھوں نے اپنا دستور العمل اور عقیدہ بنا رکھا ہے۔ کمیونسٹوں کا عقیدہ یہ ہے کہ سرمایہ کاری اور مال میں سب کا برابر ہونا ضروری ہے اور عورتوں کی حیثیت ان کے نزدیک اُن سائبہ اونٹنیوں کی طرح ہے جنہیں سے کسی ایک کو اپنے لئے خاص کرنیکا کسی کو حق نہیں نہ شوہر کو نہ غیر کو یعنی سب عورتیں سب کی ہیں، یہ چاہتے ہیں کہ یہی نظریہ نافذ و جاری ہو جائے تاکہ یہ اچھی طرح اپنی خواہشات کو پوری کر کے آسودہ ہو جائیں جو لوگ عوام میں عدل وانصاف کے منصب پر فائز ہیں ان کو چاہئے کہ ان کا ڈٹ کر مقابلہ کریں تاکہ اس نظریہ پر روک لگائی جا سکے جس کے عام ہوتے سے نہ دین باقی رہ جائیگا نہ اخلاق نہ مال ولولا دفع اللہ الناس بعضہم ببعض لفسدت الارض — اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعہ نہ روکے تو زمین میں تباہی پھیل جائے۔

خلاصہ یہ کہ جس اختلاط کو ہم روکنا اور مٹانا چاہتے ہیں وہ لوگوں کو بدتر انجام اور بُری حالت میں پہنچا کر چھوڑے گا، لہذا جو لوگ کج فہم ہیں اور جنکا قدم گناہ کے دلدل میں پھنسا ہوا ہے اُن کے بہکاوے میں ہم نہ آئیں کیونکہ بُرائی میں کسی کو نمونہ نہیں بنانا چاہئے عورتوں کا ان اداروں میں بھیڑ لگانا ان فساق کے لئے ان کو ورغلانے بہکانے اور ملاقات کا بڑا مضبوط وسیلہ ہے اور یہ فساق چاہتے ہیں کہ عورتوں کے ساتھ انکے ملنے

EmaanLibrary.com

کے مواقع پیدا ہوتے رہیں، یہ ہمارا فرض ہے کہ اخلاق و سیرت کو تباہ کرنے والے ان اسباب کی طرف سے آنکھیں بند نہ رکھیں نہ خود کو فریب دیں۔ ایک کنواری محفوظ پاکدامن لڑکی اس مخلوط سوسائٹی میں انتہائی عفت و طہارت کے ساتھ داخل ہوتی ہے اور ایک بے پردہ عورت کی جگہ بیٹھتی ہے جہاں ہر گرے پڑے لوگوں کی آمد و رفت ہو، کمینے اور فاسق لوگ اپنی نگاہیں اور نظریات اس کے سامنے پیش کرتے ہیں اور بے باکی سے اس کے ساتھ جنسی مذاق شروع کرتے ہیں اور اس کو ورغلانے اور بہکانے کی کارروائی کا آغاز کرتے ہیں، اگر لڑکی حسب و جمال کی مالک ہے تو خصوصیت کے ساتھ اس پر توجہ کی جاتی ہے، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ تھوڑی مدت گذرتی ہے کہ وہ اپنے اوپر سے حیا و حشمت کی چادر اتار پھینکتی ہے، عفت زائل اور عصمت کا بندھن کھول کر آزاد ہو جاتی ہے، پھر عقل و دین میں کمی کی بنا پر حرام فحش کاری کی طرف پوری طرح جھک جاتی ہے ان عورتوں کی عقلیں تو آبگینوں کی طرح ہیں اور جوانی جنوں کا ایک حصہ ہے۔ اور عصمت یہ ہے کہ تم قابو نہ پا سکو اور معصوم وہ ہے جسے اللہ بچائے۔ اور مساس احساس کو کم کر دیتا ہے، اور اللہ اور عوام کے سامنے اس فتنے کے جواب دہ امراء اور زعماء ہیں۔ جنکا فرض ہے کہ فتنہ سے بچانے کے لئے ان دونوں جنسوں کے اختلاط کی راہوں کو بند کر دیں، اور علماء کا فیصلہ ہے کہ جو چیزیں مل کر حرام کو جنم دیں وہ خود حرام ہیں اور وسائل مقاصد کا حکم رکھتے ہیں اور مفاسد کا دور کرنا حصول مصالح پر مقدم ہے اور جو شخص شبہات میں پڑتا ہے وہ حرام میں مبتلا ہوتا ہے لہذا ان چیزوں سے روکنا اور بچنا ضروری ہے کیونکہ یہ مختلف قسم کے نقصانات کا باعث بنتی ہیں اور عورتیں جب ان چیزوں کی عادی ہو جائیں گی تو اُن کو بُرا بھی نہیں سمجھیں گی،

اس اختلاط سے ایک باحیا عورت کو جو سب سے بڑا خسارہ ہوتا ہے وہ اسکی حیا ہے

EmaanLibrary.com

جو اس کی عصمت و حفاظت کے لئے لباس کے برابر ہے۔ حیا کو کچھ لوگ معمولی چیز سمجھتے ہیں جبکہ اللہ کے نزدیک اس کی بڑی اہمیت ہے۔ بخاری میں یہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اَلْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَانِ۔ حیا ایمان کا جزء ہے، اور فرمایا اَلْحَیَاءُ خَیْرٌ کُلُّهٗ۔ حیا مکمل خیر ہے۔ کیونکہ حیا کا انحصار ان کاموں کے کرنے میں ہے جو عورت کو زینت و جمال بخشتے ہیں اور ان کاموں سے بچنے میں ہے جو عورت کو داغدار و عیبی بناتے ہیں اور حیاء سے تازگی اور جلال و جمال پیدا ہوتا ہے جبکہ بے حیائی سے یہ سب خوبیاں برباد ہو جاتی ہیں، تم دیکھ سکتے ہو کہ حیاء کی چادر پھینکنے والی عورت کتنی بدصورت اور مردانی نظر آتی ہے جس کو دیکھکر یہ پتہ بھی نہیں چلتا کہ یہ عورت ہے یا مرد، اگر تم بے حیائی کا نقصان معلوم کرنا چاہتے ہو تو ان ملکوں پر نظر ڈالو جہاں کی عورتوں نے حیاء کو خیرباد کہدیا ہے اور جن کا یہ نظریہ ہے کہ انسان ایک حیوان ہے، تم کو وہاں عورتوں کے اخلاق وعادات کی تباہی، مزاج کی پستی، طور و طریقے کا بگاڑ اور شر و فجور میں ان کے لت پت ہونے کا تعجب خیز منظر نظر آئیگا، عورت کو وہاں اس کی پرواہی نہیں کہ اس نے کیا کیا اور اس کے ساتھ دوسرے نے کیا کیا؟ بالکل حیوان کی طرح عورت کو نہ اللہ سے حیا نہ اللہ کی مخلوق سے نہ اُس کو اس کی خواہش کہ اسکی عزت باقی رہے اور لوگ اُسکو اچھے نام سے یاد کریں، اور یہی مطلب ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کا۔ اذا لم تستح فاصنع ما شئت۔ جب تم نے حیا نہیں کی تو پھر جو چاہو کرو۔

اگر ہم یہ کہیں کہ مردوں کی طرح عورتوں کو بھی علم و ادب اور اصلاح اور ہر قسم کے علوم و فنون حاصل کرنے کی ضرورت ہے تو یہ کہنا صحیح ہوگا، اس لئے کہ مفید علم کا حصول مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے یکساں مطلوب و مرغوب ہے، لیکن کچھ علم ایسے ہیں جن کو علم نہیں جہالت کہنا چاہیئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس علم سے پناہ مانگی ہے

جو مفید نہ ہو، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی بُری چیز ہی سے پناہ مانگتے تھے نیز اس علم نافع کو تو عورت اپنے شہر ہی میں رہ کر کتابوں اور علماء کی مدد سے تنہا حاصل کر سکتی ہے، مردوں اور عورتوں کے لئے حصول علم کا یہی طریقہ ہے، اور ماہرین علم اور جنھوں نے بھی اپنے علم کو ترقی دی سب نے اسی طریقہ سے حاصل کیا، تو عورت آخر اس طریقہ کو کیوں چھوڑ دے جسکی بنا پر اسکو اور اس کے سرپرستوں کو ایسے سفر کی لالچ کرنی پڑے جسے عورت کے لئے شارع نے حرام قرار دیا ہے، ارشاد نبوی ہے:۔

لا یحل لامراۃ تومن باللہ والیوم الاخر ان تسافر یوما ولیلۃ الا مع ذی محرم۔ (بخاری و مسلم)

جو عورت اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہے اس کے لئے حلال نہیں کہ محرم کے بغیر ایک دن ورات کی مسافت کا سفر کرے

خصوصًا ایسا سفر جس میں خطرات و نقصانات کا سامنا کرنا پڑے، اور کلبوں اور سوسائٹیوں اور دیگر حالات و اوقات میں اجنبیوں سے میل جول ان کے ساتھ خلوت و اختلاط سے پیدا ہونے والے ان فتنوں میں مبتلا ہونے کا خوف ہو جسے عورت کی اپنے سرپرست اور شوہر کی غلامی سے آزادی کا نام دیا جاتا ہے، خدارا مجھے بتاؤ کہ اپنی لڑکیوں کو عیسائی درسگاہوں میں بھیجکر جہاں انھیں کے اخلاق و بُرے آداب سکھائے جاتے ہیں ایک مسلمان خاندان کو کیا فائدہ پہونچتا ہے، زیادہ سے زیادہ جو چیز لڑکی وہاں سیکھتی ہے وہ اجنبی زبان ہے جس کے ذریعہ نہ وہ اپنی ماں سے بات کر سکتی ہے نہ بہنوں سے یا پھر وہ ناچ دگانا سیکھ کر جب اپنے گھر کی تہذیب کے خلاف آداب و اخلاق لے کر لوٹتی ہے تو وہ اپنے گھر والوں کو اپنی عیسائی تربیت گاہ کے خلاف ماحول میں پاتی ہے جس سے اس کے دل میں اپنے گھر والوں کے خلاف کبر و نخوت و حقارت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں، اور ان کی معیشت و اخلاق و آداب و عادات جس کے وہ خوگر ہیں سب میں وہ

EmaanLibrary.com

کیڑے نکالتی ہے اس طرح ان کے درمیان ہر بات پر دشمنی، بغض و نفرت کے جذبات ، بھڑکتے رہتے ہیں اور وہ اپنے خاندان، رشتہ داروں کی پسند کی ہر چیز سے نفرت کرتی ہے اور جواب میں انکو بھی اس سے نفرت ہو جاتی ہے۔ کیا اس حالت میں اس کا یہ سفر بد نصیبی، گمراہی، خاندانی تعلقات کا انقطاع اور گھر والوں کے درمیان اختلاف و نفاق کا سبب نہیں؟ اور بڑھکر جو چند روپئے اپنی ملازمت سے وہ حاصل کرتی ہے وہ اس کو اپنے گھر والوں سے اور بھی دور کر دیتے ہیں۔ کیا اس بچی اور اس کے سرپرستوں کے لئے یہ مناسب نہ تھا کہ وہ علوم شریفہ کے مبادی اپنے ہی گھر اور شہر اور اہل ملت کے مدارس میں سکھاتے جس سے وہ اپنے خاندان اور سوسائٹی کی مدد سے اپنی اچھی تربیت کرتی اور اپنے خاندان اور شوہر کے گھر میں صالحہ اور مصلحہ بنکر رہتی ان کے ساتھ نفرت اور ظلم کے بجائے مروت اور وفا کا معاملہ کرتی اور اس طرح اپنی بہنوں اور رشتہ داروں کے لئے ایک بہتر مثال بنتی۔ اپنے گھریلو کاموں کے انجام دینے پر پوری دسترس رکھتی اور اپنے شوہر کے لئے بہتر معاون ثابت ہوتی اور اپنے پڑوسیوں اور قرابت داروں کے لئے فراخدل رہتی اور گھر کی سعادت مند اور خاندان کی بڑی بنکر زندگی گذارتی البتہ ایسی توفیق انھیں عورتوں کو ملتی ہے جو عقل و ادب اور دین میں بہتر ہوں۔ کیونکہ صحیح اصلاح اخلاق و آداب دینیہ کی صحیح تربیت ہی کے ساتھ ہوتی ہے۔

قرآن نے صراحت کے ساتھ عورتوں کو منع کر دیا ہے کہ وہ اپنی زینت غیر مردوں اور نامحرموں کے سامنے ظاہر نہ کریں، اور معلوم ہے کہ اختلاط کی موجودہ شکل میں وہ اپنے محاسن اور جسم کے فتنہ انگیز مقامات کو ضرور ظاہر کرے گی، مثلاً ہاتھوں کو کلائی تک ضرور کھولے گی جیسیں سونے کے کنگن اور سونے کی گھڑی ہے اور نصف پنڈلی تک پاؤں کو کھولے گی اور اپنے سر اور گردن اور ہار اور کان کی بالیوں کو کھولے گی، اور اس

EmaanLibrary.com

مخلوط سوسائٹی میں جب آئے گی تو رنگ و روغن اور خوشبو دار عطریات سے لیس اور مزین ہو کر ہی نکلے گی کیونکہ وہ جانتی ہے کہ نوجوان اس کو دیکھنے والے ہیں، ایسی صورت میں اجنبی مردوں کے سامنے اس زینت کے اظہار کی حرمت میں کسی عقلمند کو شبہہ ہو سکتا ہے۔ اس کی حرمت میں تو شک و تردد کی گنجائش ہی نہیں۔ نیز اس کے لئے تعاون بھی حرام ہے اور ایسا کرنیوالوں کی مدد کرنا بھی حرام ہے بلکہ جو لوگ اس کو باقی رکھے ہوئے ہیں ان کا یہ عمل بھی حرام اس پر چپ رہنا بھی حرام ہے، اس کے مفاسد کی تفصیل کی بھی بھی ضرورت نہیں۔ ان مفاسد کا انجام عقل و تجربے سے بالکل بدیہی طور پر معلوم ہو چکا ہے اور جتنا ہم نے ابتک ذکر کیا اس سے زیادہ تو ان مفاسد کو وہ لوگ جانتے ہیں جو ان کی تقلید میں مبتلا ہیں، لیکن اپنے اس اندھے پن کو وہ ہدایت پر ترجیح دیتے ہیں۔ اگر وہ ہدایت کی راہ دیکھتے ہیں تو اس کو اختیار نہیں کرتے اور اگر گمراہی کا راستہ دیکھتے ہیں تو اس کو اپنا لیتے ہیں، چنانچہ وہ ان اسلامی آداب اور عربی اخلاق کو چھوڑنا بہتر سمجھتے ہیں اور جو لوگ ان پر عمل پیرا اور ان کو چھوڑنے کے سلسلے میں مخالف ہیں یہ اُن کا مذاق اڑاتے ہیں کیونکہ وہ اس کو تمدن اور روشن خیالی کہتے ہیں۔

عمی القلوب عموا عن کل فائدۃ   لانهم کفروا باﷲ تقلیدا

دل اندھے ہو گئے ہر فائدہ سے آنکھیں بند کر لیں   کیونکہ محض تقلید میں انھوں نے اللہ کا انکار کیا

محارم کے خلاف غیرت رکھنا فضائل و مکارم کی عادات میں سے سمجھا جاتا ہے۔ غیر تمند آدمی سے ڈرا جاتا ہے اور جس میں غیرت نہیں وہ ذلیل ہے، غیرت جو اپنے محل و مقام پر ہوتی ہے وہ آدمی کی زندگی کی حفاظت اور اس کے گھر والوں کی حمایت کے لئے ہتھیار کا کام دیتی ہے، کیونکہ قابل تعریف غیرت یہ ہے کہ قبیح چیزوں سے کراہت کی جائے اس کو بُرا سمجھا جائے اس سے اور اسکے کرنے والے سے نفرت کی جائے، اور انسان میں

EmaanLibrary.com

اپنے اور اپنے اہل کی حفاظت کا جذبہ جتنا زیادہ شدید ہوگا اسکی غیرت وحمیت بھی اتنی ہی سخت ہوگی، اور برائیوں خصوصاً زنا اور اس کے لوازمات میں جتنا ملاپ ہوگا اتنا ہی اس کے دل سے غیرت کی حرارت بجھے گی اور پھر وہ برائی کو برائی نہیں سمجھے گا نہ اپنے لئے نہ اپنے گھر والوں کے لئے بلکہ بے حیائی کے فعل سے اس کو ہمدردی ہوگی اور دوسرے کے لئے وہ اس کو سنوار کر پیش کرے گا جیسے دیوث کرتا ہے جو برائی کو اپنی بیوی کے اندر باقی رکھتا ہے اور اسی وجہ سے جنت اس پر حرام ہے، جیساکہ حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، لایدخل الجنۃ دیوث۔ دیوث جنت میں نہیں جائے گا دیوث اس شخص کو کہتے ہیں۔ جو اپنی بیوی کے اندر برے کام کو باقی رکھتا ہے کیونکہ جو اپنی ذات واخلاق میں ذلیل ہے ذلت کا ہر کام اس کے لئے آسان ہے۔

اپنے اخلاق اور گھرانے کو برباد کرنے والے چاہتے ہیں کہ دوسروں کے اخلاق اور گھرانے بھی خراب ہوں تاکہ اس سے ان کا عار مٹے اور ان کی ذلت ورسوائی پر پردہ پڑے ایسے ہی لوگ چاہتے ہیں کہ بے حیائیاں ان کے شہر میں پھیلیں، اور غیرت تو دین کا حصہ ہے، جسمیں غیرت نہیں اس میں دین نہیں، کیونکہ بے غیرتی کا نتیجہ یہ ہے کہ آدمی حدود اللہ اور اس کے محرمات کو توڑنے پر راضی ہوجاتا ہے۔

اور جب ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپ فرمائیے اگر ہم میں سے کوئی اپنی بیوی کے پاس غیر مرد کو پائے تو کیا کرے؟ اگر اس کو قتل کردے تو آپ اس کو قتل کردیں گے، اور اگر وہ اس کو چھوڑ دے تو وہ چلا جائے گا۔ تو سعد بن عبادہ نے کہا، لیکن اگر میں پاجاؤنگا تو بے لاگ اس کو تلوار سے مار ڈالوں گا یہ سنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا آپ لوگوں کو سعد کی غیرت پر تعجب نہیں؟ اور میں سعد سے بھی زیادہ غیرت مند ہوں اور اللہ مجھ سے زیادہ غیرت مند ہے حضرت

EmaanLibrary.com

سعد کو بروقت جو غیرت آئی اس کی آپؐ نے تعریف فرمائی،

مرد عاقل اور ہوشیار مفکر کو چاہئے کہ انجام پر نظر رکھے اور مصالح اور مفاسد کے درمیان مقابلہ کرے اس لئے کہ یہ قضیہ اپنے مابعد سے متعلق ہے کیونکہ برائیاں ایک دوسرے کو کھینچتی ہیں اور بعد کی برائی پہلی برائی سے بدتر ہوتی ہے اس لئے کہ اختلاط کے حامی اگر اس مقابلے میں کامیاب ہوگئے تو اباحت اختلاط کی بنا پر وہ رقص کی اباحت کا بھی مطالبہ کریں گے اور اسکے بعد عورت کو مکمل آزادی دینے کا بھی کہ وہ جسطرح چاہے اپنا حق استعمال کرے نہ اس پر اس کے شوہر کا زور نہ باپ کا، یورپین لیڈی کی طرح، یہی ان کا سب سے بڑا نشانہ ہے اور اسی کے لئے وہ کوشاں ہیں۔

اختلاط کے حامی یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ اس صورت میں عورت و مرد دونوں ہی بآسانی تعلیم حاصل کر سکتے ہیں اس میں خرچ بھی کم ہوگا لیکن یہ عذر تو بہت آسان اور معمولی ہے۔ ایسا عذر نہیں ہے جس سے مجبور ہوکر آدمی کے لئے مردار کھانا مباح ہو جاتا ہے، وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا ۔ اور جو اللہ سے ڈریگا اللہ اس کے کام کو آسان کردیگا" جو حکومت تعلیم کے تمام شعبوں پر خرچ کر رہی ہے جیسے یونیورسٹی بھی شامل ہے وہ اس بات سے عاجز نہیں کہ عورت اور مرد کو الگ الگ کر کے دونوں پر خرچ کرے رہا یہ کہنا کہ اختلاط سے علم کا حصول آسان ہوجاتا ہے، غلط ہے کیونکہ اختلاط تو علم سے روکنے والی چیز ہے اس سے تو حصول علم مشکل و دشوار ہوجاتا ہے، وہ تو طالب و طالبات سب کے لئے مضر ہے، کیونکہ وہ لڑکے اور لڑکی دونوں کو فتنہ کے لئے بھڑکاتا ہے اور لذت جنس کا انکو شیدائی بناتا ہے اور پڑھنے اور پڑھانے سے انکی توجہ کو ہٹاتا ہے۔ اس لئے کہ نفس کی یہ عادت ہے کہ گفتگو اور نظر کی ابتدائی لذت جہاں اس کو ملی تو وہ اس کے بعد اپنے افکار و نظریات کو ڈھیل دیتا ہے اور اس کے ساتھ اس کا لگاؤ شدید ہوجاتا ہے۔

EmaanLibrary.com

پھر وہ مختلف وسائل اور مکر وفریب کے جال کو بچھا کر اس کے انجام تک پہونچنے کی آہستہ آہستہ کوشش کرتا ہے اور جب تک مقصد حاصل نہ ہو جائے وہ فکر وغم اور سوچ وبچار میں پڑا رہتا ہے۔ اس کی اس شہوت کا جذبہ اس پر مسلط رہتا ہے جو گفتگو اور بات چیت کی وجہ سے ہوتا ہے، یہانتک کہ اپنے وقت اور اسباق کا بڑا حصہ برباد کر کے دل میں سوچ و فکر میں مبتلا رہتا ہے بلکہ اپنے اور گھر والوں کی کمائی اور جد وجہد کو بھی ضائع کر دیتا ہے اور کبھی تو ایسا ہوتا ہے کہ اس کا مال اور جائداد سب اسکی شہوت کی پیروی میں ختم ہو جاتا ہے اس کے علاوہ اغیار کی دشمنی سے بھی اس کو طرح طرح کی ناگوار باتوں کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔ اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس کا تعلق صرف ایک ہی سے قائم نہیں رہتا بلکہ اس فسق کی چراگاہ میں ایک سے دوسری تک منتقل ہوتا رہتا ہے اور نوبت یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ اپنی حلال شرعی بیوی جس سے اس ناجائز تعلق سے قبل اس کو بڑی محبت تھی پوری طرح چھوڑ کر بے تعلق ہو جاتا ہے اور اس حلال بیوی کو چھوڑ کر دوسرے یاروں کے ساتھ بدکاری پر اکتفا کرتا ہے اور دوسری اجنبی عورت کے لئے اپنے کو برباد کرتا ہے اور اس سے جو تکالیف پہونچتی ہیں وہ کسی پر مخفی نہیں ہیں اور ایسا کرنیوالا اس زوجیت کی سعادت سے محروم ہو جاتا ہے جس کی برکت سے میاں بیوی ایکدوسرے پر قناعت کرتے ہیں۔ اسی طرح اگر عورت بھی ان باتوں کی عادی ہو جائے تو وہ اپنی نظر پھیر لیتی ہے اور گھروں سے بھاگی ہوئی عورتوں سے مل جاتی ہے، جس سے حرماں نصیبی اور نفس ونسل اور خاندان کے خلاف جرم گھروں کی تباہی اور سعادت سے محرومی کا وہ بھیانک منظر سامنے آتا ہے جو کسی عقلمند پر مخفی نہیں لیکن محبت اندھی اور بہری ہوتی ہے، اور حدیث نبوی میں ہے۔ "چکھنے والے مردوں اور چکھنے والی عورتوں پر لعنت ہو"

صاحب عقل حضرات! آپ لوگوں کو عبرت پکڑنی چاہئے اور سوچنا اور جاننا

EmaanLibrary.com

چاہیے کہ مسلمان اپنی سوسائٹی اور اخلاق میں محض اسی لئے ذلیل و ناکام ہوئے کہ وہ اپنے خاندانی نظام اپنی عورتوں اور بچوں کو ایسی صحیح دینی تربیت دینے سے ناکام رہے جو اُن کو فضائل و مکارم سے سنوارتی اور رذالت و بدخلقی سے بچاتی ہے۔ انکی حسن تربیت سے لاپرواہی تعلیم کی خرابی نے ان کے عادات و اطوار کو خراب کر ڈالا اور اسلامی تعلیم اور عربی اخلاق کو بھلا بیٹھے۔ تعلیم کی خرابی سے عمل خراب ہوا، عمل خراب تو نتیجہ خراب، جسکو اللہ آزمائش میں ڈالنا چاہے تو اس پر اللہ کے مقابلہ میں کسی کا کچھ زور نہیں یہ ایسے لوگ ہیں جن کے دلوں کی صفائی اللہ نہیں چاہتا ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں عذاب عظیم۔

یہ تھی تمہارے لئے میری نصیحت، جس سے میرا مقصد تم کو فائدہ پہونچانا اور نقصان سے بچانا ہے اور مجھے امید ہے کہ تم اس کو قبول کروگے اور اس کے مطابق عمل اور اصلاح کی کوشش کروگے۔ ورنہ آئندہ تم میری بات کو یاد رکھو گے، اللہ تمہارا نگراں ہے، میں تمہارے دین اور امانت کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں اور اپنے اور تمہارے لئے اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۴ھ

EmaanLibrary.com

مَنعُ تصوِیر

شخصیۃ الرسول وکلامہ وحرکاتہ

پیغمبر اسلام کی زندگی کی تصویر کشی

حرمت اور احتجاج

(۶)

EmaanLibrary.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی ھدانا للاسلام واشھد ان لا الہ الا اللہ شھادۃ من قال ربی اللہ ثم استقام واشھد ان محمدا نبیہ ورسولہ سید الانام ۔ اللھم صل علی نبیک ورسولک محمد وعلی الہ واصحابہ البررۃ الکرام ۔ اما بعد! فقد قال اللہ تعالیٰ

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۔

(آل عمران ۔ ۱۶۴)

اللہ نے ایمان والوں پر احسان کیا ہے کہ انھیں میں سے ایک رسول کو مبعوث فرمایا جو انپر اسکی آیتیں تلاوت کرتا ہے اور انکے اخلاق کو درست کرتا ہے اور انھیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے اگرچہ وہ اس سے پہلے کھلی ہوئی گمراہی میں مبتلا تھے ۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ اس نے نبی کریم کو مبعوث کرکے مومنوں پر احسان کیا ہے، جس نبی کی شان یہ ہے کہ اس پر تمھاری تکلیف شاق گذرتی ہے، وہ تمہاری ہدایت کا بڑا حریص ہے اور مومنوں پر بڑا نرم و مہربان ہے ۔ آپ نے لوگوں کو اندھے پن سے بصیرت عطا کی، انھیں جاہلیت سے نکالا، آپ ان پر قرآن کی آیتیں تلاوت فرماتے تھے ۔ اور ان کے سامنے ان آیات کی ایسی تفسیر کرتے تھے جس سے ان کے اخلاق درست اور جسم پاک ہوں آپ نے فرائض و فضائل سے ان کے اخلاق کو مہذب بنایا اور شرک اور بُرے اخلاق ورذائل سے پاک کیا ۔ کیونکہ شرائع دینیہ ہی نفوس کا تزکیہ کرتی ہیں اور انھیں پاک وصاف کرتی ہیں ۔ اور دنیا میں اس کے فخر و خوبیوں کو پھیلاتی ہیں اور وہ شخص کامیاب ہوگیا جس نے نفس کو پاک کیا، اور وہ ناکام ہوا جس نے اس کو گندہ کیا ۔ اگرچہ وہ

EmaanLibrary.com

لوگ کھلی ہوئی گمراہی میں تھے۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور اسلام سے قبل عرب بدترین قسم کی برائی، نحوست اور گمراہی میں مبتلا تھے۔ ایک دوسرے کو قتل کیا کرتے تھے اور ایک دوسرے کی عورتوں کو قید کرلیا کرتے تھے۔ فقر کے خوف سے اپنی اولاد کو مار ڈالتے تھے اور عار سے بچنے کے لیے اپنی لڑکیوں کو زندہ درگور کردیا کرتے تھے۔ وہ بدترین زندگی گذارتے تھے۔ سب سے زیادہ بھوکے اور ننگے تھے اور گمراہی میں سب سے بڑھے ہوئے تھے۔ کسریٰ اور قیصر کی حکومتوں کے درمیان کچلے جارہے تھے۔ ان کی زمین پر غیر حکومت کرتا تھا اور ان کے شہروں کو تباہ کرکے اجنبی ان کو ذلیل کرتے تھے۔ انھیں مستقل آزادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد اسلام ہی کے ذریعہ ملی اور اسلام اور بعثت محمدیہ کے بعد ہی امتیں ان کے سامنے جھکیں اور ان کی ہیبت سے خوفزدہ ہوئیں۔ اسلام اور عمل بالقرآن ہی نے عربوں میں خودداری، قوت اور نظم کی روح پھونکی، عرب ایک نئی قوم بنکر اُبھرے۔ اپنے ہاتھوں میں قرآن لے کر اپنے جزیرے سے نکلے اور فتوحات اور سیادت میں کامیابی حاصل کرتے گئے۔ لوگوں کو احکام قرآنیہ کے اتباع اور اس کے نواہی سے اجتناب کی طرف دعوت دیتے تھے۔ یہی وہ عظیم سبق تھا جس کو لے کر وہ اُٹھے اور کامیاب ہوئے اور سردار بن گئے اور شرافت و ترقی کی تمام منزلوں کو طے کرلیا اور بہت جلد عام و خاص کے دلوں میں اُن کی محبت سرایت کرگئی۔ یہاں تک کہ لوگ اللہ کے دین میں خوشی اور اطاعت کے ساتھ فوج در فوج داخل ہونے لگے۔ چنانچہ قرآن کی رہنمائی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی برکت سے وہ اختلاف وافتراق سے نکل کر وحدت و اتفاق سے ہمکنار ہوئے اور ظلم سختی اور ناخواندگی سے نکل کر علم، تہذیب و تمدن سے سرفراز ہوگئے اور سنگدلی سختی سے نکل کر نرمی اور پیار کے خوگر ہوگئے اور اپنی خشک جاہلی روحوں کو فیاض، جدید دینی روح میں بدل ڈالا۔ جس نے اُن کو خودداری، عزت، شرافت اور علم وعرفان تک پہنچادیا۔

EmaanLibrary.com

اور اللہ نے ان سے وہ وعدہ پورا کیا جس کا قرآن میں بایں الفاظ ذکر ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا۔ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا۔ (النور-۵۵)	اللہ نے وعدہ کیا ہے ان سے جو تم میں ایمان لائے اور صالح عمل کیا کہ وہ ضرور ان کو زمین میں خلافت عطا کرے گا جس طرح تم سے پہلے والوں کو خلیفہ بنایا۔ اور ان کے لئے ان کے اس دین کو جما دیا جسکے لئے وہ ان سے راضی ہے اور ان کے خوف کے بعد ان کو امن عطا کرے گا۔ وہ میری ہی بندگی کریںگے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرینگے۔

اللہ نے اپنا وعدہ پورا کیا اپنے بندے کی مدد فرمائی اور ان کو شہروں کا حاکم بنایا۔ جبکہ وہ میدانوں اور قریوں میں محتاج پھر رہے تھے اور امیر المومنین عمر بن الخطاب نے فرمایا: "اللہ نے تم کو اسلام ہی سے عزت دی ہے جب تم اسلام چھوڑ کر دوسری چیز سے عزت حاصل کروگے تو وہ تم کو ذلیل کرے گا۔" اور عرفہ کے دن یہ اعلان فرمایا گیا۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔ (المائدہ ۳)	آج میں نے تمھارے لئے تمھارا دین مکمل کیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کی۔ اور تمھارے لئے دین اسلام سے راضی ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سچی محبت کے لئے ضروری ہے کہ آپ کے احکامات کی پیروی کیجائے۔ آپ کی خبروں کی تصدیق کی جائے۔ جس چیز سے آپ نے منع فرمایا بچا جائے اور آپ کی شریعت ہی کے مطابق اللہ کی بندگی کی جائے۔ اور جب کچھ لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کی محبت کا دعویٰ کیا تو اللہ نے ان پر یہ آیت نازل فرمائی۔

قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی	کہدیجئے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری

EmaanLibrary.com

یحببکم اللہ ۔ (آل عمران ۳۱) اتباع کرو اللہ تم سے محبت کرے گا۔

احکاماتِ رسول کی مخالفت کر کے حُبِّ رسول کا دعویٰ ایسی جھوٹی محبت کا دعویٰ ہے جس کا جھوٹا ہونا احساس و وجدان اور سنت و قرآن سے ثابت و ظاہر ہوتا ہے۔ اور جھوٹا دعویٰ کرنے والا امتحان کے وقت ذلیل ہوتا ہے۔

لو کان حبک صادقا لاطعته ان المحب لمن یحب مطیع

اگر تمھاری محبت سچی ہوتی تو تم اپنے محبوب کی اطاعت کرتے، کیونکہ محبت کرنیوالا اپنے محبوب کا فرمانبردار ہوتا ہے۔

لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے دعویٰ کیساتھ آپ کی شخصیت یا آواز یا نقل و حرکت کی اداکاری کر کے آپ کی حرمت کو برباد کرنا اور شرافت کو کم کرنا اور آپ کی توہین کا ارتکاب آپ کے ساتھ جھوٹی محبت کی دلیل ہے۔ کیونکہ ظلم کی برائی نرمی کو ختم کر دیتی ہے نیز طبعی محبت دینی محبت کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ کیونکہ رسول اللہ ؐ کے چچا ابو طالب آپ سے بہت شدید محبت رکھتے تھے، آپ کی حمایت کرتے تھے۔ آپ کی مدد کرتے تھے، بلکہ آپ کی رسالت کا اقرار بھی کرتے تھے۔ لیکن جب انھوں نے آپ کے دین کے مطابق آپ کی پیروی نہیں کی نہ آپ کے حکم کی اطاعت کی تو وہ جہنم کی اس پستی میں پہنچے جہاں ان کا دماغ ہانڈی کی طرح پکے گا۔ اس لئے کہ جس کو اس کا عمل روک دے اس کو اس کا نسب نہیں بڑھا سکتا۔ اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں آپ کی اسوقت تک مغفرت چاہوں گا جبتک مجھے اس سے روک نہ دیا جائے۔" تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِکِیْنَ وَلَوْ کَانُوْٓا اُولِیْ قُرْبٰی۔

(المائدہ ۱۱۳)

نبی اور ایمان والوں کے لئے جائز نہیں کہ وہ مشرکین کے لئے استغفار کریں خواہ وہ انکے کتنے ہی قریبی ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت ان لوگوں کے لئے لکھدی ہے جو رسول اللہ کے حکم کی پیروی

EmaanLibrary.com

کرتے ہیں اور آپ کی منع کی ہوئی چیزوں سے بچتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا:

وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ - الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ أُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۔ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا۔

(الاعراف ۱۵۷)

اور میری رحمت نے گھیر رکھا ہے ہر چیز کو۔ میں اسکو لکھوں گا ان لوگوں کے لئے جو ڈرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں وہ لوگ جو اتباع کرتے ہیں اس رسول کی جو نبی امی تھا جس کا حال لکھا ہوا پاتے ہیں اپنے پاس توراۃ میں اور انجیل میں جو حکم دیتا تھا ان کو معروف کا اور روکتا تھا ان کو منکر سے اور حلال کرتا تھا انکے لئے پاکیزہ چیزوں کو اور حرام کرتا تھا اُن پر خبیث چیزوں کو اور اتارتا تھا ان سے اُن کے بوجھ کو اور ان بیڑیوں کو جو ان پر تھی۔ تو جو لوگ ایمان لائے اس پر اور حمایت کیا اس کی اور مدد کیا اس کی اور اتباع کیا اس نور کی جو ان کے پاس اتارا گیا۔ یہی لوگ کامیاب ہونیوالے ہیں۔ کہد یجئے اے لوگو! میں تم سب لوگوں کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

آجکل کچھ لوگ اسلام کا نام لیتے ہیں اور رسول اکرم علیہ الصلوۃ والسلام کی محبت کا دعویٰ بھی کرتے ہیں لیکن عمل ان لوگوں جیسا کرتے ہیں جن کو رسول اللہ سے نفرت ہے اور لوگوں کے دلوں سے رسول کی عزت، حرمت اور عظمت ختم کرنے کے لئے انھیں کے ساتھ ملکر انھیں جیسا کام کرتے ہیں۔ چنانچہ ہم نے آج ہی کل وہ بڑی خبر سُنی ہے جو ہر غیرتمند مومن کو بُری لگتی ہے۔ یعنی فلم کمپنیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت، زندگی اور

EmaanLibrary.com

تعلیمات سے متعلق سینمائی فلم بنانا چاہتی ہیں اس فکر اور عزم کے موجد وہی لوگ ہیں جنھوں نے اپنے دین کو کھیل اور مذاق بنا رکھا ہے اور جن کو حیاتِ دنیا نے بری طرح فریب میں مبتلا کر رکھا ہے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورۃ مبارکہ اور حیاۃ طیبہ کو سینما میں پیش کر کے دولت کمانا چاہتے ہیں۔ ان کو احساس نہیں کہ اس فلم سے ساری دنیا میں لوگوں کے اخلاق پر کتنا خراب اثر پڑے گا اور اس سے کتنے دینی و دنیاوی نقصانات ہوں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر یہ ایک صریحی حملہ ہوگا۔ اور یہ حرکت اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف فتنے کے دروازے کھولنے کا سبب بنے گی۔ کیونکہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی بابت جھوٹی اور فرضی بات پیش کرنا دوسروں کی بہ نسبت برابر نہیں اور جہاں تک فلم کا تعلق ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سراسر جھوٹ ہے۔ کیونکہ انھوں نے نہ تو رسول اللہ کی شخصیت کو دیکھا نہ آپ کا کلام سُنا نہ آپ کے اعمال و حرکات کو دیکھا۔ لہذا آپ کی بابت جس چیز کی بھی وہ تصویر کشی کریں گے وہ سب جھوٹ اور فرضی ہوگا۔ آپ کے ارشاد کے مطابق دین کے خلاف ہوگا۔

ابتک یہود و نصاریٰ اور تمام بت پرست مشرک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تقدس اور آپ کی امت کی بزرگی کا خیال کر کے اس موضوع میں دخل اندازی کرنے میں بڑا احترام کرتے تھے اور ان کے متعلق کبھی نہیں سُنا گیا کہ وہ آنحضور کی فلم بنانا چاہتے ہیں۔ لیکن جب انھیں معلوم ہوگا کہ خود مسلمانوں نے اس کا دروازہ کھول دیا ہے اور خود وہی اپنے پیغمبر کی صورت و حرکات و تعلیم کو سینما میں پیش کرنے لگے ہیں تو دشمنان دین بھی اسی دروازہ سے داخل ہو کر اس حجاب کو تار تار کر ڈالیں گے اور وہ جو کچھ چاہتے ہیں بڑھ چڑھ کر کرنے لگیں گے۔ شر کا ظاہر کرنے والا سب سے بڑا ظالم ہوتا ہے۔ ورنہ مسلمانوں کے لئے کیسے جائز ہے کہ وہ ان قوموں کے لئے اس کا دروازہ کھولیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات

EmaanLibrary.com

افعال وحرکات کو فلم پر پیش کر کے صرف پیسہ کمانا چاہتے ہیں۔ اور وہ اس فلم کو ان مذاقیہ فلموں کے ساتھ شامل کریں گی جو محض عقل سے کھیلنے اور تضیع اوقات کے لئے بنائی جاتی ہیں۔ اور ساتھ ہی جتنا چاہیں گے اسمیں من مانی اضافہ بھی کریں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات کی اداکاری کا اختراع کرنے والے یہ دعوئ کرتے ہیں کہ انکا یہ عمل اچھا اور مباح ہے کیونکہ یہ فلم ایک مؤثر دینی وعظ کا درس ہے۔ یہ دعوئ باطل بلکہ لوگوں کو پھنسانے اور بہکانے کی ایک ترکیب ہے۔ کیونکہ یہ فلمیں وعظ کے لئے نہیں بلکہ اس طرح بگاڑ کر بنائی جاتی ہیں جن سے لوگوں کے دلوں میں آپ کی قدر و عظمت کم ہوتی ہے اور دنیا بھر کے علماء اسلام وعوام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تمثیل کو آپ کیلئے توہین آپ کی عزت وتقدس اور کرامت کے منافی سمجھتے ہیں، بلکہ تمام انبیاء کرام کی تمثیل بھی ان کے لئے اہانت ہے۔ اس سلسلہ میں ان شاذ ونادر لوگوں کا کوئی اعتبار نہیں جو انبیاء کی فلم سازی کو جائز سمجھتے ہیں اور ان کے نزدیک اسمیں نہ انبیاء کی توہین ہے نہ ان کے مرتبے کی خرابی۔ کیونکہ ایسے لوگ ان چند گنے چنے لوگوں میں سے شمار کئے جاتے ہیں جن پر اجنبیوں کی تقلید کا جذبہ غالب ہے۔ کیونکہ وہ ان کی فلموں کو کثرت سے دیکھتے ہیں جس سے حق وباطل اور مفید ومضر کے درمیان تمیز کرنے والی ان کی عقل ختم ہو چکی ہے۔ بلکہ وہ ان بُری عادتوں کو اسلامی آداب پر بھی ترجیح دیتے ہیں۔ جب ملوک اور حکام اور بڑے بڑے دیندار علماء کسی کو اس کی اجازت نہیں دیتے کہ وہ ان کی شخصیتوں اور آواز وحرکات کی نقل اتاریں، بلکہ وہ اس کو اپنے لئے عیب اور مذاق سمجھتے ہیں اور اپنے مرتبہ سے کمتر محسوس کرتے ہیں، بلکہ جو لوگ ایسا کرتے ہیں اُن کو سزا دیتے ہیں۔ تو ایسی صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت یا انبیاء میں سے کسی کی تمثیل اور آواز اور حرکت کی اداکاری کیسے جائز سمجھی جا سکتی ہے؟ کیا یہ صحیح نہیں ہے کہ آپ کا احترام کیا جائے

EmaanLibrary.com

اور اس کام سے روکا جائے۔ کیونکہ اس سے لوگوں کے دلوں میں آپ کے مرتبہ کا تقدس کم ہوتا ہے اور کچھ زمانہ گذرنے کے بعد اس سے ایمان بھی کمزور ہو جائے گا۔ اور لوگ صرف اسی پر ایمان لائیں گے جتنا آپ کی نقلی صورت میں سے مشاہدہ کریں گے اس لئے کہ یہ اداکار جب انبیاء میں کسی کی اداکاری کرنا چاہیں گے، مثلاً حضرت ابراہیمؑ یوسفؑ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی فلم بنانا چاہیں گے تو کسی اکھڑ دیہاتی کو پکڑ بن گے جو بکھرے بال اور گھنی ڈاڑھی والا ہوگا اور اس کو کھڑا کر کے اس کی تصویر لیں گے اور اسی کو رسالت سے مخاطب کریں گے اور کہیں گے یا رسول اللہ فلاں فلاں معاملات میں آپ کا کیا ارشاد ہے، وہ دیہاتی کہے گا ایسا اور ویسا۔ اور پھر اسی تمثیل کو وہ لوگوں کی نگاہوں اور کانوں پر بار بار پیش کریں گے۔ یہاں تک کہ دلوں سے ان انبیاء کی عظمت و ہیبت جاتی رہے گی، اور یہ حقیقت ہے کہ رسول بشر تھے، اللہ نے ان کو رسالت سے ممتاز کیا تھا اور اُن کو ایسا جلال و جمال عطا کیا تھا کہ جو بھی ان کو دیکھتا تھا مرعوب ہوتا اور جو بھی ان کو دیکھتا محبت کرتا۔ جیسا کہ عبداللہ بن سلام کا بیان ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے اور میں نے آپ کا چہرہ دیکھا تو یقین کر لیا کہ آپ کا چہرہ جھوٹے کا نہیں ہے لہٰذا آپ کی شخصیت کی اداکاری سے آپ کی حالت اور عظمت و ہیبت اس طرح بدل جائے گی جس سے آپ کی حرمت و کرامت ساقط ہو جائے گی۔ اور وہ مرعوبیت کے بجائے ذلت کا سبب بنے گی کیونکہ وہ اپنی اصل اور معنیٰ ہر اعتبار سے بالکل فرضی اور جھوٹ ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ "میرے اوپر جھوٹ باندھنا دوسروں پر جھوٹ باندھنے کی طرح نہیں ہے، جو مجھ پر قصداً جھوٹ باندھے گا اس کو چاہیے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔" (بخاری و مسلم)[۵۱]

---

۵۱ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیے۔

EmaanLibrary.com

رہا اس فلم کے بنانے والے کا یہ دعویٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیت کو آواز اور صورت میں ظاہر نہیں کیا جائے گا تو یہ محض ان کی بکواس ہے۔ کوئی ضروری نہیں کہ وہ اس پر ہمیشہ قائم رہیں اور دوسرے فلم ساز بھی انکی طرح پابند رہیں جب فلم سازی کا دروازہ کھلا ہوا ہو اور وسیع گنجائش موجود ہو تو ایسا ممکن ہی نہیں۔

اور عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ جو بھی ممنوع کام شروع ہوتا ہے وہ اسی طرح ہوتا ہے کہ لوگوں کے نفوس اس سے منقبض ہوتے ہیں اور دل میں ان کو برا سمجھتے ہیں۔ لیکن یہ لوگ شروع میں اس طرح نرمی سے کام لیتے ہیں جس سے لوگ اس کو قبول کرلیں۔ اور اس سے نفرت نہ کریں۔ حق کو مختلف قسم کی تلبیس اور تدلیس کے ساتھ پیش کرتے ہیں پھر دھیرے دھیرے بد سے بدتر کی طرف لوگ چلتے ہیں یہاں تک کہ وہ انتہائی بڑے انجام تک پہنچتے ہیں اور سب چیز کا خلاصہ اس کا خاتمہ ہوتا ہے۔ رہا لوگوں کا یہ کہنا کہ بعض علماء کی طرف سے اس فلم کے جواز کا فتویٰ صادر ہوا ہے تو معلوم ہونا چاہئے کہ اس قسم کے فتووں کا جاری ہونا کچھ بعید نہیں اور کوئی ضروری بھی نہیں کہ ہر فتویٰ مان ہی لیا جائے اور اس پر عمل بھی کیا جائے اور نہ ہر وہ شخص جو بغل میں کتاب دبائے حکیم بن جاتا ہے اور کتنی باتیں تو ایسی ہیں

صہ کا حاشیہ :۔ ایسے ہی قرآن کریم بھی ہے جو فصیح عربی زبان میں اترا ہے اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ اسکو اس کی اصلی زبان سے بدلدے تو اس کی بلاغت ختم ہوجائے گی اور اسکی ہیبت جاتی رہے گی اور اسکے احکام اور حکمت بدل جائینگے اور وہ قرآن ہونے کی صفت سے ہٹ جائے گا۔ اسلئے کہ اسکا ترجمہ کسی بھی اجنبی زبان میں ہو اس کے اندر خرابی اور نسک واقع ہوجائے گا اور کسی شخص کے لئے ممکن نہیں ہوگا کہ وہ ترجمہ میں قرآن جیسی بلاغت پیش کرسکے لہذا علماء اسلام کا اس پر اجماع ہے کہ قرآن کے ترجمہ کو قرآن نہیں کہا جاسکتا بلکہ یہ معانیٔ قرآن سے پوری طرح دور رہے۔ بس یہی حال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کی تصویر کا بھی ہے کہ وہ آپ کی صفت اور جلال اور حسن خلقت سے دور کرتی ہے۔

EmaanLibrary.com

جو اپنے بولنے والے کو وہ کہتی ہیں مجھے معاف کرو۔

وهل افسد الدین الا الملوک واحبار سوء ورهبانها

اور دین کو بادشاہوں اور بڑے عالموں ہی نے خراب کیا ہے۔

اور لوگوں نے عالم کی لغزش کو کشتی کے ڈوبنے سے تشبیہ دی ہے۔ جس کے ڈوبنے سے کثیر مخلوق ڈوب جاتی ہے اور اسلام کو سب سے زیادہ جو چیز تباہ کرتی ہے وہ عالم کی لغزش اور منافق کا قرآن کے ساتھ بحث کرنا اور گمراہ ائمہ کا فیصلہ ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ آخری زمانہ میں لوگوں کو ان کی خواہشیں اس طرح سے چلائیں گی جسطرح کتا اپنے مالک کے ساتھ چلتا ہے۔ اور اسی قسم کی خواہشات میں سے وہ موضوع بھی ہے جس پر ہم اس وقت گفتگو کر رہے ہیں اور ہم غریب مسلمانوں کی طرف سے ان کے نبی علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں اس قسم کے واقعات کے وقوع کو بہت ہی بعید اور محال سمجھتے ہیں کیونکہ اللہ نے ان کے بارے میں فرمایا ہے۔

فالذین اٰمنوا به وعزروہ ونصروہ واتبعوا النور الذی انزل معه اولئک هم المفلحون

جو لوگ ان پر ایمان لائے اور ان کی حمایت کی اور مدد کی اور اس نور کی اتباع کی جو ان پر اتارا گیا ہے۔ یہی لوگ فلاح یاب ہیں۔

تمام علماء اسلام نے اس عمل کو برا سمجھا ہے اور اس پر پابندی لگانے اور اس کو روکنے کی تائید کی ہے اور بڑی سختی سے اس کو منع کیا ہے، اور اس خطرناک راستے پر چلنے سے نہایت شدت کے ساتھ منع کیا ہے جو اس پروگرام کی وجہ سے زبردست دینی خطرات کا باعث بنیں گی۔ علماء کا یہ کہنا ہے کہ ہم مسلمانوں نے اگر سستی سے کام لیا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک شخصیت کو سینمائی فلموں کے لئے تصویر لینے کا دروازہ کھولا تو پھر ہم آئندہ غیر مسلموں پر اس کو بند نہیں کر سکیں گے۔ اور اجنبی فلمی کمپنیاں دوسرے شہروں

EmaanLibrary.com

یں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی بابت کثرت سے فلمیں بنانے لگ جائیں گی اور یہ
رسول اللہ ؐ کی شخصیت کی تعظیم و تقدیس کا بھی لحاظ نہیں کریں گی بلکہ اپنے تجارتی ذوق اور پسند
ہی کے مطابق بنائیں گی۔ بلکہ یہودیوں کے اکسانے سے ان فلموں کو ان جھوٹے قصوں سے
اخذ کریں گی جن کو یہود و مشرکین اور دوسرے اعداء اسلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی پرائیویٹ اور سیاسی زندگی کی بابت گڑھ رکھا ہے اور مسلمانوں کے جذبات کے احترام
اور مسلم ممالک کے ساتھ اپنے تعلقات کی بہتری کی خاطر اجنبی حکومتیں کبھی بھی فلم
کمپنیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر فلم سازی کی اجازت نہیں دے سکتیں
لیکن جب خود ہم مسلمان ہی اس دروازہ کو کھولدیں گے تو پھر دوسری اجنبی سلطنتوں
سے یہ مطالبہ نہیں کر سکتے کہ وہ اپنے ملکوں میں ایسی فلمیں بنانے پر پابندی لگائیں۔ اس
طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جھوٹ اور بہتان کا سلسلہ چل پڑے گا اور ہمارے
لئے اس کی صحت اور عدم صحت کی بحث بیکار ہو جائے گی۔ ان من گھڑت حکایات اور
اسرائیلیات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بزرگی کی حفاظت کا ایک ہی راستہ ہے
کہ ہم مسلمان ہی اس فتنہ کا دروازہ اپنے اوپر بند کر لیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
شخصیت کے متعلق سینمائی فلم بنانے سے خود باز آجائیں تاکہ یہ چور دروازہ ہمیشہ کے لئے
بند ہو جائے۔ اگر ہم ایسا نہیں کریں گے تو یہ سلسلہ بڑے خطرناک فتنوں کی راہیں کھولدے گا
لہٰذا ہر مسلمان اور خصوصاً علماء کا فرض ہے کہ وہ کلمۂ حق ضرور بلند رکھیں اور بھلائی کا حکم
دیں اور برائی سے روکیں۔ اگر تم ایسا نہیں کروگے تو ملک میں بڑا فتنہ اور فساد ہوگا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں ہدایت عطا فرمائے اور ہمارے اعمال درست فرمادے
اور ہمیں برے اخلاق و اعمال سے اپنی پناہ میں رکھے۔ وصلی اللہ علی نبیہ محمد و علی آلہ
وصحبہ وسلم تسلیماً کثیراً۔

۱۲ر شعبان ۱۳۸۶ھ

EmaanLibrary.com

المُسكرات وَالخمُور

وَمَا يُترتبُ عليها مِنَ الأضرار وَالشرُورِ

شراب اور نشہ آور چیزوں کی حُرمت اور نقصانات

۷

EmaanLibrary.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کا شکر ہے جو اپنی اطاعت کرنے والوں اور متقی بندوں کو عزت دیتا ہے اور اپنی نافرمانی اور حکم عدولی کرنے والوں کو ذلیل کرتا ہے، جو اہل اطاعت کو اپنے پسندیدہ عمل کی توفیق دیتا ہے اور اہل معصیت کو ذلیل کر کے شیطان کو ان پر مسلط کرتا ہے۔ اور کفر و فسوق اور عصیان کو انکی نظر میں محبوب بناتا ہے اور ذکر اللہ سے انکو غافل کر دیتا ہے، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کے سوا کوئی رب نہیں، اور گواہی دیتا ہوں کہ بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے نبی اور رسول ہیں، اللہ نے انکو اپنی مخلوق میں سے چن لیا ہے اور اپنی نبوت اور رسالت کی تبلیغ کیلئے منتخب اور پسند کر لیا ہے ان کی طرف جو کچھ چاہا وحی کیا ہے۔ اے اللہ اپنے نبی اور رسول اور اُن کے آل و اصحاب پر درود بھیج اور جو لوگ ان کی سنت کو مضبوط پکڑیں اور انکے طریقہ پر چلیں ان پر رحمت نازل کر۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد معلوم ہو کہ اللہ کا ارشاد ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنَّمَا الۡخَمۡرُ وَالۡمَیۡسِرُ وَالۡاَنۡصَابُ وَالۡاَزۡلَامُ رِجۡسٌ مِّنۡ عَمَلِ الشَّیۡطٰنِ فَاجۡتَنِبُوۡهُ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ اِنَّمَا یُرِیۡدُ الشَّیۡطٰنُ اَنۡ یُّوۡقِعَ بَیۡنَكُمُ الۡعَدَاوَةَ وَالۡبَغۡضَآءَ فِی الۡخَمۡرِ وَالۡمَیۡسِرِ وَیَصُدَّكُمۡ عَنۡ ذِكۡرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلۡ اَنۡتُمۡ مُّنۡتَهُوۡنَ وَاَطِیۡعُوا اللّٰهَ وَ

(اے ایمان والو شراب اور جوا اور بت اور قرعہ کے تیر یہ سب گندی باتیں شیطانی کام ہیں ان سے بچو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ شیطان چاہتا ہے کہ تمہارے درمیان شراب اور جوے کے ذریعہ عداوت و بغض ڈالدے اور اللہ کے ذکر سے اور نماز سے تم کو روک دے۔ تو کیا تم باز آؤ گے۔ اور اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت

EmaanLibrary.com

اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ (المائدہ ۹۰)

کرو رسول کی اور احتیاط رکھو اگر تم اعتراض کروگے تو جان لو ہمارے رسول پر صاف صاف پہنچا دینا ہے۔

بعض سلف صالح کا قول ہے کہ جب اللہ کا ارشاد، یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کے ساتھ سنو تو اس پر پوری توجہ کرو کیونکہ اس خطاب کے ذریعہ کسی خیر کا تم کو حکم دیا جارہا ہے اور کسی شر سے روکا جا رہا ہے۔ مسلمان جب مدینہ منورہ ہجرت کرگئے اور ایمان اُنکے دلوں میں راسخ ہوگیا اور عمل کے لئے ان کے اعضاء و جوارح فرمانبردار ہوگئے تو اللہ نے ان کو "ایمان والوں" کے خطاب سے پکارا۔ اسی لئے یہ خطاب صرف مدنی سورتوں ہی میں پایا جاتا ہے۔ اور مذکورہ بالا آیتیں سورہ مائدہ کی ہیں جو قرآن میں اترنے والی سب سے آخری سورہ ہے لہٰذا اس کے حلال کو حلال سمجھو اور حرام کو حرام۔ اور شراب کی حرمت میں یہ آیت نص قطعی ہے، جو شخص شراب کے جواز کا قائل ہے وہ کافر ہے، اور اللہ تعالیٰ محرمات میں سے کسی چیز کو بھی حرام کرتا ہے جیسے سود، زنا، شراب خوری، تو ان میں سے سب کی مضرت واضح اور مفسدت راجح ہوتی ہے۔ اور واجبات میں سے کسی بھی چیز کو واجب کرتا ہے جیسے نماز، زکوٰۃ، روزہ تو اسکی مصلحت راجح اور منفعت واضح ہوتی ہے۔ اور اللہ نے شراب کو اس سے پیدا ہونے والے مختلف قسم کے نقصانات کی وجہ سے حرام قرار دیا ہے کیونکہ وہ ام الخبائث اور تمام گناہوں کا مرکز، برائیوں کی کنجی اور فجور کی داعی ہے، چھپے ہوئے راز کو کھولنے والی اور عمر کو گھٹانے والی ہے۔ جسم میں مختلف قسم کی مضرت رساں چیزیں پیدا کرتی ہے۔ دولت کا خاتمہ اور خاندانی نظام کو تہ و بالا کرتی ہے اور پینے والے کے اندر مختلف قسم کے جنون اور جہالت اور لاپروائی پیدا کرتی ہے۔

EmaanLibrary.com

آدمی بلند مرتبہ لوگوں کے ساتھ عزت و شرافت اور حسن خلق کے ساتھ گذارا کرتا ہے کہ اسے شراب کا چسکا لگتا ہے اور نشہ اس کے سر میں سرایت کر جاتا ہے۔ اسوقت وہ فضائل سے الگ ہوجاتا ہے اور بُری عادتیں اس کے اندر پیدا ہوجاتی ہیں اور اپنے اہل وعیال اور اقارب وپڑوسیوں سے بھی وحشت کرنے لگتا ہے، مصائب اس کو گھیر لیتے ہیں، خاص طور پر چہرے پر بدنمائی ظاہر ہوجاتی ہے اور گھر والوں پر اس کی وحشت طاری ہوجاتی ہے لوگ اس کے متوقع حملہ کے خوف سے ہر وقت ڈرتے رہتے ہیں کیونکہ اس نے اپنے اندر سے اس عقل کی نعمت کو دور کر دیا ہے جس سے اللہ نے اس کو عزت دی تھی اور اب وہ دیوانہ بن گیا ہے۔ اور تعجب ہے ایک صاحب عقل شخص جنون کو کیسے پسند کرتا ہے؟ اور شراب کی مذمت کے لئے یہی کافی ہے کہ قرآن نے اس کے دس اوصاف بتائے ہیں ان میں سے ہر ایک سے اپنے دین آبرو اور جسم کی حفاظت کے لئے دور رہنا چاہئے۔ قرآن نے شراب کو "رجس" کہا ہے رجس نجس وخبیث چیز کو کہتے ہیں جب جسم اس نجس اور خبیث چیز سے پرورش پائے گا تو نجس وخبیث ہی ہوگا، کیونکہ غذا اور غذا کھانے والے سب برابر ہی ہوتے ہیں اور ہم شرابی کو اس کے لڑکوں بیٹیوں سے بھی دور رکھتے ہیں کیونکہ وہ اس سے متأثر اور داغدار ہوتے ہیں اور بیماری وتکالیف اور جنون وغیرہ کے شکار ہوتے ہیں اس لئے کہ وہ نجس نطفہ سے بنے ہوتے ہیں، جو خبیث بیج کے مانند ہے۔ اور پاکیزہ زمین اپنی سبزیوں کو اذن الہی سے پیدا کرتی ہے اور جو خراب ہے وہ خراب ہی کو پیدا کرتی ہے۔

پھر قرآن نے دوسرا وصف یہ بتایا کہ شراب شیطانی عمل ہے لہٰذا وہی شخص اس کو پسند کرتا ہے اور اس کے پینے کا عادی ہوتا ہے جو شیطان ہی کی طرح شیطان ہوتا ہے۔ اللہ کا دوست نہیں ہوتا۔ اور یہ بات تمہارے لئے کافی ہے کہ شیطان جو بُرے تصرفات

EmaanLibrary.com

کرتا ہے وہ ہمیشہ فحش اور منکر کے لئے جدوجہد کرتا ہے۔

شراب کا تیسرا وصف قرآن کریم نے ان لفظوں میں بیان کیا ہے۔ فاجتنبوہ لعلکم تفلحون۔ شراب سے دوری کے لئے مبالغہ کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے یعنی حکم ہے کہ شراب سے پوری طرح دور رہو یعنی شراب ایک طرف اور تم ایک طرف رہو۔ "اجتنبوہ" کا لفظ ممانعت کے لئے دعوہ سے یا اترکوہ سے زیادہ سخت ہے تاکہ تم فلاح پاسکو۔ معلوم ہوا کہ آیت اشارہ کر رہی ہے کہ شرابی فلاح سے دور اور فساد اور گناہ میں غرق رہتا ہے۔" استحوذ علیھم الشیطان فانسھم ذکر اللہ اولئک حزب الشیطان" شیطان ان پر غالب آگیا اور ان کو یاد الٰہی سے بھلا دیا یہی شیطان کا گروہ ہے۔

شراب سے ممانعت کے لئے چوتھی بات اللہ نے یہ فرمائی۔" انما یرید الشیطن ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر" شیطان چاہتا ہے کہ شراب اور جوے کی وجہ سے تمہارے درمیان عداوت اور بغض پیدا کردے شراب کی عداوت معروف و محسوس چیز ہے وہ اس طرح کہ آدمی جب شراب پی کر بدمست ہوتا ہے تو اپنے اہل و عیال کے ساتھ ہذیان بکتا ہے ان کے ساتھ مارپیٹ اور گالی گلوج کرتا ہے اس لئے کہ اس نے قوت عمل کو اپنے پاس سے دور کر دیا ہے۔ جس سے اللہ نے اس کو عزت دی تھی۔

انصار کی ایک جماعت جاہلیت کے زمانہ میں شراب کی حرمت سے قبل ایک شراب خانہ میں بیٹھی ہوئی تھی۔ وہاں وہ خوب شراب پی کر بدمست ہوئے اور پھر ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہو کر مارپیٹ کرنے لگے۔ جب ہوش میں آئے اور نشہ دور ہو گیا تو ایک نے دوسرے کے بارے میں کہا کہ بخدا فلاں نے میرے ساتھ ایسا اسلئے

EmaanLibrary.com

کیا کہ اس کے دل میں پہلے ہی سے میرے خلاف کینہ تھا، پھر ان کے درمیان سالہا سال تک کے لئے جنگ کی آگ بھڑک اٹھی یہاں تک کہ اللہ نے اس کو اسلام اور بعثت محمد صلی اللہ علیہ کے ذریعہ بجھا دیا اور یہ آیت نازل فرمائی "واذکروا نعمة اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمته اخوانا" یاد کرو کہ تم دشمن تھے اللہ نے تمھارے دلوں کو جوڑ دیا اور تم اللہ کی نعمت سے بھائی بھائی ہو گئے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُشج عبد القیس سے فرمایا کہ بتاؤ یہ کیسا زخم ہے جو میں تمھارے چہرے پر دیکھ رہا ہوں اس نے کہا یا رسول اللہ! میری قوم کے ایک شخص نے شراب پیا اور نشہ میں ہوا اور اونٹ کی ایک ڈاڑھ سے مجھکو مار کر زخمی کر دیا۔ توآپ نے فرمایا بیشک اللہ شراب کو ہلاک کرے جو شرابی کیسا تھ ایسا ہی کرتی ہے۔ اور ابن رجب نے لطائف کے اندر ذکر کیا ہے کہ ایک شخص شراب پیا کرتا تھا اور اس کی ماں اس کو پینے سے منع کرتی تھی ایک دن وہ تنور گرم کر کے بیٹھی ہوئی تھی کہ اسکا بیٹا شراب کے نشہ میں مست ہو کر آیا اور اپنی ماں کو تنور میں اُٹھا کر پھینک دیا اور وہ جل گئی۔

یہ تو شراب کی عداوت کا ذکر تھا۔ رہی جوے کی عداوت تو جواڑی جب اپنے ساتھی پر غالب آجاتا ہے اور اس کا مال غبن کر لیتا ہے تو وہ اس کی عداوت اور بغض کو اس مال کے چھن جانے کی وجہ سے جو اس کے نزدیک اس کے گھر کی بنیاد اور خلاصہ ہوتا ہے، اس کی عداوت کو دل میں چھپا لیتا ہے، اور یہ عداوت اس لئے بھی ہوتی ہے کہ یہ باطل کے ذریعہ اس کا مال کھا رہا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی زبان سے ہر اس عمل سے منع فرمایا ہے۔ جو مسلمانوں میں عداوت اور بغض کا سبب بنے۔

اور اللہ کا فرمان "ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوٰۃ" یعنی شراب ذکر اللہ اور نماز سے روکتی ہے۔ یہ ایک حقیقی اور تجربہ سے جانچی ہوئی بات ہے کہ شراب اللہ کی یاد

EmaanLibrary.com

اور نماز سے روکتی ہے۔ اسی لئے کہ تم شرابی اور جواڑی کو بہت کم مسجد میں پاؤ گے کیونکہ وہ اپنے حال میں غافل اور بے سدھ رہتے ہیں. شیطان ان پر قابض ہو کر اللہ کی یاد سے ان کو غافل کر دیتاہے۔ اور ظاہر ہے کہ اگر وہ نماز کے پابند ہوتے تو نماز اُن کو اِن بُری باتوں کے کرنے سے ضرور روک دیتی. کیونکہ نماز فحش ومنکر سے روکتی ہے۔ اور اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے۔

نیز فرمایا۔ وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَاعْلَمُوْآ اَنَّمَا عَلٰی رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنَ۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور ہوشیار ہو جاؤ کہ اگر تم اس حکم سے پھرے تو ہمارے رسول پر کھول کر پہنچا دینا ہی کافی ہو۔ ان آیات سے بڑھ کر زجر و توبیخ کیا ہوسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ اس کی اور اس کے رسول کی اطاعت کریں۔ اور ان کو سختی سے منع کیا کہ محرمات کا ارتکاب اور اس کی اطاعت ترک کر کے حکم الٰہی کی اطاعت کریں اور یہ آیت شراب نوشی کی حرمت کی تاکید کے سلسلے میں ہے، کیونکہ شراب ہر برائی کی کنجی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب ان سخت مہلک جرائم سے ممانعت کا ذکر فرمایا تو اس کے بعد فرمایا: فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ۔ یعنی کیا تم اس سے باز آتے ہو. تو جو شخص سُن کر باز آیا اس نے اچھا کیا۔ اور اسی لئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شراب کی نفرت و کراہت کے جذبے کے تحت اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت پر لبیک کہتے ہوئے فرمایا، "ہم باز آئے، ہم باز آئے" نیز یہ بت پرستی اور جوئے کے ہم پلہ ہے۔

انصار کی ایک جماعت شراب کی حرمت سے قبل ابوطلحہ کے گھر میں شراب پینے کی نیت سے جمع تھی۔ باہر انھوں نے شور سُنا۔ ابوطلحہ نے انس ابن مالک سے کہا دیکھو کیسا شور ہے۔ وہ نکلے اور آکر کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منادی ہے جو اعلان کر رہا ہے کہ شراب حرام کر دی گئی۔ اس وقت پیالے لوگوں کے ہاتھوں میں تھے، سنتے ہی پیالے دیواروں پر پھینک کر توڑنے لگے اور ساتھ ساتھ کہتے جاتے تھے اللہ اور اس کے رسول کے لئے سمع و طاعت

EmaanLibrary.com

ہم پر فرض ہے۔ پھر وہ لوگ بازار میں نکلے اور جہاں جہاں شراب کے مٹکے تھے انھیں وہ ہتھوڑیوں سے توڑتے جاتے تھے یہاں تک کہ شراب کی نالیاں بہنے لگیں۔ کچھ لوگ کہتے تھے کہ آج سے قبل ہم اس شراب کی بڑی عزت کرتے تھے، اور جب اللہ نے اسے حرام کردی تو اس کی خرید و فروخت اور ہر چیز کو بھی حرام کر دیا جو اس کے پینے کا باعث بنے اور ابو طلحہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کچھ یتیم انکی پرورش میں ہیں جنکی ملکیت میں شراب ہے کیا وہ اس کو سرکہ بنا دیں آپ نے اس سے منع فرمایا۔ اور اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب پر لعنت فرمائی اور اس کے کشید کرنیوالے پر، بنوانے والے پر پلانے والے پر اور پینے والے پر اور اس کے بیچنے والے پر اور اس کے خریدنے والے پر، اس کے اٹھانے والے پر، جس کے پاس اٹھا کر لیجائی جائے اس پر، ان سب پر یکساں لعنت ہے کیونکہ یہ لوگ اس حرام و بیہودہ کام میں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔ شراب کی قباحت کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہمارے لئے کافی ہے" لا یشرب الخمر حین یشربھا وھو مومن"۔ (بخاری و مسلم) شرابی شراب پینے کے وقت مومن نہیں ہوتا۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ جس کو شراب پینے کی عادت پڑ جائے اور اس کی محبت جاگزیں ہو جائے تو پھر اس کو چھوڑنا یا اس سے توبہ کرنا بہت مشکل ہے۔ اس لئے جب بھی اس کے سر میں درد ہوگا تو وہ شراب پی لے گا۔ جیسا کہ کہا گیا کہ میرا علاج اس چیز سے کرو جو میرے لئے بیماری ہے۔ لیکن ہم اس بات اور عقیدہ کو صحیح نہیں مانتے کیونکہ تجربہ اور مشاہدہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ عمل اس کے خلاف ہے اس لئے کہ نفس کا کام صاحب نفس ہی کرتا ہے لہٰذا مضبوط ارادہ اور سچا عزم ہو تو شراب نوشی ترک کرنا اور اس سے توبہ کرنا بہت آسان ہے کیا تم نے صحابہ کرامؓ کو نہیں دیکھا کہ جاہلیت کے زمانے میں بچپنے سے بڑھاپے تک کسطرح وہ شراب کی محبت میں پروان چڑھے تھے لیکن اسلام لانے اور ان کے دلوں میں اسکے

EmaanLibrary.com

راسخ ہو جانے کے بعد وہ اس سے تائب بھی ہو گئے اور اسکو ترک بھی کر دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ راسخ ایمان بندگی کرنے کے لئے بھی سب سے مؤثر طاقت ہے۔ اور منکرات کے ارتکاب سے رکنے کیلئے بھی موثر طاقت ہے، اور قابل تعریف صبر وہی ہے جو اللہ کی اطاعت پر جما دے اور اس کی حرام کردہ چیزوں سے روک دے۔ یہی نہیں بلکہ صحابہ تو ان شہیدوں پر بھی افسوس کرتے تھے جو شراب کی حرمت سے قبل شراب پیتے ہوئے شہید ہوئے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی بابت فرمایا۔" لیس علی الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات جناح فیما طعموا اذا ما اتقوا وامنوا وعملوا الصالحات"۔ اس لئے کہ قوانین تو اعلان کے بعد ہی لاگو ہوتے ہیں ان صحابہ کرام کے لئے مشروب کا چھوڑنا مشکل نہیں ہوا کیونکہ ایمان منکرات کے ارتکاب اور نشہ آور چیزوں کے استعمال سے رکاوٹ کے لئے سب سے بڑی طاقت ہے۔ ۵

ولن ترجع الانفس عن غیھا   ما لم یکن منھا لھا زاجر

نفس اپنی گمراہی سے اسوقت تک باز نہیں آ سکتا   جبتک کہ اس سے اس کو کوئی روکنے والا نہ ہو

اور اللہ تعالیٰ نے نفس اور شہوت اور ہویٰ کو مغلوب کرنے کے لئے روزہ کو مشروع قرار دیا اور روزہ دار پر کھانے، پینے، جماع، شراب وسگریٹ وغیرہ خواہشات حرام کر دی ہیں اور روزہ دار اُن پر صبر کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر مسلمان کو اس بات کے لئے مارا پیٹا جائے کہ رمضان کے دن میں وہ افطار کو مباح کرے تو وہ ہرگز نہیں کرے گا۔ اس لئے کہ مومن اپنے نفس پر تقویٰ کی لگام لگائے رکھتا ہے اور گمراہی ہلاکت کے مواقعات سے اس کو روکتا ہے۔ یہاں تک کہ نفس اللہ کی اطاعت اور اس کی حرام کی ہوئی چیزوں سے رک جانے پر صبر کا خوگر اور عادی ہو جاتا ہے، اور نفس اپنے مالک کے تابع ہوتا ہے۔ اگر مالک اس کو مختلف خواہشات کا لالچ دلائے اور حرام چیزوں کے کھانے اور پینے کے لئے لگام ڈھیلی کر دے تو نفس حریص اور خواہشمند بن جاتا ہے۔

EmaanLibrary.com

لیکن اگر اس کو تقویٰ کی لگام سے باندھے رہے اور ہلاکت اور گمراہی کے گھاٹ سے اس کو روک کر رکھے تو وہ تسلی کرتا ہے اور اپنے مالک کا فرمانبردار ہو جاتا ہے ؎

وما النفس الاحیث یجعلها الفتی — فان اطمعت تاقت والا تسلت

اور نفس کو جہاں آدمی رکھیگا وہیں رہیگا اگر اسکو لالچ دلائیگا تو شوق کرے گا نہیں تو تسلی کریگا

قد افلح من زکاها وقد خاب من دسّٰها۔

کامیاب ہوا وہ جس نے نفس کو صاف کیا اور ناکام ہوا وہ جس نے اسکو خراب کیا۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اس کو عقل دے کر سب حیوانوں پر فضیلت بخشی اور اس کے اندر کان، آنکھ کو جوڑ دیا تاکہ اس سے اس کی صلاحیت پوری ہو جائے اور وہ اپنے منافع کو حاصل کر سکے اور نقصانات سے دور رہ سکے۔ لیکن جب وہ نشہ آور چیزوں کے نقصانات میں اس بناء پر مبتلا ہو جائے کہ جان بوجھ کر اس کی شہوت اس کی عقل پر غالب آگئی تھی۔ تو معلوم ہوا کہ وہ عقل صحیح کا مالک ہی نہیں ہے۔ اور اس نے اندھے پن کو ہدایت پر ترجیح دی ہے اور عقل کو عقل اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کو سمجھتا ہے یا اس لئے کہ وہ صاحب عقل کو فرائض اور فضائل کا پابند کرتی ہے اور بُرے اخلاق اور کمینہ پن سے باز رکھتی ہے، جیسا کہ کہا گیا ہے۔

والعقل فی معنی العقال و لفظه — فالخیر یعقل والسفاه یحله

اور عقل عقال کے معنی میں ہے یعنی خیر اسکو بند کرتا ہے اور کمینہ پن اسکو کھولدیتا ہے

یعنی عقل عقلمند کو بھلائی کے کرنے اور بُرائی سے رکنے پر پابند کرتی ہے اور بیوقوفی اس بندھن کو کھول دیتی ہے۔ اور بیوقوف کو طرح طرح کی گمراہی، جہالت اور شراب خوری وغیرہ کی بُرائیوں میں بھٹکتا چھوڑ دیتی ہے۔

ومن یرد اللہ فتنته فلن تملك له — اور اللہ جس کو فتنہ میں مبتلا کرنا چاہے تو وہ

EmaanLibrary.com

من الله شیئا" اللہ کے مقابلہ میں کچھ نہیں کر سکے گا۔

قبحاً لها تیك العقول فانها عقال علی اصحابها و عقاب

بڑی قباحت ہے ان عقلوں کے لئے جو اپنے مالک پر بندھن اور عذاب ہیں

اور سگریٹ نوشی سے بچنے کے لئے بھی ایسا ہی کیا جاتا ہے جو جسم کے لئے بہت ہی نقصان دہ ہے اور سگریٹ تمباکو کا نام ہے خواہ وہ سگریٹ کی شکل میں ہو یا حقے کی، اور دنیا بھر کے بڑے بڑے اطباء نہایت سختی کے ساتھ سگریٹ نوشی سے منع کرتے ہیں، کیونکہ وہ اس کے نقصانات کو اچھی طرح جانتے ہیں، تمباکو نوشی صحت کو بیکار کر دیتی ہے اور بیشمار قسم کی بیماریوں کو جنم دیتی ہے انھیں وجوہات کیوجہ سے اکثر علماء نے اس کو حرام قرار دیا ہے۔ لہذا ہر عقلمند کا فرض ہے کہ خود کو تمباکو نوشی سے بچائے اور اگر وہ اسمیں مبتلا ہو تو اس سے توبہ کرے تاکہ اس کی صحت محفوظ رہے اور اس کے بال بچے بھی اس سے بچیں۔ کیونکہ وہ لوگ اسی کے طور طریقہ پر چلیں گے اور اس کی سیرت کی اقتداء کریں گے۔ اور اس زمانہ میں طب جدید نے بھی اس کے نقصانات اور بُرے نتائج کی تحقیق کی ہے کہ وہ پینے والوں کو بہت جلد خراب کر دیتی ہے۔ اور کچھ اطباء نے تو اسے سانپ سے تشبیہ دیا ہے جو آدمی کے جسم سے لپٹا ہوا ہو۔ ۵

مفتر الجسم لا نفع به ابدا بل یورث الفقر والاسقام فی البدن

تمباکو نوشی جسم کو سُست کرتی ہے اسکا قطعاً کوئی فائدہ نہیں۔ بلکہ فقر اور جسم میں بیماریوں کو پیدا کرتی ہے۔

تبا لشاربه کیف المقام علی مارجیه شبه السرجین من عطن

اس کا پینے والا ہلاک ہو وہ کس طرح اس بدبو کو برداشت کرتا ہے جو بالکل گوبر کی طرح ہے

ولا یغرنك من فی الناس یشربه الناس فی غفلة عن واضح السنن

جو لوگ اس کو پیتے ہیں اُن سے دھوکہ مت کھاؤ اسلئے کہ وہ لوگ واضح حدیثوں سے غافل ہیں

EmaanLibrary.com

یقضی علی المرء فی ایام محنتہ حتی یری حسنا ما لیس بالحسن

یہ مشکلات کے دنوں میں آدمی کے خلاف فیصلہ کرتی ہے یہاں تک کہ وہ اس چیز کو بھی اچھا سمجھنے لگتا ہے جو اچھی نہیں ہے۔

صحت اور زندگی کے مصنف ڈاکٹر آئی. ایس سلمون نے کہا کہ لوگ مختلف علاقوں میں دو بری عادتوں کے غلام بن گئے ہیں جو تنفس کے نظام کو بری طرح خراب کئے ہوئے ہیں۔ اور وہ دونوں تمباکو نوشی اور روحی مشروبات اور نشہ آور چیزوں کا استعمال ہے۔ اور تمباکو کا دھواں تنفس کے نظام میں سے ہر عضو کو تکلیف پہنچاتا ہے اور سانس لینے کی نالیوں میں جلن پیدا کرتا ہے اور خاص طور پر ناک، حلق اور ہوا کی نالیوں میں جس سے کھانسی پیدا ہوتی ہے اور دونوں پھیپھڑوں کے پردوں کو بری طرح پھاڑ ڈالتی ہے۔ اس طرح کہ وہ اُن میں تپ دق اور مہلک امراض پیدا کرتی ہے جن کی ہلاکت کا دور کرنا مشکل ہے اور اطباء جانتے ہیں کہ جو لوگ شراب اور تمباکو پیتے ہیں وہ پھیپھڑوں کے التہاب کو آسانی سے پیدا ہونے کا موقع دیتے ہیں اور ان امراض سے شفا پانا سخت مشکل ہے اور یہ کھلی ہوئی یقینی دلیل ہے اس نقصان پر جس کا سبب شراب اور تمباکو نوشی ہے اور کاش کہ شراب اور تمباکو کے نقصانات صرف پھیپھڑوں ہی تک رہتے لیکن وہ تو ان سے بڑھ کر جسم کے تمام اعضاء تک پہنچ جاتے ہیں۔

آجکل نصاریٰ نے شراب اور تمباکو نوشی کے خلاف سخت عداوت اور جنگ شروع کر رکھی ہے اور وہ ان نقصانات کو مسلسل نشر کر رہے ہیں جو ان سے پیدا ہوتے ہیں جن سے بچنا اور نفرت کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ انھوں نے بڑی سختی سے شراب یا تمباکو نوشی کے متعلق تمام پروپیگنڈوں کو روک دیا ہے۔ نہ وہ تختوں پر لکھنے دیتے نہ ٹیلیویژن اور سینما میں۔ اسی کے ساتھ انھوں نے سگریٹ بنانے والی تمام کمپنیوں کے لئے بھی ضروری کر دیا ہے

EmaanLibrary.com

کہ وہ سگریٹ کی ہر ڈبیہ پر یہ عبارت لکھے "سگریٹ پینا چھوڑ دو۔ کیونکہ وہ تمہاری صحت کیلئے مضر ہے۔" اور جن پر نہیں لکھا جاتا وہ روک دئے جاتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ سگریٹ انکے یہاں بہت کم ہو گئی ہے کیونکہ پرہیز علاج سے بہتر ہے۔

جب تمباکو نوشی اس کے نقصانات اور بُرے انجام کا حال یہ ہے تو وزارۃ التربیۃ والتعلیم و رعایۃ الشباب کے لئے ضروری ہے کہ وہ مدارس میں ہر ایک کے لئے سگریٹ نوشی کی ممانعت کا حکم نافذ کر دیں۔ ایسا مدارس کے احترام کے لئے کیا جائے جیسا کہ لوگ عام طور پر مساجد میں سگریٹ نہ پی کر ان کا احترام کرتے ہیں اور اس لئے بھی کہ اس طرح سگریٹ نوشی کم اور ختم ہو جائے۔ اور مدارس کے قیام کی غرض ہی یہ ہے کہ نوجوانوں کو ان چیزوں کی تعلیم دی جائے جو اُن کے لئے مفید ہو اور ان چیزوں سے روکا جائے جو ان کے لئے مضر ہوں اور سگریٹ نوشی بھی انھیں میں سے ہے۔

خاص طور پر اساتذہ کے لئے تو بہت ضروری ہے کیونکہ جب وہ طلبہ کے سامنے سگریٹ پیئں گے تو ان کی طرف سے اس کے جواز کی تعلیم ہو گی اور اس کے ارتکاب کا کھلا ہوا پروپیگنڈہ ہو گا۔ کیونکہ عملاً تعلیم زبانی پروپیگنڈہ کے مقابلہ میں زیادہ مؤثر ہوتا ہے۔ اور استاد اپنے شاگردوں کے لئے پیشوا ہوتے ہیں اور طلبہ کا ان پر اعتماد ان کے قول و عمل سے متاثر ہونے کا بڑا سبب ہے۔ اس لئے کہ تلامذہ کا تعلق اساتذہ کے ساتھ ایسا ہی ہے جیسا جسم کے تمام اعضاء کا زبان کے ساتھ۔ زبان کے بارے میں سب اعضاء کہتے ہیں کہ ہمارے بارے میں اللہ سے ڈر اگر تو سیدھی رہی تو ہم بھی سیدھے رہیں گے اگر تو ٹیڑھی ہو گئی تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔ وہ مشروبات جو مباح اور مفید ہیں اور جسم اور عقل کی صحت کو بڑھاتے ہیں۔ وہ ان خبیث مشروبات سے آدمی کو بے نیاز کر دیتے ہیں جن کا ضرر ان کے نفع سے بڑھا ہوا ہے۔ لیکن جیسا کہ کہا گیا کہ کسی چیز کی محبت آدمی کو اندھا اور بہرہ کر دیتی ہے۔ لہذا

EmaanLibrary.com

اس کا پرستار نہ اس کے خلاف کچھ سنتا اور نہ دوسروں کے لئے اس کی تکلیف وایذاء کا خیال کرتا اور جہنم خواہشات سے گھیر دی گئی ہے ؎

والنفس کالطفل ان تترکہ شب علی حب الرضاع وان تفطمہ ینفطم

اور نفس بچے کی طرح ہے اگر تم اسکو چھوڑ دوگے تو دودھ پینے کی محبت پر وہ مستعد رہے گا۔ اگر چھڑادوگے تو چھوڑ دے گا۔

کیا تمھیں معلوم ہے کہ کتاب وسنت کے ذریعہ کونسی شراب حرام کی گئی ہے یہ ہر وہ چیز ہے جس کی بڑی مقدار اگر نشہ آور ہے تو تھوڑی مقدار بھی حرام ہے۔ اور شراب چاہے جس چیز کی ہو جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جس چیز کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کو منھ بھر کے پینا بھی حرام ہے۔ یہی وہ شرعی معیار ہے جس سے حرام شراب کو پہچانا جاتا ہے۔ اس لئے کہ شراب تو چھوہارے کی بھی بنتی ہے اور انگور کی بھی اور جو اور چاول کی بھی۔ اور نئے نئے مشروبات سے بھی بنائی جاتی ہے جس کا لوگ کوئی نام نہیں رکھتے۔ لہذا تم یہ نہ بھولنا کہ جو چیز بھی بڑی مقدار میں نشہ آور ہو اسکی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے چاہے وہ شراب کسی چیز کی ہو۔ یہاں تک کہ اگر کسی چشمہ کا پانی بھی پینے سے نشہ پیدا کرتا ہو تو اسی شرعی میزان کا اعتبار کرکے ہم اس کو حرام شراب کا حکم دیں گے۔

جس چیز کو لوگ بیئر کہتے ہیں جسمیں الکوحل نہیں ہوتی وہ بھی یقیناً شراب ہے۔ کیونکہ حرام شراب کے تمام اوصاف اس پر چسپاں ہوتے ہیں۔ چنانچہ جانچ اور تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ اس کے دو گلاس پینے سے نشہ ہوتا ہے، اور یہ ایک صحیح ثابت شدہ حقیقت ہے۔ اور بیئر کی بوتل پر یہ لکھنا کہ "بیئر بغیر الکوحل" ہے۔ عوام میں اس کو رواج دینے کے لئے ایک فریب ودھوکہ ہے، ورنہ اس میں نشہ آور الکوحل ضرور ملی رہتی ہے۔ جو قطعاً حرام ہے اور وہ بالکل شراب کے حکم میں ہے، یہی حکم تریاق، حشیش، اور دوسرے نشہ آور

EmaanLibrary.com

نئے مشروبات کا بھی ہے ان تمام مشروبات میں ہم کو اس شرعی میزان کو یاد رکھنا چاہئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد[1] ہے، مَا اَسْکَرَ کَثِیْرُہٗ فَقَلِیْلُہٗ حَرَامٌ وَھُوَ خَمْرٌ مِنْ اَیِّ شَیْءٍ کَانَ ،، جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ آور ہو اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے اور اس نشہ آور چیز کا حکم شراب کا ہے چاہے جس چیز سے بنی ہو،

شراب اس لئے حرام کی گئی کہ اس سے مختلف قسم کے نقصانات پیدا ہوتے ہیں، اسکا نقصان روح ، عقل ، جسم نسل اور مال و صحت اور سوسائٹی سب پر پڑتا ہے، اس سے عمر گھٹتی ہے اور وہ اسرار کا پردہ فاش کرتی ہے اور اس سے مختلف قسم کے نقصانات اور بیماریاں پیدا ہوتی ہیں اور عقل کو اس کے اصلی مقام سے ہٹا کر ظلم و سرکشی کی طرف لیجاتی ہے اور تکبر اور فسق و عصیان کی انتہا تک پہونچا دیتی ہے، اس طرح کہ ایک گرے پڑے معمولی آدمی کو دیکھکر ایسا لگتا ہے کہ وہ بڑا زبردست حاکم و فرمانبردار بن گیا ہے، جیسا کہ کسی نے کہا ہے ؎

فنشربها وتترکنا ملوکا   واسدا لاینهنهما اللقاء

جب ہم پی لیتے ہیں تو تم ہمکو اس حالت میں چھوڑتے ہو کہ ہم بادشاہ اور شیر ہیں جس سے ملاقات کی ہمت نہیں کیجا سکتی

اس کے بعد شرابی انھیں خیالات میں مست ہو کر گھر لوٹتا ہے اور اپنے اہل و عیال اور عوام الناس کو مارتا پیٹتا اور ان کے ساتھ بدسلوکی کرتا ہے اسطرح اسکا خوف اور وحشت گھر والوں پر بیٹھ جاتی ہے۔ لوگ اس کے دبدبہ سے ڈرنے لگتے ہیں کیونکہ اس نے اس عقل کی نعمت کو

---

[1] مسلم نے حضرت جابرؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس چیز کی بڑی مقدار نشہ آور ہو اسکی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے، اور بخاری و مسلم نے حضرت عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ اللہ نے شراب کی حرمت نازل فرمائی اور وہ پانچ چیزوں سے بنتی ہے۔ انگور، کھجور، شہد، جو اور گیہوں سے اور شراب ہر وہ چیز ہے جو عقل کو مخمور کر دے۔

EmaanLibrary.com

ختم کر ڈالا ہے جس سے اللہ نے اس کو عزت دی تھی اور خود کو پاگلوں میں شامل کر لیا ہے۔ تعجب ہے کہ ایک عقلمند پاگل پن کو کیسے پسند کرتا ہے، اگر وہ نشہ کی حالت میں گاڑی چلاتا ہے تو اس سے تکلیف اور دعت جنگ و جدال کا ظہور ہوتا ہے۔ یہی اسباب ہیں جنکی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غصہ شراب پر بھڑکا آپ نے فرمایا۔

"اللہ تعالیٰ لعنت فرمائے شراب پر، اس کے پینے والے پر، پلانے والے پر اور بیچنے والے پر اور خریدنے والے پر، کشید کرنے والے پر، کرانے والے پر، اٹھانے والے پر، جسکی طرف اٹھایا گیا اس پر" یہ سب لوگ لعنت میں گرفتار ہیں۔

نیز آپ نے فرمایا۔

جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اس دستر خوان پر نہ بیٹھے جس پر شراب کا جام گردش میں ہو۔ (طبرانی)

نیز فرمایا:۔

آخر زمانہ میں لوگ شراب پئیں گے اور اس کا نام دوسرا رکھیں گے۔"
لیکن نام اشیاء کی حقیقت نہیں بدل سکتے۔

نیز فرمایا:۔

اس امت کے کچھ لوگ لہو و لعب اور شراب نوشی میں رات گذاریں گے صبح اٹھیں گے تو مسخ ہو کر بندر اور سور بن جائیں گے۔ (احمد و بیہقی)

اور یہ مسخ صوری ہوگا، یعنی بندر اور سور کے اخلاق میں تبدیل ہو جائیں گے، ایک دوسرے پر سوار ہوگا۔ اور ان سے مروت، غیرت، حیاء، اور عفت اور حسن خلق ختم ہو جائے گا اور اس مسخ کا نشان ان کی پیشانی اور اخلاق پر ظاہر ہوگا، صاحب نظر لوگ اس کو پہچان لیں گے، کبھی یہ مسخ حقیقتاً بھی ہوگا۔ جیسا کہ ان سے پہلے والوں کے ساتھ ہو چکا ہے

EmaanLibrary.com

اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کیا شراب دوا ہو سکتی ہے؟ آپ نے فرمایا۔ "وہ دوا نہیں بیماری ہے۔" (ابوداؤد و مسلم)

کتنے تعجب کی بات ہے شراب میں اتنی مصیبتیں اور نقصانات ہیں پھر بھی اس کی محبت اندھا اور بہرا بنا دیتی ہے۔ اور اس کا چاہنے والا اس کے نقصانات کو محسوس نہیں کرتا نہ اس کے ذریعہ دوسروں کو پہنچنے والی تکالیف کا خیال کرتا ہے۔ ~

سکران سکر ھوی وسکر مدامۃ فمتی افاقۃ من بہ سکران

بدمست خواہشات سے بدہوش ہے وسدا پینے کا بدمست ہے، اس کو کب افاقہ ہو سکتا ہے جو ہمیشہ نشہ میں رہتا ہو ورنہ اس کا نقصان تو روح اور جسم مال اور اولاد عزت وآبرو سب کو پہنچتا ہے۔ کتنی نعمتیں برباد کیں اور کتنی سزائیں جھیلیں اور کتنے گھر ویران کئے اور کتنے تجار کو فقیر بنایا، اور کتنی صحیح عقل، عدل اور حسن تدبیر اور کمال فکر سے جہالت اور خیال اور بڑے فسادات کی طرف منتقل ہوئیں۔ انھیں اسباب کی بنا پر بہت سے مشرکین عرب نے جاہلیت میں شراب اپنے اوپر حرام کرلی تھی، اسلام کے حرام کرنے سے پہلے ہی ان میں سے ایک کا کہنا ہے کہ میں کس طرح وہ شراب پیوں جو میری عقل کو ضائع کرتا ہے اور مجھ کو پاگل کرتا ہے۔ یہاں تک کہ نصاریٰ ہی بھی اپنے کفر او رضلالت کے باوجود اجتماعات پر اجتماعات منعقد کر رہے ہیں کہ نشہ آور چیزوں کو حرام کرنے پر بحث کی جائے۔ جب انھوں نے لڑکیوں اور لڑکوں کے اخلاق کی تباہی اور شراب کے ہاتھوں گھروں اور خاندانوں کی ویرانی کا مشاہدہ کیا۔ لیکن وہ اس کے رد کرنے میں کامیاب نہیں ہوئے۔ کیونکہ ان کی تربیت ہی شراب کی محبت کے ماحول میں ہوئی ہے اگرچہ وہ مکمل شراب بندی میں کامیاب تو نہیں ہو سکے لیکن وہ اس کو کم سے کم مقدار میں پینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ ایک گلاس جس کو ان میں سے کوئی پیتا ہے تو اس کو انگوٹھے کی ایک انگلی کے برابر ہی سمجھتا ہے، اور کتنے تو ایسے ہیں جنھوں نے اس سے مکمل توبہ کرلی۔

EmaanLibrary.com

اور بہت سے ڈاکٹروں نے شراب کے نقصانات پر لکھا ہے۔ قانونی عدالتیں، حوادث وجرائم اور شراب سے پیدا ہونے والی برائیوں اور خبروں سے بھری پڑی ہیں اور شراب رشتہ داری اور زوجیت کی محبت کے خاتمہ کا بھی بڑا سبب ہے۔ علماء اور امراء اور وزراء اور مجالس شوریٰ کا فرض تھا کہ وہ اپنے دین اور وطن کی سرحدوں کے محافظ بن جاتے اس کی حفاظت کرتے کہ اس میں فساد اور اخلاق کو تباہ کرنے والی چیزیں داخل نہ ہونے پائیں اور خاص طور پر عورتوں اور بچوں کے لئے۔ اور جب ان لوگوں نے اپنے فرض کی ادائیگی میں کمی کی اور اپنے وطن کی حفاظت کو چھوڑ دیا اور شرابوں کو شرابیوں، اور دکانوں تک بیچنے کی چھٹی دے دی۔ اس طرح شراب ہر چھوٹے بڑے کے ہاتھ میں ملنے لگی۔ اس وقت انھوں نے اس کو الوداع کہا اور وہ سمجھتے تھے کہ وہ سب کے سب اس کے جرم اور گناہ میں غرق ہو جائیں گے اور زندگی بھر اس کی بیماریوں اور نقصانات کے غلام رہیں گے۔ پھر ایک دوسرے کی پیشوائی بھی کرے گا، یہاں تک کہ سب کے سب اسی میں ڈوب جائیں گے۔ اور ڈھکیلنا اُٹھانے سے آسان ہے۔ اور اس سے بچنے کی تم میں طاقت نہیں، اور اگر اللہ ایک دوسرے کو دفع نہ کرتا رہے تو زمین فساد سے بھر جائے۔" اور اللہ تعالیٰ نے شراب نوشی کی سزا کوڑا مارنا اپنے نبی پر مشروع فرمایا تاکہ اس، حد کا اجراء شراب نوشی جیسے جرم سے باز رہنے کا مؤثر ذریعہ ثابت ہو، کیوں کہ اس قسم ا کے تمام جرائم کے خلاف جنگ کر کے ان کو مٹانا اور سوسائٹی کو ان سے پاک کرنا اسلام کا بنیادی مقصد ہے اور اسی لئے اللہ نے خون کی حفاظت کے لئے قصاص، اور نسب وآبرو کی حفاظت کیلئے زنا کی سزا (رجم) اور مال کی حفاظت کیلئے چور کا ہاتھ کاٹنا مشروع فرمایا ہے، تاکہ امن قائم رہے اور ظلم و زیادتی کا دروازہ بند ہو جائے، اور شراب خوری کی سزا کوڑے مارنا اس لئے مشروع فرمایا تاکہ عقل و روح اور جسم و سوسائٹی سب کی

EmaanLibrary.com

حفاظت ہو سکے۔ اس بارے میں اللہ کا ارشاد ہے:

وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِيْنِ اللّٰهِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ۔ (النور ۲)

یعنی اور نہ پکڑے تم کو ان کے سبب نرمی اللہ کے دین کے بارے میں اگر تم اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو۔

اور زنا کی حد کے بارے میں فرمایا۔

وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ (النور ۲)

اور ان کی سزا کی جگہ مومنوں کے ایک گروہ کو حاضر رہنا چاہیئے۔

اور کوڑے مارنے کے بجائے جیل کی سزا دینا یا قید کی مدت کو بڑھا دینا اور حد جاری کرنے کے بجائے مالی جرمانہ کرنا سزا کا بدل نہیں ہو سکتا، اس لئے کہ کوڑا مارنا جرم کا حقیقی کفارہ ہے جس سے مجرم کو جرم کے دوبارہ ارتکاب کی ہمت نہیں ہوتی اور عوام الناس بھی اس سے خوفزدہ ہوتے ہیں۔ نیز جیل کی سزا سے مجرم کے معصوم، بے گناہ اہل و عیال کو نقصان پہونچتا ہے، لیکن کوڑا مارنے کی سزا صرف مجرم کی حد تک محدود رہتی ہے۔ اور اس لئے بھی کہ کوڑا مارنے میں مجرم کی رسوائی بھی ہے اور جو اپنی عزت نہیں کرتا اسکی عزت نہیں کرنی چاہیئے اور جس کو اللہ ذلیل کرے اسکو کوئی عزت دینے والا نہیں اور جب زمین میں حد قائم کی جاتی ہے وہاں والوں کیلئے یہ حد وہاں چالیس دن بارش سے بہتر ہے اور اس لئے بھی کہ حد کے قائم کرنے سے سوسائٹی کی اصلاح ہوگی اور اس میں خرابیاں کم ہوں گی۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کی سزا چالیس کوڑے مقرر کی ہے۔ اور حضرت ابو بکرؓ نے بھی چالیس اور حضرت عمرؓ نے اسّی۔ اور یہ سب مسنون ہے۔ اور حضور نے فرمایا: "جو شراب پیئے اس کو کوڑے مارو، دوبارہ پھر پیئے تو کوڑے مارو اور سہ بارہ پھر پیئے تو کوڑے مارو" اور آپ نے فرمایا: "جو شخص حدود اللہ میں سے کسی حد

EmaanLibrary.com

کے مقابل اپنی شفاعت کو پیش کرے تو وہ حکم الہی کی مخالفت کرتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ " تلك حدود الله فلا تعتدوها" یہ اللہ کی حدیں ہیں ان سے تجاوز نہ کرو۔ اور حدود اللہ، اللہ کی حرام کی ہوئی چیزیں ہیں۔ لہذا حد کے جاری کر دینے سے اس گناہ کا کفارہ بھی ہو جاتا ہے اور اس کے دوبارہ ارتکاب سے تنبیہہ بھی ہو جاتی ہے اور دوسروں کے لئے بھی نصیحت ہو جاتی ہے۔ اور بہتر وہ آدمی ہے جو دوسرے سے نصیحت حاصل کرے۔ اور حد کے اجراء سے اس جرم کی اشاعت بھی کم ہو جاتی ہے اس لئے کہ حد اپنے اثر و انجام کے اعتبار سے لوگوں کے لئے رحمت ہے خواہ لوگ اس کو عذاب سمجھیں۔ دشمنان اسلام جو حد کے اجراء کو سنگدلی اور بربریت سمجھتے ہیں۔ یہی لوگ زمین میں فساد برپا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور جرم اور مجرموں سے چشم پوشی کر کے جرم کو بڑھانے کا سبب بنتے ہیں۔ اور ان کی نرم دلی دنیا کو فساد سے بھر دیتی ہے۔ اس لئے کہ جو شخص سزا سے بچا وہ بے ادب ہوا۔ اور لاٹھی نافرمان کی تنبیہہ ہے۔ یہی لوگ ہمیشہ مسلمانوں کو ان عیوب کے ساتھ متہم کرتے ہیں۔ پھر یہی لوگ ان ایٹم بموں کو بناتے ہیں جو کروڑوں آدمیوں کی ہلاکت کا سبب بنتے ہیں۔ جنہیں بے گناہ بوڑھے، بوڑھیاں، حاملہ عورتیں بچے اور جانور بھی ہیں اور یہ کھیتی اور نسل کو تباہ کرتے ہیں، پس بخدا حقیقت میں بربریت اور فساد عظیم تو یہ ہے۔ اور اللہ ان مفسدوں کو پسند نہیں کرتا۔

اور تمام اچھے اور بُرے لوگ شراب کے نقصانات اور افراد اور سوسائٹی اور جوانوں اور عورتوں پر اس کے مہلک اثرات کا اپنی مجلسوں میں اور عام گفتگوؤں میں برابر ذکر کرتے ہیں۔ جیسے یہ کوئی جنگ ہے۔ جو ان کے شہروں اور ان کے بال بچوں کو تباہ کر رہی ہے اور اس کا نقصان بڑھتا جا رہا ہے۔ اور مہلک اثر پھیلتا جا رہا ہے۔ ان گرم علاقوں میں بھی جیسے نجد و حجاز اور خلیج اور اس کے آس پاس کے علاقوں میں۔

EmaanLibrary.com

جب کوئی نوجوان بچپنے میں شراب کا عادی ہو جاتا ہے تو اس کی عمر ابتداءِ شباب ہی میں گھٹ جاتی ہے[1]۔ اسطرح کہ وہ بیس، تیس سال سے آگے تک نہیں پہنچ پاتا اور وہ کثرت شراب کی بناء پر جلد ہلاک ہو جاتا ہے۔ شراب نوشی معاصی کا وہ بھنور ہے جس میں پڑنے والا توبہ کے بغیر نجات نہیں پاتا۔ اور آدمی بڑی بڑی شخصیتوں کے ساتھ پاک دامنی، عزت اور حسن خلق کے ساتھ رہتا ہے۔ لیکن جب وہ شراب پینے لگتا ہے اور نشہ اس کے دماغ میں سرایت کرتا ہے تو وہ اچھی عادات سے محروم ہو کر بُرے اخلاق کا عادی ہو جاتا ہے اور اپنے اقرباء اور ہمنشینوں سے بھی گھبرانے لگتا ہے۔ اس کے چہرہ پر مصیبت و بیماری کے آثار ظاہر ہو جاتے ہیں۔ گھر والوں پر اس کی درندگی کا اثر قائم ہو جاتا ہے اسکو لوگوں سے نفرت ہو جاتی ہے اور لوگ اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں۔ اس طرح وہ زندگی بھر اس تکلیف دہ عادت کا غلام بن جاتا ہے۔ وہ اس سے چھٹکارا چاہتا ہے لیکن بے بس رہتا ہے۔ یہی عادت اسکی اولاد تک میں سرایت کر جاتی ہے۔ کیونکہ وہ بھی اس بری عادت اور طریقہ کے پیروکار ہوتے ہیں۔

جو لوگ شراب کے نقصانات اور سوسائٹی اور عورتوں اور جوانوں کے اخلاق کی بربادی کو دیکھتے ہیں پھر بھی اس کی تجارت کرتے ہیں اور خفیہ طریقہ سے شہر میں اس کو لانے کا بندوبست کرتے ہیں۔ جبکہ وہ مسلمان بھی ہیں تو ایسے لوگوں میں نہ دینی غیرت ہے نہ وطنی حمیت یہ وہی لوگ ہیں جو چاہتے ہیں کہ اہل ایمان میں بے حیائی کی اشاعت ہو اور انکی بُرائی کے لئے

---

[1] بیمہ کمپنیاں جب کسی شخص کی زندگی کا بیمہ کرنا چاہتی ہیں تو اچھی طرح تحقیق کرتی ہیں کہ وہ شرابی تو نہیں۔ اگر انکو معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ شرابی ہے تو اس کا معاہدہ نہیں کرتیں۔ خصوصاً معاملہ اگر کسی نوجوان کا ہو اسلئے کہ وہ جانتی ہیں کہ اس کی عمر عام عمر سے پہلے ہی ابتداءِ شباب میں ختم ہو جائے گی اور کمپنی کو اس کی زندگی کے خاتمہ سے خسارہ ہوگا۔ کیونکہ شراب اس کی جلد ہلاکت کا باعث ہے۔

EmaanLibrary.com

یہی کیا کم ہے کہ وہ لالچ میں گرفتار ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب پر اس کے بیچنے اور خریدنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ شراب کی قیمت بھی حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کی سیڑھیوں پر فتح مکہ کے دن خطبہ دیا جسمیں آپ نے فرمایا۔

ان اللہ ورسولہ حرم بیع الخمر والمیتۃ والخنزیر والاصنام ۔ (بخاری ومسلم)

بیشک اللہ اور اس کے رسول نے شراب اور مردار اور سور اور بتوں کی تجارت کو حرام کیا ہے۔[۱]

انسان کا شہر اس کی اس ماں کے برابر ہے جس نے اس کو جنا اور اپنا دودھ پلایا جو شخص شراب اپنے شہر تک لاتا ہے وہ اس آدمی کی طرح ہے جو اپنی ماں تک برائی کو پہنچاتا ہے ایک غیرت مند مسلمان کا فرض تھا کہ اپنے شہر والوں کے ساتھ نیکی کرتا اور ان تک صرف اس چیز کو آنے دیتا جو ان کے لئے مفید ہوتی۔ اور اس چیز کو روکتا جو ان کے لئے مضر ہوتی۔ کیونکہ شہر والے اس کے جسم کا ٹکڑا ہیں۔ جو چیز اس کو بری لگے گی اور جو اس کے لئے تکلیف دہ ہوگی وہ سب کیلئے بھی تکلیف دہ ہوگی۔ اور حرام شراب کا شہر میں داخل کرنا شہریوں کیلئے زہریلی غذا اور پانی پہنچانے سے زیادہ نقصان دہ ہے۔ اس لئے کہ زہر آلود کھانے اور پینے تو صرف بدن کو نقصان پہنچاتے ہیں اور ان کو کھا کر مرنے والے اللہ کے یہاں شہید سمجھے جاتے ہیں

---

[۱] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ مردار کی چربی کے بارے میں آپ کا ارشاد کیا ہے کیونکہ اس سے کشتیوں کو روغن دیا جاتا ہے۔ اور لوگ چراغ جلاتے ہیں آپ نے فرمایا کہ اسکا استعمال حلال نہیں وہ حرام ہے۔ پھر فرمایا اللہ یہودیوں کو ہلاک کرے جب اُنپر مردوں کی چربی حرام کی گئی تو انھوں نے اسکو پگھلایا اور بیچ دیا اور اسکی قیمت کھا گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہاں شراب اور سور کے گوشت کی حرمت کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ اسلئے کہ اللہ جب کسی چیز کو حرام قرار دیتا ہے تو اس کی تجارت اور قیمت کو بھی حرام قرار دیتا ہے۔ اور صحیحین میں حضرت عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت عمر کو یہ خبر لگی کہ ایک شخص نے شراب بیچی ہے تو آپ نے کہا اللہ اس کو تباہ کرے۔ کیا اس کو معلوم نہیں تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اللہ یہودیوں کو ہلاک کرے جب اُنپر چربی حرام کی گئی تو انھوں نے اسکو پگھلا کر بیچا اور اسکی قیمت کھا گئے۔

EmaanLibrary.com

لیکن شراب تو بدن اور عقل اور دین سب کو تباہ کرتی ہے۔ اور جو شخص اللہ ت اس حالت میں ملے گا کہ شراب نوشی کو جائز سمجھتا تھا تو وہ اللہ سے بت پرست کی طرح ملے گا۔ لہذا اسلامی اخوت اور عربی نخوت کا تقاضا ہے کہ اس نقصان دہ پیر کی تجارت سے نفرت کی جائے کیوں نہ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب اور اس کے بیچنے والے اور خریدنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ اور اس کی قیمت اور نفع کا کھانا حرام

فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ وَاَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۔ (البقرۃ — ۲۷۵)

جسکے پاس اس کے رب کی طرف سے نصیحت آئی اور وہ باز آیا اس نے جو کچھ کیا اور اس کا معاملہ اللہ کی طرف ہے اور جو دوبارہ کرے تو یہی جہنم والے ہیں جسمیں ہمیشہ وہ رہیں گے۔

الا ان شرب الخمر ذنب معظم — یزیل صفات الآدمی المسدد

یاد رکھو شراب نوشی بڑا گناہ ہے جو ایک اچھے آدمی کی صفات کو ختم کر دیتی ہے

ویلحق بالانعام بل ھو دونھا — ویخلط فی أفعاله غیر مھتد

اور جانور بلکہ اس سے بھی نیچے پہنچا دیتی ہے اور آدمی کے افعال میں نامناسب باتیں ملا دیتی

یزیل الحیا عنه ویذھب بالغنی — ویوقع فی الفحشاء قتل التعمد

انسان سے حیا دور کرتی ہے اور اسکی دولت کو ختم کرتی ہے اور اسکو بے حیائی اور قتل عمد کا مرتکب کرتی ہے

فکل صفات الذم فیھا تجمعت — لذا اسمیت ام الفجور فاسند

تمام بری صفات اسمیں جمع ہوئی ہیں اسی لئے اس کو ام الخبائث کہا گیا ہے

کچھ آوارہ مزاج نوجوان اور عیاش تجار اپنی عقل اور جد وجہد اور اہتمام کو پوری طرح نصاریٰ کے اعمال اور ان کی عادات کی تقلید میں صرف کر رہے ہیں۔ یہاں تک کہ نصاریٰ کی بد خلقیوں کی بھی تقلید میں کوشاں ہیں۔ وہ اپنی ناقص رائے اور حقیر عزم سے یہ سمجھتے ہیں

U-115161

EmaanLibrary.com

کہ تہذیب اور تمدن اور ترقی و تقدم یہ ہے کہ ہر طرح کے فسق و فجور شراب نوشی اور بے حیائی کو بڑھاوا دیا جائے اور بے حیائی اور بے پردگی میں نصاریٰ سے مقابلہ کیا جائے۔ جہالت نے ان کو بُری طرح مسخ کر دیا ہے اور ان پر غباوت کا پردہ چڑھ گیا ہے اور ان کو اللہ کی طرف سے پورے دھوکہ میں مبتلا کر دیا ہے۔ بخدا یہ لوگ گمراہی کی راہ پر چل رہے ہیں۔ اور ذلت کی کھائی میں گر چکے ہیں اور اس مذموم اخلاق سے راضی ہو چکے ہیں جس کو انکی مریح جہالت اور بد خلقی اور فساق کی ہمنشینی نے ان کے سامنے پیش کیا ہے، اگر وہ اپنی اسی عادت پر جمے رہے اور اپنی سیرت کو بدلا نہیں اور اپنے رب کی اطاعت کی طرف لوٹے نہیں اور اللہ کی حرام کی ہوئی چیز سے باز نہیں آئے تو وہ ان معایب کے لئے مثال بنجائیں گے اور برائیوں کے تیر کے لئے تیر انداز بن جائیں گے۔ اور تاریخ ان کے ان بُرے کاموں کو ریکارڈ کرے گی جس سے انھوں نے ان سلف صالحین کی سیرت کی مخالفت کی تھی جنھوں نے اپنے تمسک بالدین اور اطاعت الٰہی سے ان کو عزت دی تھی۔ میں نہیں کہہ سکتا ان میں امن کا مستحق کون ہے کاش تم جان سکو اور سوچ لو اپنی غفلت سے بیدار ہو جاؤ اور اپنی لغزشوں سے توبہ کر و اور اپنے رب کے فرائض کی پابندی کرو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔

EmaanLibrary.com